

FOR EDUCATIONAL PURPOSES

[www.RiazAcademy.com](http://www.RiazAcademy.com)

پیش کشی

65

جو کا  
برہم

# چند بایں

ملفوظ بحق ناشران محفوظ

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ اسرائیل کے سلسلے کا نیا ناول "جیوش چیئل" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جیوش چیئل اسرائیل کی ایک نئی تنظیم ہے جسے پہلی بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل لایا گیا ہے۔ اس تنظیم کا چیف لارڈ بو فین ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کچل کر رکھ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جیوش چیئل میں کام کرنے والے افراد کی تربیت بھی خصوصی طور پر اسی انداز میں کی گئی ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکیں اور اس بار واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جیوش چیئل جس انداز میں ٹکراتی ہے اور جس طرح عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں ہر طرف موت کے پھندوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے پہلے واقعی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی اسرائیل پر لکھے جانے والے گذشتہ ناولوں کی طرح آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آرا سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ البتہ حسب دستور پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ ہم یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

ایٹ آباد سے نویدہ ناز لکھتی ہیں۔ "طویل عرصے سے آپ کی کتب زیر مطالعہ ہیں۔ آپ کا مطالعہ واقعی بے انتہا وسیع ہے اور یہ

اس ناول کے تمام نام، مقام، اکرار، واقعات اور پیش کردہ پوئٹریز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جڑی یا کھلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہو گئے۔

ناشران ..... اشرف قریشی  
ایڈیٹر ..... یوسف قریشی  
پرنٹر ..... محمد یونس  
تالیف ..... ندیم یونس پرنٹرز لاہور  
قیمت ..... 70/- روپے



اس کا اندازہ آپ میری تازہ ترین تحریروں سے آسانی سے کر سکتی ہیں۔  
امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

چشتیاں سے اکرم خان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند  
ہیں۔ آپ جس طرح عمران کے کردار سے انصاف کرتے ہیں وہ واقعی  
بے مثال ہے۔ آپ کا ناول "فیوگی ٹاسک" بہت اچھا اور معیاری  
ناول ہے۔ الدبہ عمران سے کہیں کہ جہاں ملک کا مسئلہ ہو وہاں  
دوستوں پر احسان کرنا بند کر دے۔ امید ہے آپ ضرور میرا پیغام  
عمران تک پہنچا دیں گے۔"

محترم اکرم خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد  
شکریہ۔ جہاں تک آپ کے پیغام کا تعلق ہے تو پیغام تو بہر حال عمران  
تک پہنچ جائے گا لیکن یہ بات آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ عمران  
اپنے ملک کی بقا کے مقابل کسی رشتے کی پرواہ نہیں کرتا جبکہ "فیوگی  
ٹاسک" میں وہ باچان کے لئے کام کر رہا تھا اور ناول کے آخری صفحے پر  
یہی سوال بلیک زرو نے عمران سے کیا بھی ہے اور عمران نے اس کی  
وضاحت بھی کر دی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سماجی بنڈالہ (آزاد کشمیر) سے راجہ نوید احمد اور عابد حسین  
بزدانی لکھتے ہیں۔ "ہم آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور ہم  
آپ کی تحریر سے بے حد متاثر بھی ہیں کیونکہ آپ ہر بار نئے انداز اور  
نئے موضوع پر ناول تحریر کرتے ہیں۔ آپ کا ناول "پٹنگنگ ڈیجہ" بے  
حد پسند آیا ہے۔ الدبہ اس میں ایک جگہ جب ٹائیگر اچانک ظاہر ہوتا

بات بھی درست ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت عطا کی  
ہے کہ آپ دنیا کے ہر موضوع پر مکمل اور جامع انداز میں لکھ سکتے  
ہیں۔ آپ کا ناول "مکروہ جبرے" میرے اس یقین کی جیسی جاگتی مثال  
ہے۔ آپ نے یہ ناول جس خوبصورت انداز میں لکھا ہے اور جس  
طرح آپ نے معاشرے کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے وہ اپنی مثال  
آپ ہے۔ ایسا ناول لکھنا اور پھر اس انداز میں لکھنا کہ اس سے فرد اور  
معاشرے کی اصلاح بھی ہو حقیقتاً آپ کے قلم کا ہی اعجاز ہے۔ میری  
طرف سے اس قدر خوبصورت اور بھرپور ناول لکھنے پر مبارکباد قبول  
فرمائیں۔ الدبہ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ناول کی پشت پر اپنی تازہ  
ترین تصویر ضرور شائع کریں تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو سکے کہ گزرے  
ہوئے ماہ و سال نے آپ پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں ورنہ اس تصویر  
سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عمران کی طرح آپ بھی سدا بہار ہیں۔ امید  
ہے میری گزارش پر ضرور عمل کریں گے۔"

محترمہ نویدہ ناز صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد  
شکریہ۔ آپ نے تازہ ترین تصویر ناول میں شائع کرنے کے لئے لکھا  
ہے۔ اس میں لفظ "تازہ ترین" پر آپ خود غور کر لیں۔ پھر مجھے لکھیں  
کہ آپ کی یہ فرمائش کس طرح پوری ہو سکتی ہے کیونکہ ہر گزرتا ہوا  
لحہ تازہ ترین کی فرمائش میں رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ الدبہ آپ نے  
اس فرمائش کا جو مقصد لکھا ہے کہ اس طرح آپ یہ اندازہ لگانا چاہتی  
ہیں کہ گزرے ہوئے ماہ و سال نے مجھ پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں تو

یہ کب پوری ہوگی اس بارے میں پتہ نہیں چلا، میں جانتا تھا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے اشفاق احمد لکھتے ہیں۔ "میں آپ کی تصنیفات کا پرانا قاری ہوں۔ جاسوسی ادب میں آپ کا واقعی کوئی ثانی نہیں ہے۔ عمران کا کردار خاص طور پر مجھے بے حد پسند ہے۔ آپ نے روحانیت پر جو ناول لکھے ہیں انہوں نے واقعی نوجوان نسل کو بے حد متاثر کیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ان موضوعات پر ناول لکھتے رہیں گے۔ محترم اشفاق احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ انشاء اللہ آپ کی فرمائش پوری ہوتی رہے گی اور میں کوشش کروں گا کہ اس خصوصی موضوع پر آپ کو کتب پڑھنے کے لئے ملتی رہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ملتان سے نعیم اقبال نعیم لکھتے ہیں۔ "میں نے آپ کے لکھے ہوئے بے شمار ناولوں کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ نے واقعی جاسوسی ادب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ آپ اپنی تحریروں سے جس طرح حب الوطنی اور پاکیزہ کرداری کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ وہ واقعی بے مثال ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اسی طرح نئی نسل کے کردار کی تعمیر کرتے رہیں گے۔"

محترم نعیم اقبال نعیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں جن پر خلوص جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا دلی طور پر مشکور ہوں۔ جہاں تک نئی

ہے اور پھر اچانک ہی غائب ہو جاتا ہے تو بے حد حیرت ہوں ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔"

محترم راجہ نوید احمد اور عابد حسین بزدانی صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ٹائیگر کے اچانک ظاہر ہونے اور اچانک غائب ہو جانے کی بات ہے تو محترم ٹائیگر ایسی ہی پھرتی اور تیزی کی بنا پر تو ٹائیگر کہلاتا ہے۔ بہر حال جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو واقعی یہ شکایت بجا ہے لیکن اس کی وجہ بھی ٹائیگر کے کردار کی بے پناہ پسندیدگی ہے۔ کمپیوٹر آپریٹر صاحب کو جہاں موقع ملا دوسرے کردار کے نام کی بجائے انہوں نے ٹائیگر کا نام ٹائپ کر دیا اور اس صفائی سے یہ کام ہوا کہ پروف ریڈر صاحبان بھی اسے مارک نہ کر سکے۔ بہر حال آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

علی پور چٹھہ گوجرانوالہ سے شہباز احمد لکھتے ہیں۔ "گذشتہ بارہ سالوں سے آپ کے ناول زیر مطالعہ ہیں۔ آپ کا ہر ناول دوسرے سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ وادی مشتبہ کے موضوع پر آپ کے ناول البتہ زیادہ پسند آتے ہیں۔ ٹائیگر میرا پسندیدہ کردار ہے۔ میری درخواست ہے کہ وادی مشتبہ پر ایسا ناول لکھیں جس میں ٹائیگر کا کردار مین ہو۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست قبول کریں گے۔"

محترم شہباز احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کی جاسکے لیکن

نسل کی کردار سازی کا تعلق ہے تو نئی نسل ہمارا مستقبل ہے۔ جو کچھ  
آج ہم انہیں بنائیں گے وہ ہمارے حیرانے ملک کا۔ کل "ہوگا اور یہ  
خواہش تو بہر حال ہر ایک کی ہوتی ہے کہ اس کا "کل" "آج" سے بہتر  
ثابت ہو۔ مجھے یقین ہے کہ انشا۔ اللہ ہمارا بھی "کل" "آج" سے بہتر  
ثابت ہوگا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔  
اب اجازت دیجئے

والسلام  
مظہر کلیم ایم اے

اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں اس  
وقت جیوش چینل اور اسرائیل کی قومی سلامتی کے امور کے سربراہ  
لارڈ یوفیمین، جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اور ریڈ اتھارٹی کا چیف کرنل  
پائیک کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب خاموش اور ایک  
دوسرے سے لا تعلق بیٹھے ہوئے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے کہ  
اچانک کمرے کا خصوصی دروازہ کھلا اور اسرائیل کے صدر اندر داخل  
ہوئے تو وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل  
پائیک دونوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ لارڈ یوفیمین نے  
اجتنابی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

- تشریف رکھیں ..... صدر نے سب کے سلام کا اکٹھا جواب سر  
ہٹا کر دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی دوسری طرف اپنی  
خصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

سیت اعوا ارا لیا اور پھر جہاں ایرو میزائل پر کام شروع ہو گیا لیکن ڈاکٹر اعظم ایک فلسطینی تنظیم کے آدمیوں کی مدد سے اسرائیل سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا اور پاکیشیا پہنچ گیا جہاں اس نے ایرو میزائل کا فارمولا پاکیشیائی سائنس دانوں اور حکام کے سامنے پیش کیا تو وہاں پر بھی اسے انتہائی اہم دفاعی ہتھیار قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ شوکران کی مدد سے اس پر وہاں ریسرچ کرنے اور اسے تیار کرنے پر کام شروع ہو گیا۔ مجھے اطلاع مل گئی۔ میں نے اسرائیلی ایجنٹوں کی مدد سے اس لیبارٹری کا سراغ لگانے کی کوشش کی لیکن اسرائیلی ایجنٹ ناکام رہے جس پر میں نے ایک بظاہر جرائم پیشہ بین الاقوامی تنظیم کو ان معلومات کو حاصل کرنے میں استعمال کیا اور انہوں نے انتہائی کامیابی سے تمام معلومات مہیا کر دیں۔ اس کے بعد مسئلہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا تھا جو معلومات ملی تھیں ان کے مطابق اس لیبارٹری میں ایسے سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے کہ سوائے خصوصی جم فلاکیو کے اور کوئی ہتھیار وہاں استعمال نہ ہو سکتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں اسرائیلی ایجنٹوں کو استعمال کیا جائے لیکن صدر صاحب نے میری رائے سے اختلاف کیا کیونکہ ان کے مطابق اگر اسرائیلی ایجنٹ وہاں پہنچانے لے جاتے تو وہ یقیناً ناکام ہو جاتے۔ چنانچہ میں نے ایک قطعی غیر متعلق یورپی ملک ڈن مارک کی سرکاری ایجنسی بلیک ایرو کو استعمال کرنے کا پلان بنایا۔ ہمیں معلوم تھا کہ بلیک ایرو کا ایک سپر ایجنٹ چارلس انتہائی

آپ اس ہنگامی میننگ کی وجہ تسمیہ معلوم کرنے کے لئے ہے چین ہوں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ پہلے لاڈیو فین جو کہ جیوش چنسل کے سربراہ ہیں پاکیشیا میں ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں اپنی رپورٹ مختصر طور پر آپ کے سامنے دے دیں تاکہ آپ کو بھی اس سلسلے میں معلوم ہو سکے..... صدر نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا تو لاڈیو فین اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

میں اس معاملے کی جناب صدر صاحب کو پہلے تفصیلی تحریری رپورٹ دے چکا ہوں اور اس سلسلے میں ان سے تفصیلی گفتگو بھی ہو چکی ہے لیکن چونکہ ان کا حکم ہے کہ آپ صاحبان کو بھی اس بارے میں بتایا جائے تو میں مختصر طور پر بتاتا ہوں کہ انتہائی جدید ترین میزائل کا فارمولا ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے جو اکیڈمیا کی ایک میزائل فیکٹری میں کام کرتا تھا تیار کیا ہے لیکن اکیڈمیا نے اس میں دلچسپی نہ لی کیونکہ وہ اس سے ملتے جلتے میزائل پر پہلے ہی کام کر رہے تھے۔ پھر اس فارمولے کے بارے میں مجھے اطلاع ملی۔ میں نے اسے اسرائیلی سائنس دانوں کے سامنے پیش کیا تو اسرائیلی سائنس دانوں اور دفاعی ماہرین نے اسے اسرائیل کے لئے انتہائی اہم دفاعی ہتھیار قرار دے دیا۔ چنانچہ حکام نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ میزائل جے ایرو میزائل کا نام دیا گیا تھا پر ریسرچ اسرائیل میں کرائی جائے اور ریسرچ مکمل ہونے کے بعد اسے جہاں تیار کیا جائے۔ چنانچہ جیوش چنسل نے ڈاکٹر اعظم کو اس کے اصل فارمولے

اس عمران نے یہ دعویٰ کیا کہ جلد ہی وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اسرائیل آکر یہ مشن مکمل کرے گا۔ اس اطلاع کی بنیاد پر صدر صاحب نے یہ ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔..... لاڈ بو فمیں نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل پاتیک اور کرنل ڈیوڈ دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نظر آ رہے تھے لیکن وہ خاموش رہے تھے۔

اس سے پہلے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لاڈ بو فمیں کی سربراہی میں چلنے والی ایک تنظیم ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر جو ایک جہرے میں تھا اپنا ایک لمبٹ بھیج کر تباہ کرایا تھا اور یہ اطلاعات بھی مل گئی تھیں کہ جیوش چنٹل لیبارٹری میں جن مصنوعی انسانوں پر کام ہو رہا ہے وہ اسے تباہ کر دیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فارمولا آخری ریسرچ میں مکمل طور پر ناکام ہو گیا اور ہمیں بے پناہ نقصان اٹھا کر اس لیبارٹری کو مکمل طور پر ختم کرنا پڑا اور شاید اس کی اطلاع انہیں مل گئی تھی اس لئے وہ اس مشن پر نہیں آئے لیکن اب اس عمران کی طرف سے دی گئی اطلاع کے بعد یہ بات کنفرم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہر حال ایرو میزائل لیبارٹری کے خلاف مشن لے کر اسرائیل پہنچے گی۔ یہ لیبارٹری جیوش چنٹل کے تحت ہے اور لاڈ بو فمیں کا خیال ہے کہ اگر یہ ٹیم آئی تو وہ اس سے خود ہی نمٹ لیں گے لیکن میں نے یہ ہنگامی میٹنگ اس لئے بلائی ہے کہ اس سے پہلے کرنل ڈیوڈ اور ان کی تنظیم جی پی فائو اور

ڈین اور تیز ہے اور اس نے اپنے کارناموں سے پورے یورپ کے ساتھ ساتھ افریقہ میں بھی دھوم مچائی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس مشن کے لئے اسے استعمال کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ مختصر یہ کہ چارلس کو فلاکیرو ہم دے کر پاکیشیا بھجوا دیا گیا۔ اس کی ساتھی عورت کینی بھی اس کے ساتھ تھی۔ بعد میں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق چارلس کامیاب رہا۔ اس نے فلاکیرو ہم میزائل لیبارٹری میں نصب کر دیا اور پھر اس نے صرف ڈی چارجر کی مدد سے اسے ڈی چارج کرنا تھا اور لیبارٹری تباہ ہو جاتی اور اس کے ساتھ ہی وہ سائنس دان بھی ہلاک ہو جاتا لیکن پھر چانک اطلاعات ملیں کہ ڈان مارک میں بلیک ایرو کے چیف ہارڈی کو اغوا کر لیا گیا ہے اور پھر اس کی لاش ایک سڑک کے کنارے پڑی ملی اور پھر یہ اطلاعات بھی مل گئیں کہ لیبارٹری تباہ نہیں ہوئی اور فلاکیرو ہم بھی دستیاب کر لیا گیا ہے اور چارلس اور اس کی ساتھی عورت کینی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس طرح بلیک ایرو کا یہ مشن آخری لمحات میں ناکام ہو گیا۔ ابھی ہم سوچ ہی رہے تھے کہ اس سلسلے میں مزید کیا پلاننگ بنانی چاہئے کہ صدر مملکت کو ایک خصوصی ذریعے سے پاکیشیا کے مشہور لمبٹ علی عمران کا پیغام ملا کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ سازش اسرائیل کی تھی اور اسرائیل بھی ایرو میزائل تیار کر رہا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے فیصلہ کیا ہے کہ جوابی رد عمل کے طور پر اسرائیل میں ایرو میزائل کی لیبارٹری تباہ کر دی جائے اور

محض اتفاق سے بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن جناب میرا خیال ہے کہ شاید اس بار عمران سے ہمارا مقابلہ نہ ہو۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا تو صدر کے ساتھ ساتھ کرنل پانیک اور لارڈ بو فمیں دونوں بچو تک پڑے۔

• کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کا مطلب ہے کہ عمران یہاں نہیں آئے گا۔ کیوں۔ اس کی وجہ۔..... صدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

• سر۔ میرا انکار عمران سے طویل عرصے سے ہو رہا ہے اور میں اس کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہو چکا ہوں۔ اگر عمران نے آپ تک یہ پیغام پہنچایا ہے کہ وہ ٹیم کے ساتھ یہاں آ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ نہیں آ رہا ورنہ وہ کبھی اس طرح باقاعدہ اطلاع نہ دیتا۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو صدر صاحب کے چہرے پر حیرت کے اثرات ابھر آئے۔

• آپ کا مطلب ہے کہ وہ یہ مشن مکمل نہیں کرے گا۔ پھر اطلاع دینے کا فائدہ۔..... صدر نے کہا۔

• جناب۔ کرنل ڈیوڈ کا تجربہ درست ہے۔ میں نے بھی جس حد تک عمران کو سمجھا ہے وہ انوکھی چالیں چلنے کا عادی ہے۔ اس کے ہر اقدام اور ہر کام کے پیچھے اس کی کوئی مصیحت ہوتی ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے درست کہا ہے کہ اس کا خصوصی طور پر اطلاع دینے کا مطلب ہے کہ وہ نہیں آئے گا۔..... کرنل ڈیوڈ کے بولنے سے پہلے کرنل

کرنل پانیک کی خفیم ریڈ اتھارٹی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر چکی ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کرنل ڈیوڈ بے شمار کیمیز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ناکام رہے ہیں جبکہ کرنل پانیک کا ایک مشن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ ہوا اور اس میں کرنل پانیک ناکام رہے جبکہ لارڈ بو فمیں کا آج تک اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ نہیں ہوا۔ ایرو میڈائل ہمارے دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس یلبار ٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے بلکہ میری دلی خواہش ہے کہ اس بار اس ٹیم کو بچ کر نہیں جانا چاہئے اس لئے آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں تاکہ ہم کسی درست نتیجے پر پہنچ سکیں۔" صدر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

• سر۔ آپ اس بار عمران اور اس کی ٹیم کو آنے دیں۔ پچھلی بار وہ زندہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس بار ایسا نہیں ہوگا۔ میں انہیں ہر صورت میں ختم کر دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔" کرنل پانیک نے کھڑے ہو کر بات کرتے ہوئے کہا۔

• بیٹھ کر بات کریں۔ بار بار اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں کرنل ڈیوڈ۔..... صدر نے کہا۔

• سر۔ یہ درست ہے کہ آج تک میں اور میری خفیم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکی لیکن اب ایسے نہیں ہوگا کیونکہ کرنل پانیک درست کہہ رہے ہیں۔ پچھلی بار وہ

کرنل پائیک کے لئے محسین کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”میرے ذہن میں یہ بات تھی لیکن میں اس کا شعور نہ کر پا رہا تھا۔“ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”جواب۔ بات تو واقعی سوچنے کی ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عمران نے یہی سوچ کر اطلاع دی ہو کہ اس طرح ہم اس کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو تلاش کرتے رہ جائیں گے۔“ لارڈ بو فمین نے کہا۔

”کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک کے ساتھ ساتھ لارڈ بو فمین سب کی باتیں درست ہیں لیکن اب ہمیں کیا پلاننگ کرنی چاہئے۔“ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جواب۔ میرے خیال میں اس پوائنٹ کے سامنے آنے کے بعد ہمیں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ایرو میڈاگل لیبارٹری جیوش چنٹل کی تحویل میں ہے اور وہ جو لوگ بھی سمجھیں گے وہ ظاہر ہے لیبارٹری کو ہی تباہ کرنے آئیں گے اس طرح ان کا ہر صورت میں نگرانی جیوش چنٹل سے ہی ہو گا چاہے وہ کوئی بھی ہوں۔ عمران خود ہو یا اس کے ساتھی ہوں جبکہ اگر کرنل پائیک کی بات درست ہو تو اس کے لئے جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کام کرے اور ہم سب کا آپس میں رابطہ رہے۔ اس طرح ہم دونوں پہلوؤں کا دفاع آسانی سے کر لیں گے۔“ لارڈ بو فمین نے کہا۔

”لیکن آپ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی کے

پائیک نے کہا۔

”آپ دونوں ملٹی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ کھل کر بات کریں۔“ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جواب۔ جو بات میرے ذہن میں آئی ہے وہ میں نے کہہ دی ہے۔ البتہ یہ بات اب سوچنے کی ہے کہ جب وہ جہاں نہیں آئے گا تو پھر کیا ہو گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”میں بتاتا ہوں جواب۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔“ کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آپ بتائیں۔ یہ ایسی عجیب بات سامنے آئی ہے کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی۔“ صدر صاحب نے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

”سر۔ یہ انتہائی اہم بات کرنل ڈیوڈ نے بتائی ہے ورنہ شاید ہم اس کا ادراک نہ کر سکتے۔ میرا خیال ہے کہ عمران نے اس بار نیا منصوبہ بنایا ہے کہ وہ خود ٹیم کے چند ممبرز کے ساتھ آنے کی اداکاری کرتا رہے گا یا زیادہ سے زیادہ کسی ہمسایہ ملک میں جا کر رک جائے گا جبکہ اس کی ٹیم کے دوسرے ممبرز خاموشی سے جہاں پہنچ کر مشن مکمل کریں گے۔ اس طرح ہماری تمام تر توجہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف مبذول رہے گی اور وہ اپنا کام خاموشی سے کر گزریں گے۔“ کرنل پائیک نے کہا تو صدر اور لارڈ بو فمین دونوں بے اختیار چونک پڑے جبکہ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر

جائے گی اور ہم اسانی سے انہیں لوہ کر لیں گے جبکہ یہ بھولت سی پی  
فائیو اور ریڈ اتھارٹی کو حاصل نہ ہے۔..... لارڈ بو فمین بڑی شدت  
سے اپنی تحقیم کے حق میں دلائل دے رہا تھا۔  
"آپ کیا کہتے ہیں کرنل پائیک؟" صدر نے کرنل پائیک  
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ آپ جو فیصلہ بھی کریں مجھے منظور ہے کیونکہ آپ،  
لارڈ بو فمین، کرنل ڈیوڈ اور میں ہم سب عظیم اسرائیل کے حق میں  
ہی سوچتے ہیں۔..... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"آپ کا کیا خیال ہے کرنل ڈیوڈ؟" صدر نے کرنل ڈیوڈ سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ لارڈ بو فمین صاحب اس لئے انتہائی جوش کا مظاہرہ کر  
رہے ہیں کہ آج تک ان کا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سرورس سے نہیں  
ہوا۔ بہر حال اصل آدمی عمران ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور  
ممبر کو اپنا میک اپ کرا کر اسرائیل سے باہر رکھے اور خود کسی اور  
میک اپ میں پہنچ جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی اپنے  
ساتھیوں کو یہاں بھیجے۔ بہر حال ہمیں دونوں طرح سے ہوشیار رہنا  
چاہئے۔ عظیم اسرائیل کی سلامتی سب باتوں پر مقدم ہے۔" کرنل  
ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ہم سب کو عظیم اسرائیل کا مفاد اور سلامتی عزیز ہے اس  
لئے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تینوں بدجنسیاں بیک وقت کام

بارے میں کوئی تجربہ نہیں ہے جبکہ کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ  
دونوں کو اس کا تجربہ ہے اور اگر کرنل پائیک کا آئیڈیا درست ثابت  
ہوا تو پھر یہ دونوں تو صرف ان کا انتظار کرتے رہیں گے اور جیوش  
چینل کا مقابلہ ہو جائے گا۔..... صدر نے کہا۔

"یہ بات بھی ہمارے حق میں جاتی ہے جناب۔ عمران اور اس  
کے ساتھیوں کو کرنل ڈیوڈ، ان کی تحقیم جی پی فائیو اور کرنل  
پائیک اور ان کی تحقیم ریڈ اتھارٹی دونوں کے بارے میں اچھی طرح  
علم ہے۔ وہ ان کی نفسیات کے مطابق پہلے سے ہی اپنا دفاع کر لیتے  
ہیں جبکہ جیوش چینل اور اس کے آدمیوں سے ان کا ٹکراؤ نہیں ہوا  
اس لئے وہ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اس لئے ہماری کامیابی  
کا حساب بڑھ جائے گا۔..... لارڈ بو فمین نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے اور میں خود بھی اس نتیجے پر ہی پہنچا تھا  
لیکن اگر عمران کے ایسے ساتھی یہاں آتے ہیں جو پہلے نہیں آئے تو پھر  
تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک کے لئے بھی وہ نئے ہوں گے۔" صدر  
نے کہا۔

"جناب۔ جیوش چینل کو ایک اور برتری حاصل ہے کہ اس  
وقت اسرائیل میں جتنی بھی فلسطینی تحقیمی ہیں چاہے وہ اسرائیل کی  
ساتھی ہیں یا مخالف ان سب میں جیوش چینل کے آدمی موجود ہیں  
اور جو لوگ بھی ایرد میزائل مشن پر آئیں گے وہ لامحالہ ان میں سے  
کسی کا سہارا لیں گے اس طرح ہمیں فوراً اس بارے میں اطلاع مل

بوفمین نے کہا۔

”آپ اس عمران کو نہیں جانتے۔ وہ شیطانی ذہن کا مالک ہے۔ وہ یہاں آنے سے پہلے لامحالہ اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور پھر ہو سکتا ہے کہ ریڈ واٹر کنس کے سلسلے میں جیوش چیٹل اور آپ کے بارے میں بھی معلومات اس تک پہنچ چکی ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار براہ راست آپ کو ہی ٹارگٹ بنائے۔ پھر کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک دونوں انتہائی محب وطن ہیں اور ان کی بات درست ہے کہ انہیں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ٹارگٹ کا علم ہونا چاہئے اس لئے آپ انہیں تفصیل بتادیں الٹے یہ میرا حکم ہے کہ یہ دونوں تنظیمیں اس لیبارٹری کے قریب بھی نہیں جائیں گی اور آخری بات یہ کہ تینوں ایجنسیاں براہ راست مجھے جوابدہ ہوں گی اور مجھے تینوں کی کارکردگی کی رپورٹس ساتھ ساتھ ملتی رہنی چاہئیں۔“ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے اٹھتے ہی لارڈ بوفمین، کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ تینوں کھڑے ہو گئے۔

”مجھے اس بار حتیٰ اور یقینی کامیابی چاہئے۔ اس بات کو نوٹ کر لیں۔“ صدر نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جدھر سے وہ ہال میں داخل ہوئے تھے اور وہ تینوں خاموش کھڑے انہیں واپس جاتے دیکھتے رہے۔

کریں لیکن اپنے اپنے انداز میں اور ایک دوسرے سے چاہیں تو رابطہ رکھیں چاہیں تو نہ رکھیں۔ الٹے ایرو میڈائل لیبارٹری کا تحفظ چیلے کی طرح جیوش چیٹل کی ہی ذمہ داری رہے گا اور یہ بھی سن لیں کہ جو ایجنسی اس بار کامیاب رہے گی وہ آئندہ باقی ایجنسیوں پر سپر قرار دی جائے گی۔“ صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”جناب۔ میری ایک گزارش ہے کہ ایرو میڈائل لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں مجھے اطلاع ملنی چاہئے ورنہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو کور نہ کر سکیں گے کیونکہ بہر حال ان کا ٹارگٹ ایرو میڈائل لیبارٹری ہی ہو گا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم کسی طرح بھی جیوش چیٹل کے معاملات اور ایرو میڈائل لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات میں مداخلت نہیں کریں گے۔“ کرنل پائیک نے کہا۔

”جناب۔ حفاظتی نقطہ نظر سے یہ بات اوپن نہیں ہونی چاہئے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو گا اور جس طرح جیوش چیٹل کے آدمی فلسطینی تنظیموں میں موجود ہیں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی میں بھی ان کے مخبر موجود ہوں اور اگر اس لیبارٹری کا محل وقوع اوپن ہو گیا تو اس طرح یہ محل وقوع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک بھی پہنچ سکتا ہے جبکہ جیوش چیٹل کے کسی آدمی سے وہ لوگ واقف نہیں ہیں۔ اس لئے لامحالہ وہ یہاں آکر چیلے اس لیبارٹری کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ورنہ وہ براہ راست اس پر حملہ کر دیں گے۔“ لارڈ

ثرومین کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"شکر ہے۔ صبح صبح کسی بچے آدمی کی آواز سننے کو ملی ہے۔ اچھا

شگون ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی مہربانی ہے عمران صاحب کہ آپ میرے بارے میں

ایسے جذبات رکھتے ہیں"..... دوسری طرف سے ثرومین نے مسرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے اتنا بھی خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بہر حال

مرد ہوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو میں نے کب آپ کو عورت کہا ہے عمران صاحب"۔ دوسری

طرف سے ثرومین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جذبات کا لفظ استعمال کیا ہے اور پھر تمہاری آواز میں

جس طرح کی مسرت تھی اس کو مد نظر رکھ کر کہہ رہا ہوں"۔ عمران

نے معصوم سے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ثرومین بے اختیار

ہنس پڑا۔

"آپ واقعی بات بنانے کا فن جانتے ہیں۔ بہر حال آپ کی ہدایت

کے مطابق آپ کا پیغام اسرائیل کے صدر تک پہنچا دیا گیا ہے"۔

ثرومین نے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"پھر کیا رد عمل ہوا"..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صدر صاحب نے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایک خصوصی ہنگامی

میٹنگ طلب کر لی۔ میں پہلے ہی اس بات کا انتظام کر چکا تھا کہ اس

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ ناشتہ کرنے کے بعد وہ اخبارات

کے مطالعہ میں مصروف تھا جبکہ سلیمان اپنی عادت کے مطابق

شاپنگ کے لئے مارکیٹ جا چکا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اب اس کی

واپسی ایک دو گھنٹوں بعد ہی ہو سکے گی کیونکہ سلیمان کی عادت تھی

کہ وہ شاپنگ بہت سوچ سمجھ کر اور بہت سی دکانیں گھوم کر کرتا تھا

تاکہ تازہ، اصل اور مناسب قیمتوں پر خریداری کر سکے۔ عمران کو

بھی آج چونکہ کوئی کام نہ تھا اس لئے وہ بھی اطمینان سے بیٹھا اخبار

پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔

عمران نے اپنی عادت کے مطابق باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ثرومین بول رہا ہوں عمران صاحب"..... دوسری طرف سے

"اس کا مطلب ہے کہ اگر اس دیو دا بچا مسلمان پاشا کی طرف  
ناشتے میں مقوی دماغ حیرے کھانے لگ گیا ہے کہ وہ فوراً میرے  
منصوبے کی تہہ تک پہنچ گیا۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"اے دعویٰ ہے کہ وہ اب آپ کی نفیات سے واقف ہو چکا  
ہے۔ بہر حال کرنل پانیک اصل بات سامنے لے آیا۔ یہ شخص واقعی  
بے حد فہم ہے۔"..... ثرومین نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ بہر حال نتیجہ یہ نکلا کہ اب تینوں  
مہجنسیاں بیک وقت ہمارے خلاف کام کریں گی۔"..... عمران نے  
کہا۔

"جی ہاں۔"..... ثرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ایرو میڈاٹل لیبارٹری کے بارے میں انہوں نے بحث میں  
کیا بات حجت کی ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"اس کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ صدر صاحب کے جانے کے بعد وہ  
لوگ بھی خاموشی سے چلے گئے۔ شاید کہیں اور جا کر انہوں نے اس  
بارے میں بات کی ہوگی۔"..... ثرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"چلو ٹھیک ہے۔ ہم خود تلاش کر لیں گے لیکن اب تم بتاؤ کہ  
لاڈ بوفمن کے اس دعویٰ کے بعد تمہارے رابطوں کی کیا پوزیشن  
ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"میں یہ بات آپ سے خصوصی طور پر کرنا چاہتا تھا۔ میرے تمام  
رابطے ایک فلسطینی تنظیم ریڈ سٹار سے ہیں لیکن یہ تنظیم صرف مخبری

مینگ میں ہونے والی تمام گھنگو میپ کر لی جائے اور یہ میپ  
اسرائیل سے مجھ تک پہنچ چکی ہے۔"..... ثرومین نے کہا۔

"ارے اتنی جلدی۔ تم تو ایکری میا میں ہو اور اسرائیل تو وہاں  
سے کافی فاصلے پر ہے۔"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"میں اس وقت قبرص سے بول رہا ہوں۔"..... ثرومین نے ہنستے  
ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ پھر وہ میپ مجھ تک کب پہنچے گی۔"..... عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے خصوصی کوریئر سروس کے ذریعے اسے آپ کے پتے پر  
بھجوا دیا ہے لیکن وہ آپ کو کل مل سکے گی۔"..... ثرومین نے کہا۔  
"تو پھر مختصر طور پر بتا دو کیونکہ میرے اعصاب بے حد کمزور ہیں۔  
کل تک انتظار کرنے کے قابل نہیں ہیں۔"..... عمران نے کہا تو  
ثرومین ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ صدر صاحب کے ساتھ مینگ میں  
جی پی فایو کے کرنل ڈیوڈ ریڈ اتھارٹی کے کرنل پانیک اور جیوش  
چینل کے لارڈ بوفمن نے شرکت کی اور پھر وہاں آپ کی اس اطلاع پر  
بحث کی گئی۔"..... ثرومین نے کہا۔

"اچھا۔ وری گڈ۔ چلو اتنی اہمیت تو انہوں نے مجھ خاکسار کو  
دی۔"..... عمران نے کہا تو ثرومین نے ہنستے ہوئے مختصر طور پر اسے  
اس بحث اور اس کے نتیجے کے بارے میں بتا دیا۔

کار و دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اجڑا اٹھ کھڑا ہوا۔  
”آج خیریت ہے آپ اتنی صبح آئے ہیں۔ کیا سلیمان نے ناشتہ دینے سے انکار کر دیا ہے؟“..... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے تم اس وقت کو صبح کہہ رہے ہو اور پھر وہ بھی اتنی صبح۔ تپہ ہے کیا وقت ہوا ہے؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”ہاں۔ لیکن یہ وقت تو آپ کے ناشتہ کرنے اور اخبار پڑھنے کا ہوتا ہے۔ اخبار بھی ناشتہ کا حصہ ہی ہوتے ہیں اس لئے میں نے ایسا کہا ہے؟“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کچھ آدمی کا فون آگیا ہے اور اس نے سچی بات کر ڈالی اور تم جلتے ہو کہ کچھ ککڑا ہوتا ہے اور کچھ کی ککڑا دہٹ کو دانش کے شہد سے ہی دور کیا جا سکتا ہے اس لئے مجبوراً بھاگے بھاگے یہاں آنا پڑا ہے؟“..... عمران نے جواب دیا۔

”نہ کچھ آدمی۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ آپ کا مطلب کہیں ٹروین سے تو نہیں۔ آپ نے کل اسے کال کر کے اسرائیل والے مشن کے سلسلے میں شہد کی تھی؟“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں؟“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل دوہرا دی۔

”اوہ۔ ایسی صورت میں تو تصویر اور ٹائنگر اکیلے وہاں کچھ نہ کر

کا کام کرتی ہے اور ایسی فلسطینی تنظیموں کے لئے کرتی ہے جو اسرائیل کے خلاف کام کرتی ہیں اس لئے ریڈ سٹار کے آدمی بھی بڑے بڑے آفسر، ہوٹلوں اور ریستورانوں کے آفسر تک ہی محدود ہوتے ہیں۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں بھی ان کی تعداد کافی ہے اس لئے تو صدر تک اطلاع پہنچانے اور پھر پیپ حاصل کرنے میں مجھے کامیابی ہوئی ہے لیکن ان کے پاس ایسے اڈے یا آدمی نہیں ہیں جیسے آپ کو چاہئیں اور ان کا تعلق دوسری تنظیموں کے صرف مخصوص لوگوں سے ہے اور وہ بھی انتہائی خفیہ جبکہ لارڈ بو فمین نے واقعی تقریباً ہر تنظیم میں اپنے آدمی شامل کر رکھے ہیں اس لئے میں یہ ذمہ داری ان حالات میں نہیں اٹھا سکتا۔ امید ہے آپ ناراض نہیں ہوں گے؟“..... ٹروین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ تم واقعی سچے آدمی ہو۔ مجھے تمہاری یہ بات سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ تم نے جو کچھ کہنا تھا واضح اور بروقت کہہ دیا ہے۔ تم نے یہ پیپ حاصل کر کے بھی میرے لئے ایک بڑا کام کیا ہے۔ میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں۔ تم بے فکر رہو اب یہ کام میں خود کر لوں گا۔ گڈ بائی؟“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے خود جانا ہوگا۔ اکیلا تنہا وہاں ان حالات میں کام نہ کر سکے گا؟“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے کہ آپ ان حالات میں ٹائیگر کو تنویر کے ساتھ نہ بھیجیں کیونکہ تنویر نے ٹائیگر کی کوئی بات نہیں ماننی جبکہ ٹائیگر آپ کا شاگرد ہے اس لئے اس کا انداز تنویر سے یکسر علیحدہ ہے البتہ صفدر کو آپ تنویر کے ساتھ بھیج دیں۔" بلیک زرو نے کہا۔

"صفدر کے ساتھ ہونے کی صورت میں صفدر کو انچارج بنانا ہو گا اور اگر صفدر انچارج بن گیا تو پھر تنویر اپنے مخصوص انداز میں کام نہ کر سکے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا مطلب ہے کہ تنویر کے ساتھ کوئی ایسا ممبر بھیجیں جو اس پر کنٹرول رکھ سکے تاکہ اس کے جوش کو کنٹرول کیا جاسکے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"ایسی صورت میں تو جو یا ہی ایک ایسی ممبر رہ جاتی ہے جو تنویر کو کنٹرول کر سکتی ہے لیکن پھر جو یا انچارج بن جائے گی اور تنویر صرف گردن ہلانے تک ہی رہ جائے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر یا تو اسے اکیلا بھیج دیں یا پھر اسے ٹیم کے ساتھ ہی رہنے دیں۔" بلیک زرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک ممبر ایسا ہے جو اس کا بھرپور انداز میں ساتھ دے سکتا ہے اور انچارج بھی تنویر رہے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زرو بے اختیار چونک پڑا۔

سکس گئے۔..... بلیک زرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ ٹروین کے سائیڈ پر ہونے کے بعد وہاں تینوں انجنیسیوں کے بیک وقت کام کرنے کی صورت میں وہاں انتہائی مشکل ترین جوئیشن ہوگی۔..... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ ٹیم لے کر جائیں گے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"ہاں اور اس بارے مجھے اب نئی حکمت عملی سے کام لینا ہو گا۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سی۔..... بلیک زرو نے چونک کر کہا۔

"ٹارگٹ تنویر اور ٹائیگر ہی ہٹ کریں گے لیکن ہمارا کام ان انجنیسیوں کو بلٹھانا ہو گا اور بس۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں تنویر اور ٹائیگر کو ٹارگٹ کا بخوبی علم ہونا چاہئے۔ انہیں علیحدہ وہاں رہنا چاہئے لیکن مسئلہ پھر وہی آجائے گا کہ وہاں جا کر وہ کس سے رابطہ کریں گے اور کس طرح آگے بڑھیں گے۔" بلیک زرو نے کہا۔

"تنویر اپنے راستے خود بنانے جانتا ہے اور اب تو اسرائیل اور تل ابیب میں عام سیاحوں کی آمد و رفت ہو گئی ہے۔ اب وہ پہلے کی طرح بند شہر یا ملک نہیں رہا البتہ اب یہ کام مجھے کرنا ہو گا کہ میں اسے اس لیے بارشری کا محل وقوع ٹریس کر کے پہلے بتا دوں۔" عمران نے کہا۔

کوئی خاص وجہ..... جو یا نے مودبانہ سے کہا۔

"اس بار اسرائیل میں تین ٹیمیں مقابلے پر آئیں گی اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہاں سے بھی تین ٹیمیں جائیں گی۔ اصل ٹارگٹ جو ٹیم ہٹ کرے گی اس میں تنویر اور خاور شریک ہوں گے۔ انہیں براہ راست ہدایات دے دی جائیں گی۔ دوسری ٹیم کی رہنمائی عمران کرے گا جس میں جہارے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی شامل ہوں گے۔ تیسری ٹیم صدیقی کی سرکردگی میں جائے گی۔ اس میں چوہان اور صالحہ شامل ہوں گے۔ انہیں بھی علیحدہ ہدایات دے دی جائیں گی۔ جہاری ٹیم کو عمران لیڈ کرے گا۔" عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے جو یا نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"تنویر بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر..... تنویر کا پورے یکت مودبانہ ہو گیا۔

"اسرائیل میں پاکیشیا کا ایک اہم مشن درپیش ہے جس کے لئے میں نے جہاری صلاحیتوں پر انحصار کرتے ہوئے ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کے لئے تمہیں اور خاور کو بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ٹیم کو

"وہ کون ہے..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"وہ ہے خاور۔ خاور بھی بنیادی طور پر تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن کا ہی قائل ہے اور تنویر کا ہم مزاج بھی ہے اور اس سے اس کی گہری چھنتی بھی ہے....." عمران نے کہا۔

"پھر تو وہ دونوں ایک جیسے ہو جائیں گے..... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ خاور بہر حال اسے کسی حد تک کنٹرول میں رکھے گا۔ وہ خاصا فہم آدمی ہے....." عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسی صورت میں تنویر اور خاور کی جوڑی اچھی رہے گی..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ملایا اور پھر سیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جو یا بول رہی ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی جو یا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے جو یا کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی کو ہدایات دے دو کہ وہ جہارے ساتھ عمران کی سرکردگی میں اسرائیل جا کر ایک مشن کے لئے تیار رہیں..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن تنویر کو آپ نے ٹیم میں شامل نہیں کیا۔ اس کی

”اب خود ہی کہتے ہیں کہ سچو سچو یہ ہیں بنائے گی مجھے ناکام رہتی ہے۔ کیا اس بار بھی تو ایسا نہیں ہو گا۔ تپہ چلے گا بعد میں تینوں ٹیمیں اکٹھی ہو گئی ہیں..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بار چونکہ ان کے درمیان رابطہ نہیں ہو گا اس لئے ایسا نہیں ہو گا اور ایسا کرنا ضروری ہے تاکہ اصل ٹیم کو کام کرنے کا سکوپ مل سکے ورنہ ہم سب ان انجینئروں کے جگر میں پھنس کر رہ جائیں گے..... عمران نے جواب دیا۔

”اگر وہ حاصر ہو جائے تو تین ہیں جبکہ ان کے خلاف آپ نے ٹیمیں ہی میں موجود تھیں۔ وہ پاکستانیہ سے جیسے یہاں اے سے اور اس میں میں کمرہ حاصل کئے ہوئے ابھی انہیں ایک گھنٹہ گزر رہا تھا۔ ان پنی فائبرس نے نہاد کو کمرہ لباس تبدیل کیا اور پھر ڈائٹنگ روم میں جا کر جوارس نے اطمینان سے کھانا کھایا اور کافی پی کر وہ واپس کمرے میں بیٹھ گئے تھے۔

”اس بار عجیب مشن ہے کہ نارگٹ کا کچھ تپہ ہی نہیں اور نہ ہی کوئی پلاننگ ہے۔ چیف نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہو گا..... خاور نے تنہا سے تنہا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بنانے کے لئے کچھ ہو گا تو بتایا جائے گا۔ بس اتنا بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے دار الحکومت تل ابیب کے مضافات میں کہیں خفیہ ایرڈ میڈائل لیبائری اور فیکٹری ہے۔ ہم نے اسے تباہ کرنا ہے۔ یہ

تم لیڈ کرو گے اور تمام پلاننگ بھی تمہاری اپنی ہو گی البتہ اس مشن کے سلسلے میں بنیادی باتوں کے بارے میں تمہیں عمران بریف کر دے گا..... عمران نے کہا۔

”تھینک یو سر۔ میں آپ کے انتخاب پر انشا۔ اللہ ہر صورت میں پورا اتروں گا..... تنہا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ اس مشن میں یہ اعتماد ہی تمہارے کام آئے گا۔ اسرائیل کو ہمارے اس مشن کی اطلاع مل چکی ہے اور وہاں مقابلے میں تین انجینئری میدان میں اتاری جا رہی ہیں۔ جیوش چٹل، ریڈ اتھارٹی اور جی پی فایو اس لئے یہاں سے بھی تین ٹیمیں بھیجی جا رہی ہیں۔ ایک ٹیم تمہاری اور خاور کی۔ دوسری ٹیم عمران کی سرکردگی میں صفدر، کیپٹن شکیل اور جویا کی اور تیسری ٹیم صدیقی کی سربراہی میں جوبان اور صالحہ کی ہو گی۔ عمران اور صدیقی کی سربراہی میں جانے والی ٹیمیں ان انجینئروں کو سنبھالیں گی جبکہ تمہاری ٹیم نے مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ سن لو کہ تینوں ٹیموں کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں ہو گا۔ ہر ٹیم اپنا کام خود کرے گی اور اپنے لئے رستے خود پیدا کرے گی..... عمران نے کہا۔

”یس سر..... تنہا نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ صدیقی کو ہدایات دی جا سکیں اور پھر صدیقی کو تفصیل بتا کر عمران نے ریسور رکھ دیا۔

آپ کا تو کم از کم باقی دو بیویوں سے کسی نہ کسی رابطہ میں رہیں گے۔  
ہونا چاہئے ورنہ سارا معاملہ لٹھ بھی سکتا ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ میرے رابطے کے بعد ممبران کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور صرف مجھ پر عہدہ کر لیتے ہیں۔ ایرو میزائل لیبارٹری تباہ ہونے پر پورے اسرائیل میں کھلبلی مچ جائے گی۔ اس طرح باقی بیویوں کو اطلاع مل جائے گی اور وہ خود بخود واپس ہو جائیں گی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن آپ کی اور صدیقی کی ٹیم کے سلیم نے کہا ٹارگٹ ہیں۔“  
ایک ٹیم جہازی اور خاور کی۔ دوسری ٹیم عمران کی سرکردگی میں صفدر، لکیشن شکیل اور جویا کی اور تیسری ٹیم صدیقی کی سربراہی میں چوہان اور صالحہ کی ہوگی۔ عمران اور صدیقی کی سربراہی میں جانے والی ٹیمیں ان ہتھیاروں کو سنبھالیں گی جبکہ جہازی ٹیم نے مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ سن لو کہ تینوں بیویوں کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں ہوگا۔ ہر ٹیم اپنا کام خود کرے گی اور اپنے لئے راستے خود پیدا کرے گی۔..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔.....“ تنویر نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر غبر و اقل کرنے شروع کر دیئے تاکہ صدیقی کو ہدایات دی جاسکیں اور پھر صدیقی کو تفصیل بتا کر عمران نے رسیور رکھ دیا۔

تنویر اور خاور ایکریسیا کے دارالحکومت ولنگٹن کے ایک ہوٹل کے ٹیمیں میں موجود تھے۔ وہ پاکیشیا سے پہلے یہاں آئے تھے اور اس جہاز میں کمرہ حاصل کئے ہوئے ابھی انہیں ایک گھنٹہ گزرا تھا۔ ان بی بیوں نے نہادھو کر لباس تبدیل کیا اور پھر ڈائٹنگ روم میں جا کر جواروں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور کافی پی کر وہ واپس کمرے میں بیٹھ گئے تھے۔

”اس بار عجیب مشن ہے کہ ٹارگٹ کا کچھ پتہ ہی نہیں اور نہ ہی کوئی پلاننگ ہے۔ چیف نے کچھ نہ کچھ تو بتایا ہی ہوگا۔“ خاور نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بتانے کے لئے کچھ ہوگا تو بتایا جائے گا۔ بس اسکا بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب کے مسافرات میں کہیں خفیہ ایرو میزائل لیبارٹری اور فیکٹری ہے۔ ہم نے اسے تباہ کرنا ہے۔“

میں کہا۔

”وہ کیوں بتائے گی۔ ہم پوچھیں گے۔“ تنویر نے جواب دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر راداری میں آگیا۔ خاور بھی اس کے پیچھے باہر آگیا۔ وہ دونوں پاکیشیا سے ہی ایکری می میک اپ کر کے ٹیارے میں سوار ہوئے تھے اور ان کی جیسوں میں موجود کاغذات کے مطابق وہ ایکری میا کے ہی باشندے تھے۔ کاغذات کے مطابق تنویر کا نام مائیکل اور خاور کا نام جوزف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی انہیں لیزانگ کلب کی طرف لئے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے وہ اپنے کسی دوست سے ملنے جا رہا ہو جبکہ خاور ہونٹ پیچھے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھری ہوئی تھیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمارت پر لیزانگ کلب کا جہازی سائز کا بیون سائن موجود تھا۔ وہ دونوں ٹیکسی سے اترے۔ تنویر نے کرایہ ادا کیا اور پھر کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کلب میں آنے جانے والے افراد خوش پوش طبقے کے دکھائی دیتے تھے۔ وہ دونوں کلب میں داخل ہوئے تو انہیں ایک ہی نظر میں احساس ہو گیا کہ کلب واقعی اعلیٰ طبقے کے افراد کا کلب ہے کیونکہ اس میں موجود افراد بھی اعلیٰ طبقے کی ہی نمائندگی کر رہے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں جن میں ایک تو سروس کرنے میں

پیار ٹری کہاں ہے اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں اور ہم نے اسے کیسے تباہ کرنا ہے یہ سب کچھ ہم نے خود سوچنا ہے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تو صوبہ زیادتی ہے کہ اتنے اہم مشن کو اس طرح مکمل کرنے کا حکم دیا جائے۔“ خاور نے کہا۔

”اس میں زیادتی کی کیا بات ہے۔ ہم سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں۔ ہمیں ایک ملک میں ایک ٹارگٹ دے دیا گیا ہے اور بس۔ اب کیا ضروری ہے کہ بچی پکائی کھیر ہمارے سامنے رکھی جائے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن کھیر پکانے کے لئے بھی تو بنیادی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کا کیا ہوگا۔“ خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے ایک ٹپ دے دی گئی ہے۔ آؤ چلیں۔“ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں۔“ خاور نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیزانگ نامی کلب ہے۔ اس کی مالکہ میڈم روز ہے اور میڈم روز کے انتہائی گہرے رابطے اسرائیل میں ہیں کیونکہ میڈم روز بذات خود کٹر۔ یہودی ہے اور وہ اسرائیل آتی جاتی رہتی ہے۔ اس سے بنیادی معلومات مل سکتی ہیں۔“ تنویر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تو کیا وہ سب کچھ بتا دے گی۔“ خاور نے حیرت بھرے لہجے

وہاں موجود لیڈی سپروائزر آپ کی رہنمائی میڈم کے آفس تک کر دے گی۔..... لڑکی نے کہا اور تنویر بغیر کوئی جواب دیئے اس طرف کو بڑھ گیا جدمر لغزشیں موجود تھیں۔

”شکریہ مس میگی۔ ویسے کیا آپ کی میڈم بھی آپ کی طرح خوبصورت ہے یا۔.....“ خاور نے آہستہ سے اس لڑکی سے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”اس تعریف کا شکریہ۔ میڈم ادھیڑ عمر ہیں۔.....“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور خاور بھی ہنس پڑا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا تنویر کی طرف بڑھ گیا جو لفٹ نمبر تھری کے پاس پہنچ چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس لفٹ لے ڈریجے دوسری منزل پر پہنچ گئے جہاں واقعی ایک لیڈی سپروائزر موجود تھی جو انہیں راہداری کے آخر میں موجود دروازے تک لے گئی۔

”یہ میڈم کا آفس ہے۔ آپ کو دس منٹ کا وقت ملا ہے۔“ لیڈی سپروائزر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دروازہ دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ خاور بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی کشادہ کمرہ تھا جسے انتہائی خوبصورت اور جدید انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی اور جدید انداز کی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیریر ایک ادھیڑ عمر خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ اس کی جسمانی بناوت سے قدرے چھوٹا تھا البتہ آنکھوں میں تیز چمک تھی اور چہرے کے خدوخال کی

مصروف تھی جبکہ دوسری اپنے سامنے رجسٹر رکھے اس میں کچھ اندراجات کر رہی تھی۔ تنویر اور خاور کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر جیسے ہی رکے رجسٹر میں اندراجات کرنے والی لڑکی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

”ییس سر۔.....“ لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”میڈم روز سے ملنا ہے۔.....“ تنویر نے سادہ اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کیا آپ کی ملاقات ان سے ملے ہے۔.....“ لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن پھر بھی یہ ملاقات ہونی ہے۔ اسے کہو کہ مائیکل اور جوزف ایک ایمرجنسی بزنس ناک کے لئے آئے ہیں۔.....“ تنویر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا تو لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبریں کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں میڈم۔ دو صاحبان آئے ہیں مائیکل اور جوزف۔ آپ سے کسی ایمرجنسی بزنس ناک کے لئے ملنا چاہتے ہیں۔.....“ کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ییس میڈم۔.....“ دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”تھری نمبر لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر تشریف لے جائیں

باز کر لیا۔ ہم نے اسے تلاش کر کے اس سے فارمولا واپس لانا ہے۔  
تویر نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور میڈم روز کا  
ساتھ ہوا چہرہ تویر کی بات سن کر قدرے نارمل ہو گیا۔  
- کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ وہاں کس لیبارٹری میں موجود  
ہے۔ میڈم روز نے کہا۔

- نہیں۔ اگر یہ معلوم ہوتا تو پھر ہمیں جہازے پاس آنے کی کیا  
ضرورت تھی۔ ہم نے اسے تلاش کرنا ہے۔ ..... تویر نے جواب دیا۔  
- جہیں میرے بارے میں کس نے بتایا ہے۔ ..... میڈم روز  
نے کہا۔

- سارا ولنکٹن جانتا ہے کہ جہازے اسرائیل میں گہرے راجے  
ہیں۔ ..... تویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور میڈم روز کا چہرہ  
یہ سن کر بے اختیار کھل اٹھا۔

- جہازے کا کام ہو جائے گا لیکن معاوضہ نقد اور ایڈوانس ہو گا۔  
میڈم روز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

- معاوضے کی فکر مت کرو۔ ٹپ کام کی ہونی چاہئے ورنہ جہازے  
خوبصورت جسم لاش کی صورت میں کسی گٹھ کے کیڑوں کی خوراک  
بن جائے گا۔ ..... تویر نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

- ہو نہ۔ تو تم اس سائنس دان کو ہلاک کرنے جا رہے ہو۔  
جہازے انداز بتا رہا ہے کہ تم انتہائی سنگ دل قاتل ہو۔ میڈم روز  
نے بے اختیار جھنجھری پڑھتے ہوئے کہا۔

خصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ اس کے اندر لومڑی کی سی عیاری اور  
مکاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔  
- میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جوزف۔ ..... تویر نے  
آگے بڑھ کر میز کے قریب پہنچ کر کہا۔

- تشریف رکھیں اور فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میڈم  
روز کا بوجھ سرد اور سپاٹ تھا۔ وہ بڑی گہری نظروں سے تویر اور خاور کو  
دیکھ رہی تھی۔

- آپ کے راجے اسرائیل میں کافی گہرے ہیں۔ ہمیں اسرائیل  
میں کوئی ایسی ٹپ چاہئے جو ایک مخصوص مشن کے سلسلے میں ہم  
سے ہر قسم کا تعاون کر سکے۔ آپ کا معاوضہ آپ کو مل جائے گا۔  
تویر نے بھی سپاٹ لہجے میں کہا تو میڈم روز بے اختیار چونک پڑی۔  
اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرنے لگے۔

- پہلے آپ بتائیں کہ آپ کا مشن کیا ہے اور آپ کس قسم کا  
تعاون چاہتے ہیں۔ ..... میڈم روز نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں  
کہا۔

- ہمارا تعلق ایک پرائیویٹ تنظیم ریڈ آئی سے ہے اور ریڈ آئی کو  
ایکریسیا کی ایک پرائیویٹ لیبارٹری کی طرف سے ٹاسک ملا ہے۔  
اس لیبارٹری میں ایک جدید ساخت کی گن تیار کی جا رہی تھی لیکن  
ایک سائنس دان جو اس گن پر کام کر رہا تھا اس کا فارمولا لے کر  
اسرائیل فرار ہو گیا اور وہاں کسی پرائیویٹ لیبارٹری والوں نے اسے

"تل ایب میں ایک ہوٹل ہے جس کا نام بھی تل ایب ہوٹل ہے۔ شہر کا مشہور ہوٹل ہے۔ اس میں ایک سپر وائزر کام کرتا ہے جس کا نام فورڈ ہے۔ فورڈ کافی بوڑھا ہو چکا ہے۔ پہلے یہ اسرائیل کی وزارت دفاع کے سپلائی سیکشن میں کام کرتا تھا اور اسرائیل کی تمام لیبارٹریوں کو ہر قسم کی سپلائی کا انچارج تھا اور غیر سرکاری طور پر وہ پرائیویٹ لیبارٹریوں کو بھی سپلائی کا کام کرتا تھا۔ پھر وہ ریٹائر ہو گیا تو اس نے ظاہر اُس ہوٹل میں سپر وائزر کی نوکری کر لی لیکن اب بھی اس کا کام پرائیویٹ لیبارٹریوں کو سپلائی کرنا ہے۔ ہر قسم کی قانونی اور غیر قانونی سپلائی۔ وہ چھپائی یقیناً بھرپور انداز میں مدد کر سکے گا۔۔۔۔۔ میڈم روز نے کہا۔

"اسے فون کرو اور اسے بتاؤ کہ تم ہمیں بھیج رہی ہو۔۔۔۔۔" تنویر نے کہا۔

"لیکن اسے معاوضہ علیحدہ دینا ہو گا جہیں۔۔۔۔۔ میڈم روز نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ کام کرے گا تو معاوضہ بھی لے گا۔۔۔۔۔" تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میڈم روز نے سامنے رکھے ہوئے فون کا وسیع اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بین بھی آن کر دو۔۔۔۔۔" تنویر نے کہا تو میڈم روز نے شیش پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"تل ایب ہوٹل۔۔۔۔۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

"یہ ہمارا کام ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں۔ بولو کتنا معاوضہ دوں۔۔۔۔۔" تنویر نے اسی طرح سپاٹ لچے میں کہا۔  
"دس لاکھ ڈالر۔۔۔۔۔" میڈم روز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تم ہمارے ساتھ چلو گی۔۔۔۔۔" تنویر نے بغیر کسی رد عمل کے کہا تو میڈم روز بے اختیار چونک پڑی۔  
"میں ساتھ جاؤں گی۔ کیوں۔۔۔۔۔" میڈم روز نے حیرت بھرے لچے میں کہا۔

"کیونکہ دس لاکھ ڈالر بہت زیادہ ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ڈالر دے سکتے ہیں اور وہ بھی نقد لیکن شرط وہی ہے کہ مپ ایسی ہو جو ہمارا کام کر سکے۔ اسے ہم علیحدہ معاوضہ دیں گے۔۔۔۔۔" تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بار بار حیرت ہو رہی ہے۔ کبھی تم انتہائی سنگدل قاتل کے روپ میں سامنے آتے ہو اور کبھی انتہائی کامیاب بزنس مین کے روپ میں حالانکہ یہ دونوں خصوصیات ایک دوسرے کی متضاد ہیں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر نقد دو گے۔ ہاں یا ناں میں جواب دو ورنہ میری طرف سے انکار ہے۔۔۔۔۔" میڈم روز نے کہا۔

"اوکے۔۔۔۔۔" تنویر نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر سامنے رکھ لی۔  
گڈی کو دیکھ کر میڈم روز کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

برمائے ہوئے کہا۔

”اے مطمئن کرنا تمہارا کام ہے کیونکہ وہاں ایسے حالات ہیں کہ وہ لوگ اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہتے ہیں“..... میڈم روز نے گڈی اٹھا کر میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ آؤ جوزف“..... تصویر نے اٹھتے ہوئے کہا اور تصور بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کلب سے باہر پہنچ گئے۔

”کیا میڈم روز با اعتماد ہے“..... خاور نے باہر نکلتے ہی کہا۔

”ہاں۔ عمران نے اس کی ٹپ دی تھی اور تم جانتے ہو کہ عمران کے پاس ہمیشہ با اعتماد ٹپس ہی ہوتی ہیں“..... تصویر نے کہا اور خاور نے اختیار ہنس پڑا۔

”اب کیا پروگرام ہے“..... خاور نے کہا۔

”ہوٹل واپس چلتے ہیں اور پہلی فلائٹ سے اسرائیل جاتیں گے“..... تصویر نے سادہ سے لہجے میں کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلایا۔

سنائی دی۔

”ولکنٹن سے میڈم روز بول رہی ہوں۔ سپر وائزر فورڈ سے بات کراؤ“..... میڈم روز نے کہا۔

”یس میڈم۔ ہو لڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ فورڈ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”فورڈ۔ دو ایکری میوں مائیکل اور جوزف کو تمہارے پاس بھیج رہی ہوں۔ انہیں چند معلومات چاہئیں معقول معاوضہ دینے والی پارٹی ہے اور کام بھی تمہارے مطلب کا ہے“..... میڈم روز نے کہا۔

”کیا وہ قابل اعتماد لوگ ہیں میڈم کیونکہ آپ جانتی ہیں کہ یہاں کس قسم کے حالات ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ کام ایسا نہیں ہے کہ تم پریشان ہو“..... میڈم روز نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے مجھو ادیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور میڈم روز نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اب تو تم مطمئن ہو۔ لاؤ رقم مجھے دو“..... میڈم روز نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

”یہ بات سن لو میڈم روز کہ اگر یہ ٹپ ہمارے کام کی ثابت نہ ہوتی تو ہم رقم واپس لے لیں گے“..... تصویر نے گڈی اس کی طرف

ایک ہزار بار عدالت کریں میں براہیں سناؤں گا..... راسٹر کے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم ایسی بات کر دیتے ہو کہ میرا غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال اب سنجیدگی سے میری بات سنو“..... کرنل ڈیوڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی انا کو راسٹر کی بات سے خاصی تسکین پہنچی تھی اس لئے اس کا موڈ بدل گیا تھا۔

”آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مجھے بتانا چاہتے ہیں“..... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”جہیں کیسے معلوم ہوا۔ ابھی تو میں نے اس بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کی“..... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک کے اقدامات سے معلوم ہوا ہے“..... راسٹر نے کہا۔

”کیسے اقدامات“..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”انہوں نے اپنے مخصوص آدمیوں کو ایئر پورٹ، بحری رستے اور زمینی سرحدوں پر تعینات کیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام ہمسایہ ملکوں میں موجود اپنے ایجنٹوں کو بھی الرٹ کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اگر کوئی اطلاع ہو تو انہیں فوراً دی جائے اس سے مجھے علم ہو گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک بار پھر اسرائیل آ رہی ہے“..... راسٹر نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کرنل ڈیوڈ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے شاندار آفس میں موجود تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور اس کا نائب راسٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمایاں تھی۔

”آؤ راسٹر۔ جہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے۔

کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

”جی ہاں تاکہ میں آپ کو سلام کر سکوں“..... راسٹر نے بڑا سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے مودبا انداز میں سلام کر دیا۔

”تو تم مذاق کر رہے ہو اور وہ بھی میرے ساتھ۔ کیوں۔ جہاز یہ جرات“..... کرنل ڈیوڈ بے اختیار بھڑک اٹھا۔

”اگر نائب کا اپنے افسر اعلیٰ کو سلام کرنا مذاق ہے تو پھر آؤ میری جگہ آجائیں اور میں آپ کی جگہ بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ بے شک

"ہاں۔ اور یہ کام تم نے کرنا ہے۔" کرنل ڈیوڈ شاید اس کے

طنز کو سمجھ ہی نہ سکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا۔" راسٹر نے جواب دیا۔

"کیسے۔ پہلے مجھے تفصیل سے بتاؤ۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بڑی آسان سی بات ہے۔ ریڈ اتھارٹی میں ہمارے آدمی موجود

ہیں۔ جیسے ہی ریڈ اتھارٹی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں

کوئی اطلاع ملے گی یہ اطلاع ہم تک پہنچ جائے گی اور پھر ہم ان سے

رابطہ کر کے انہیں خفیہ راستے سے اندر لے آئیں گے اور اندر لے آ

مگر انہیں ہلاک کر دیں گے اور پھر ان کی لاشیں صدر صاحب کے

سلیمین رکھ دیں گے۔" راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انتہائی احمق آدمی ہو۔ مکمل احمق۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ تمہاری طرح احمق ہیں کہ وہ

تمہارے کہنے پر منہ اٹھائے چلے آئیں گے۔ نائنسنس۔" کرنل

ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ میری طرح

احمق نہیں ہیں بلکہ آپ کی طرح عقلمند ہیں اس کے باوجود وہ آ

جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔" راسٹر نے کہا۔

"تم بے کار آدمی ہو۔ قطعاً بے کار۔ تمہارے ذہن میں کوئی

پلاننگ نہیں ہے۔ نائنسنس۔ انہو دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں گولی

مچی مار سکتا ہوں۔ گیٹ آؤٹ۔" کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ غصیلے

کہا۔

"ہو نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل پائیک مجھ پر برتری حاصل

کرنا چاہتا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود وہ ناکام رہے گا۔" راسٹر نے بڑے پر یقین

لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"وہ کیسے۔ تم اتنے حتی انداز میں کیوں کہہ رہے ہو۔" کرنل

ڈیوڈ نے کہا۔

"اس لئے کہ کامیابی کرنل ڈیوڈ اور جی پی فایو کے مقدر میں لکھی

جا چکی ہے۔" راسٹر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ کرنل پائیک خاصا تیز اور ہوشیار آدمی ہے۔ ہمیں

اندرون ملک ان لوگوں کو ٹریس کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ انہیں

ملک میں داخل ہونے سے روکنے کی ڈیوٹی ریڈ اتھارٹی کی ہے اور میں

چاہتا ہوں کہ کامیابی واقعی ہمیں ملنی چاہئے اس لئے میں نے بہت

دبچ بچار کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس بار انہیں خود اندر آنے کا

راستہ دیں اور پھر جب وہ تل ایٹب پہنچ جائیں تو پھر ہم انہیں ہلاک

کر دیں۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بہت اچھی اور کامیاب پلاننگ ہے لیکن اس کے لئے ضروری

ہے کہ ہمارا ان سے رابطہ ہوتا کہ ہم انہیں کسی خفیہ راستے سے اندر

لے آئیں۔" راسٹر نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ریڈ اتھارٹی کے آدمی وہاں موجود ہیں جناب اس لئے لاسالہ جیسے ہی یہ لوگ آسلم پہنچیں گے انہیں اطلاع مل جائے گی۔“ راسٹر نے جواب دیا۔

”پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ وہ لوگ تو انہیں ہلاک کر دیں گے اور کریڈٹ ریڈ اتھارٹی کو مل جائے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے ہومٹ جباتے ہوئے کہا۔

”اس کا ایک ہی حل ہے جناب کہ ہم خود ان سے رابطہ کریں اور انہیں اسرائیل لے آئیں۔“ راسٹر نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ احمق تو نہیں ہو گئے۔ اس طرح تو ہم سب کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”جناب میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ہم انہیں جا کر کار میں بٹھا کر لے آئیں گے۔ آسلم کے سردار معیث کا بیٹا عبدالرحمن یہ کام کر سکتا ہے۔ وہ دولت کا پرستار ہے اور اسرائیل میں کوئی بڑا عہدہ چاہتا ہے۔ وہ گاؤں میں نہیں رہنا چاہتا۔ جتنا چاہے میں اس سے رابطہ کروں گا اور پھر اسے اس کا منہ مانگا معاوضہ دوں گا اور عبدالرحمن انہیں ایسے راستے سے اسرائیل لے آئے گا کہ ریڈ اتھارٹی منہ دیکھتی رہ جائے گی اور جب وہ تل ایب پہنچ جائیں گے تو ہم ان کا استقبال کرنے کے لئے موجود ہوں گے۔“ راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا عبدالرحمن ایسا کرے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

لجے میں کہا۔

”یہ سر۔ لیکن میں نے معلوم کر لیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سرورس اس وقت جنوبی سرحدوں پر واقع ایک فلسطینی گاؤں آسلم پہنچ رہی ہے۔“ راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی کام کے آدمی ہو۔“ یٹھو۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔ بولو۔ کیوں نہیں بتایا تھا اور کیسے اطلاع ملی ہے تمہیں اور کیوں۔“ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا تو راسٹر دوبارہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے جیسے ہی اطلاع ملی تھی جناب تو میں نے پاکیشیا میں اپنے ہیجنٹوں سے رابطہ کیا۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے سرحدی ملک بارڈن روانہ ہو رہا ہے۔ جتنا چاہے میں نے بارڈن میں اپنے آدمیوں سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ان لوگوں کو ایئر پورٹ پر تحیک کیا اور پھر انہوں نے اطلاع دی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سرحدی گاؤں آسلم کی طرف روانہ ہوا ہے۔ آسلم کا سردار معیث اس کا میزبان ہے۔ یہ اطلاع مجھے ابھی ابھی ملی ہے۔ میں آپ کے پاس آ رہا تھا کہ آپ کی طرف سے کال آ گئی کہ مجھے آکر سلام کرو۔ جتنا چاہے میں نے آکر سلام کر دیا۔“ راسٹر نے سادہ سے لجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ریڈ اتھارٹی کو اس بارے میں اطلاع ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے اس کی باتیں نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”ایسا ہو بھی چکا ہے جناب۔ آپ کو سلام کرنے کے لئے آنے سے پہلے میں نے اپنے خاص آدمیوں کے ذمے یہ کام لگا دیا ہے اور انہوں نے یقین دلایا ہے کہ ایسا ہی ہو گا“..... راسٹر نے کہا۔

”گڈ شو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس شیطانی ذہن کے مالک ہیں“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ راسٹر کا تو آئیٹیبل ہی شیطان ہے“..... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے۔ جب ایسا ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے اس عمران کو ہلاک کر دوں گا“..... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

کرنل پائیک اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ میز پر موجود قون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھالیا۔

”ہیں“..... کرنل پائیک نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”آرتھر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے اس کے ہسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ کیا رپورٹ ہے آرتھر“..... کرنل پائیک نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھی بارڈن پہنچ چکے ہیں جناب اور ان کا مدغ سرحدی گاؤں آسلم کی طرف ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا یہ اطلاع حتمی ہے“..... کرنل پائیک نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”بالکل جناب اور یہ اس عمران کے لئے اعزاز ہو گا کہ اس کی موت آپ کے ہاتھوں آئے“..... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”گڈ شو۔ جاؤ اور اس پلاننگ کو کامیاب بنانے میں سروسز کی بازی لگا دو“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

پوچھ گچھ کی جانے لگی۔..... کرنل پانیک نے کہا۔  
 "کیا اس اکیلے کو اغوا کرنا ہے یا اس کی پوری ٹیم کو؟..... آرتھر نے کہا۔

"صرف عمران کو کیونکہ عمران کی عادت ہے کہ وہ اپنے منصوبوں کی ہوا کسی کو نہیں لگنے دیتا۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھی بھی اس سے بے خبر رہتے ہیں۔..... کرنل پانیک نے کہا۔  
 "ٹھیک ہے سر۔ ہو جائے گا۔..... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے ہماری سرحد کے اندر کسی گاؤں میں لے آؤ پھر مجھے اطلاع دینا۔ میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا لیکن تم نے خیال رکھنا ہے کہ وہ اتنا اس اغوا کو اپنے مقصد کے لئے استعمال نہ کر لے۔" کرنل پانیک نے کہا۔

"آپ بے فکر ہیں ہاں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ میں ہر طرح سے محتاط رہوں گا۔..... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پانیک نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل پانیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"رہر ڈبول رہا ہوں ہاں۔..... دوسری طرف سے ایک موبانہ آواز سنائی دی۔  
 "میں۔ کیوں کال کی ہے؟..... کرنل پانیک نے نرم اور سادہ

54  
 "میں سر۔ ہمارے آدمی اب ہیں۔..... کرنل پانیک نے کہا۔  
 آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "کیا وہ اپنے اصل حلیوں میں ہیں؟..... کرنل پانیک نے پوچھا۔

"میں سر۔ عمران اپنے اصل حلیے میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک سوئس ختاد لڑکی اور دو پاکیشیائی آدمی ہیں۔..... آرتھر نے جواب دیا۔  
 "آسلم میں جہارے آدمی موجود ہیں۔..... کرنل پانیک نے کہا۔

"میں سر۔ آسلم کے سردار معیث کا بیٹا عبدالرحمن ہمارا خاص آدمی ہے اور سردار معیث تو اب خاصا بوڑھا ہو چکا ہے جبکہ سرداری کا اصل کام عبدالرحمن ہی کرتا ہے۔..... آرتھر نے جواب دیا۔  
 "عبدالرحمن کے علاوہ بھی اور کوئی آدمی ہے وہاں؟..... کرنل پانیک نے پوچھا۔

"میں سر۔ نائب سردار توصیف بھی ہمارا آدمی ہے۔..... آرتھر نے جواب دیا۔

"تو پھر اس عمران کا اصل حلیے میں آنے کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں ڈانچ دینا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آسلم میں آکر ٹھہر جائے اور آگے نہ بڑھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی اور ٹیم اندر داخل ہو جائے اس لئے تم نے عمران کو آسلم سے اغوا کرنا ہے تاکہ اس سے

کرنا چاہئے"..... رہر ڈنے کہا۔

"گڈ رہر ڈ مجھے جہاری بات سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ تم نے واقعی درست سوچا ہے۔ ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا چاہئے۔ تم اس فورڈ کی نگرانی کراؤ اور پھر یہ دونوں اکیمری جیسے ہی فورڈ کے پاس پہنچیں تم نے انہیں اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچانا ہے تاکہ ان کی چیکنگ کی جاسکے"..... کرنل پائیک نے کہا۔

"بھلے یہ بات معلوم نہ کر لی جائے باس کہ وہ فورڈ سے کس قسم کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اگر وہ غیر متعلقہ لوگ ہوں تو انہیں نظر انداز کر دیا جائے اور اگر متعلقہ لوگ ہوں تو انہیں اغوا کر لیا جائے"..... رہر ڈنے کہا۔

"اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو پھر یہ اتنی سادگی سے سب کام نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہر قسم کے شبہات کو دور کرنے کے لئے فورڈ سے عام سی بات کریں اور بعد میں اچانک اس کے پاس جا کر اصل بات معلوم کر لیں جبکہ ہم انہیں غیر متعلقہ سمجھ کر نظر انداز کر چکے ہوں گے اس لئے ضروری ہے کہ انہیں ہم خود ایک کریں۔ اگر یہ ہمارے مطلب کے لوگ نہ ہوتے تو ہم انہیں ہتھیار کر دیں گے"..... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"میں سر۔ آپ درست کہہ رہے ہیں"..... دوسری طرف سے رہر ڈنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اجتناباً احتیاط سے کام کرنا۔ اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

سے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ٹل ایس ہوٹل کے سپروائزر فورڈ کو ولنگٹن سے کسی میڈم روز نے کال کر کے کہا ہے کہ وہ وائیکری بھیج رہی ہے جو اس فورڈ سے معلومات خریدنا چاہتے ہیں"..... رہر ڈنے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر اس میں خاص بات کیا ہے"..... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب یہ سپروائزر پرائیویٹ طور پر لیبارٹریوں کو سامان سپلائی کرتا ہے۔ پورے اسرائیل میں جتنی بھی سائنسی یا دفاعی لیبارٹریاں ہیں ان کے بارے میں اسے معلومات حاصل ہیں"..... رہر ڈنے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جہارا مطلب ہے کہ یہ دونوں اکیمری اس سے ایرو میزائل لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آ رہے ہیں"..... کرنل پائیک نے کہا۔

"میں سر۔ میرا خیال یہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں واقعی اکیمری ہوں اور انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے خصوصی طور پر ہائر کیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی لوگ ہوں البتہ میرا خدشہ غلط بھی ثابت ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ موجودہ حالات میں ہمیں کسی پوائنٹ کو نظر انداز نہیں

ممبرز ہوئے تو یہ اہتائی محتاط ہوں گے۔..... کرنل پائیک نے کہا۔  
"آپ بے فکر رہیں جناب۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو  
کرنل پائیک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے صحرا کے درمیان بنی ہوئی  
ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس سڑک کے  
دونوں اطراف میں باقاعدہ اونچی دیواریں بنائی گئی تھیں تاکہ سڑک  
چوریت نہ آ سکے۔ یہ سڑک ملک شام کے سرحدی شہر کیسامو سے  
اسرائیل کے سرحدی شہر بالوت کے درمیان ایک معاہدے کے  
تحت بنائی گئی تھی۔ دونوں ملکوں کی سرحد پر دونوں اطراف میں  
باقاعدہ فوجی چیک پوسٹس تھیں اور سڑک کے راستے اسرائیل سے  
شام اور شام سے اسرائیل آنے والوں کی اہتائی سختی سے  
چیکنگ کی جاتی تھی۔ یہ سڑک سیاحوں کی سہولت کے لئے اقوام  
متحدہ کے دباؤ کے تحت بنائی گئی تھی اور اس سڑک کے اغراجات بھی  
اقوام متحدہ نے ہی ادا کئے تھے اس لئے اس سڑک کو عام طور پر درلڈ  
روڈ کہا جاتا تھا۔ سڑک بے حد فراخ اور ہموار تھی۔ جیپ خاصی تیز

کہیں سے تو معلومات مل ہی جائیں گی۔ اصل مسئلہ اسرائیل میں داخلے کا ہے۔ باقی کام کی مجھے فکر نہیں ہے۔..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمارا مارگٹ لیبارٹری تو نہیں ہے۔ یہ تو تنویر اور خاور کا مارگٹ ہے۔ ہمارا مارگٹ تو ریجنسیوں کو لٹھانا ہے۔.....“ عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے چوہان نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے لیکن ان ریجنسیوں سے الجھنے کے لئے لائن آف سیکشن تو یہی لیبارٹری ہی ہو سکتی ہے۔.....“ صدیقی نے جواب دیا اور چوہان نے اس بار اثبات میں سر ہلادیا۔

”میں ابھی تک یہ بات نہیں سمجھ سکی صدیقی کہ لٹھانے کا کیا ہوگا۔.....“ صالح نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”جس طرح عمران صاحب نے تمہیں حصدہ سے لٹھادیا ہے اسی طرح ہم بھی ریجنسیوں سے لٹھ جائیں گے۔ میرا مطلب ہے جبراً۔“ صدیقی نے کہا تو صالح بے اختیار ہنس پڑی۔

”عمران صاحب نے مس صالح کو حصدہ سے لٹھایا نہیں بلکہ لٹھا ہے۔.....“ چوہان نے کہا اور صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”عمران صاحب نے واقعی ہم دونوں کے بارے میں مسلسل گڑبگڑ کر کے ہم دونوں کو ہی ایک دوسرے کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔.....“ صالح نے کہا۔

رفتاری سے اسرائیل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صالح اور عقبی سیٹ پر چوہان تھا۔ صدیقی، چوہان اور صالح تینوں پاکیشیا سے پہلے تارکی پہنچے تھے اور تارکی سے وہ ایک ہی میک اپ میں شام آئے تھے۔ ان کے پاس جو کاغذات تھے وہ بھی اصل تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے پاس بین الاقوامی ادارہ سیاحت کی طرف سے جاری کردہ کارڈ بھی تھے اور چونکہ ان کارڈز کو انتہائی چھان پھٹک کے بعد جاری کیا جاتا تھا اس لئے ان کارڈز کے حامل سیاحوں کی کسی بھی جگہ خصوصی چیکنگ نہ کی جاتی تھی اس لئے صدیقی کو یقین تھا کہ وہ اطمینان سے اسرائیل میں داخل ہو جائیں گے۔ ان تینوں نے سپیشل میک اپ کئے ہوئے تھے۔ ایسے میک اپ جو کسی جدید سے جدید میک اپ وائر سے بھی صاف نہ ہو سکتے تھے۔ کاغذات کی رو سے صدیقی کا نام رابرٹ تھا جبکہ صالح کا نام جیکولین اور چوہان کا نام ولسن تھا۔

”ہم لوگ اسرائیل پہنچ کر اس لیبارٹری کو کیسے ٹریس کریں گے۔“ صالح نے کہا۔

”یہ لیبارٹری خفیہ ضرور ہے مس صالح لیکن ظاہر ہے کسی ماہر کی ڈبھیہ میں تو نہیں چھپائی جاسکتی۔ یہ کافی بڑی ہوگی اور پھر اس کو سپلائی بھی جاتی ہوگی۔ سبہاں لوگ بھی کام کرتے ہوں گے۔ اس کے علاوہ وزارت دفاع میں اس کے لئے خصوصی سیکشن ہوگا۔ کہیں نہ

"حتور کو عیوہ کر دیا ہے اور جو یا کو عمران کی نیم میں شامل کر

دیا ہے جبکہ صفدر بھی عمران کے ساتھ ہے۔ جو یا کی جگہ مس صالحہ کو اس نیم میں شامل کیا جا سکتا تھا"..... جو ہان نے کہا۔

"جہارا مطلب ہے کہ حیف نے مخصوص ٹکونیں درست نہیں بنائیں"..... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حیف جذبات سے عاری آدمی ہے۔ اس نے غیر جذباتی انداز میں سوچا ہو گا"..... صالحہ نے کہا اور صدیقی اور جو ہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ صالحہ کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔

"وہیے ایک بات پر مجھے بھی حیرت ہے کہ اس بار اصل نارگٹ حتور کے ذمے کیوں ڈالا گیا ہے حالانکہ اگر تیری سے کام مقصد تھا تو یہ کام عمران بھی کر سکتا تھا"..... صالحہ نے کہا۔

"عمران شیطان سے بھی زیادہ مشہور ہے اور اسرائیل کی پجنسیوں کا اصل نارگٹ بھی وہی ہے اور وہ لازماً سے پہلے بھی ہیں اس لئے اگر اصل نارگٹ عمران نے ہٹ کر ناہوتا تو پھر کوئی اور نیم بنانے کی ضرورت ہی نہ رہتی"..... صدیقی نے جواب دیا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ایک موٹر گاڑی جیسے ہی جیپ سیدھی ہوئی وہ تینوں چونک پڑے کیونکہ دور سے انہیں ملک شام کی چٹیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی تھی۔ اس پر ملک شام کا جھنڈا ہرا رہا تھا لیکن انہیں ملک شام کی چٹیک پوسٹ سے کوئی غرض نہ

"آپ نے صفدر کے بارے میں کیا سوچتا شروع کر دیا ہے۔"

صدیقی نے مسکراتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو صفدر میرے بارے میں سوچ رہا ہو گا"..... صالحہ نے ترکی

پر ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار جو ہان کے ساتھ ساتھ صدیقی بھی ہنس پڑا۔

"شکر ہے عمران صاحب نے میرے نام کو استعمال نہیں کیا

ورنہ میرے نام کا پہلا حرف بھی آپ کے نام سے ملتا ہے۔" صدیقی

نے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یکھٹ خفس

کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"جہارا مطلب ہے کہ میں اتنی بری ہوں کہ تم اس بات پر شکر

ادا کر رہے ہو"..... صالحہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید

صدیقی کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تھی۔

"آپ ناراض ہو گئی ہیں جبکہ میں تو اس لئے شکر ادا کر رہا تھا کہ

میں الجھنے سے بچ گیا ہوں"..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

"اس بار حیف نے عجیب ٹیمیں بنائی ہیں"..... اچانک عقب

سیٹ پر بیٹھے ہوئے جو ہان نے کہا تو صدیقی اور صالحہ دونوں نے

اختیار چونک پڑے۔

"عجیب سے کیا مطلب ہے جہارا"..... صدیقی نے حیرت بھر

لہجے میں کہا۔

65 "اب جاسکتے ہیں"..... فوجی نے کہا۔

"شکریہ"..... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لغافے میں سے کاغذات نکالے۔ انہیں چیک کیا۔ ملک شام کی طرف سے انہیں جانے کی باقاعدہ اجازت دی گئی تھی اور اس سلسلے میں ان تینوں کے کاغذات پر خصوصی مہریں موجود تھیں۔ صدیقی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور کاغذات واپس لغافے میں رکھ کر اس نے لغافہ واپس ڈیش بورڈ پر رکھ دیا اور پھر جیب آگے بڑھا دی۔ سڑک پر موجود اڈا بنادیا گیا تھا۔ جیب تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ سامنے ہی کچھ فاصلے پر اسرائیل کی چیک پوسٹ موجود تھی۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر کمرے بنے ہوئے تھے اور وہاں فوجیوں کی نگاہ اور بھی زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ دونوں کمروں کی چھتوں پر باقاعدہ بیرونی مشین گنیں نصب تھیں اور فوجی کمروں کی چھتوں پر بھی موجود تھے۔ جیب جب اس چیک پوسٹ کے قریب پہنچی تو ایک مسلح فوجی نے جیب کو دائیں طرف کر کے روکنے کا اشارہ کیا تو صدیقی نے اس کے اشارے کے مطابق جیب واپس سائیڈ پر کر کے روک دی اور اس کے ساتھ ہی کسی مسلح فوجیوں نے جیب کو اس طرح گھیرے میں لے لیا جیسے یہ کسی دشمن کی جیب ہو۔

"کیا بات ہے۔ ہم نورسٹ ہیں۔ یہ آپ نے کس طرح ہمیں گھیر لیا ہے"..... صدیقی نے خالصاً ایک رکھی لہجے میں اس فوجی آفیسر سے کہا جو تیزی سے بڑھتا ہوا جیب کے قریب آگیا تھا۔

64 تمہی کیونکہ وہ ملک شام سے اسرائیل جا رہے تھے۔ اسرائیل سے شام نہ آ رہے تھے۔ اصل چیکنگ اسرائیل کی چیک پوسٹ پر ہونی تھی۔ وہ چونکہ اس لئے تھے کہ اس چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر لازماً اسرائیل کی چیک پوسٹ ہوگی اور ان کا اصل امتحان وہاں ہونا تھا۔ "ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔ اگر وہاں کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا تو"..... صالح نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا۔ اگر انہیں کوئی شک بھی ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ ہماری نگرانی کرائیں گے اور اس کے باوجود اگر ضرورت پڑی تو پھر اسلحہ وہیں سے ہی حاصل کرنا ہو گا"..... صدیقی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صالح اور چوہان نے منہ سے کچھ کہنے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ایک بات سن لو کہ ہم نے وہاں اپنے اعصاب کو مضبوط رکھنا ہے اور جب تک میں حرکت میں نہ آؤں تم میں سے کسی نے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے معاملہ خراب ہو جائے۔ ہم نے نارمل انداز میں آگے بڑھنا ہے"..... صدیقی نے جیب ملک شام کی چیک پوسٹ کے سامنے روکتے ہوئے کہا۔ ایک فوجی ان کی طرف بڑھا تو صدیقی نے جیب کے ڈیش بورڈ سے کاغذات کا لغافہ اٹھا کر اس فوجی کو دے دیا۔ فوجی کاغذات لئے سائیڈ پر موجود کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے لغافہ واپس صدیقی کو دے دیا۔

”آپ ہمارے بین الاقوامی ادارے کے کارڈ چیک کر لیں۔“  
سب مشینیں کیا ہیں..... صدیقی نے کہا۔  
”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آپ ہم سے تعاون کریں ورنہ۔“ اس  
فوجی آفسیر نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔  
”لہجے کی کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ یہ چیک کرنا چاہتے ہیں کر لیں  
اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ ان کی کوئی مجبوری ہوگی۔“..... صالحہ  
نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے کرو چیکنگ“..... صدیقی نے بھی کانڈھے  
اچکاتے ہوئے کہا اور پھر ان تینوں کا جھپٹے باری باری میک اپ  
چیک کیا گیا۔ اس کے بعد ایک جدید ترین چیکنگ مشین کے ذریعے  
ان کے پورے جسم کو اس انداز میں چیک کیا گیا جیسے انہوں نے  
کھال کے اندر کوئی آلہ چھپایا ہوا ہو اور وہ اسے چیک کرنا چاہتے  
ہوں۔ اس کے بعد انہیں باری باری لاشعور چیک کرنے والی مشین  
سے چیک کیا گیا لیکن چونکہ وہ اس معاملے میں تربیت یافتہ تھے اس  
لئے فوجیوں کو ان سے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

”اوکے۔ اب آپ ادھر تشریف رکھیں.....“ اس فوجی آفسیر نے  
اس بار نرم لہجے میں کہا جو انہیں ساتھ لے آیا تھا۔ جس طرف اس  
نے اشارہ کیا تھا اس طرف کرسیاں موجود تھیں۔ وہ تینوں خاموشی  
سے ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک فوجی ان کے  
کاغذات اٹھائے اس فوجی آفسیر کی طرف بڑھا۔

”آپ سب کاغذات سمیت نیچے آجائیں۔“ چپ کی تلاشی لی جانے  
گی..... اس فوجی آفسیر نے کرخت لہجے میں کہا تو صدیقی نے ڈیش  
بورڈ سے کاغذات کا لفافہ اٹھایا اور پھر جیپ سے نیچے آگیا۔ اس کے  
ساتھ ہی صالحہ اور چوہان بھی نیچے اتر آئے۔  
”جیپ کی تلاشی لو“..... اس فوجی آفسیر نے اپنے فوجیوں سے کہا  
اور پھر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آگیا۔

”یہ کاغذات مجھے دیں اور آپ میرے ساتھ آئیں“..... فوجی آفسیر  
نے کہا تو صدیقی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا اور  
پھر وہ تینوں خاموشی سے اس فوجی آفسر کے پیچھے چلتے ہوئے ایک  
کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے جو سڑک کی دوسری طرف تھا۔ کمرے  
میں داخل ہو کر وہ چونک پڑے کیونکہ اس کمرے میں باقاعدہ میک  
اپ وائر بھی موجود تھا جبکہ ایک سائین پر کاؤنٹر تھا جس پر کاغذات  
چیک کرنے کی مشین موجود تھی۔

”آپ کی چیکنگ ہوگی۔ برائے کرم تعاون کریں“..... اس فوجی  
آفسیر نے کہا جو انہیں ساتھ لایا تھا۔

”یہ سب کیا ہے۔ کیا اسرائیل میں ٹورسٹوں کے ساتھ ایسا  
سلوک ہوتا ہے“..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”ہم معذرت خواہ ہیں لیکن ایسا ہمیں حکم ہے کیونکہ چند دشمن  
مہجنت ملک میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور ہم نے انہیں چیک کرنا  
ہے“..... اس فوجی آفسیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہیے اس قدر سخت چیکنگ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔“

صالح نے اس بار ایکری لہجے میں کہا اور پھر وہ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیب ایک چھوٹے سے شہر میں داخل ہو گئی اور صدیقی نے ایک جگہ رک کر ایک آدمی سے گریٹنگ ہو مل کا تپہ پوچھا اور پھر اس آدمی کے بتائے ہوئے رستے پر اس نے جیب کو بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے لیکن جدید انداز کے بنے ہوئے ہو مل کے سامنے پہنچ گئے۔ صدیقی نے جیب ایک سائیڈ پر روکی۔ کاغذات کا لحاظ چھلے ہی اس کی جیب میں تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ہو مل کا ہال کافی بڑا تھا۔ وہاں چند نورسٹ اور چند مقامی افراد موجود تھے۔ باقی ہال خالی تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو نوجوان موجود تھے۔ صدیقی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”ہمیں شام میں بتایا گیا تھا کہ ہم جیب کو آپ کے ہو مل میں چھوڑ کر خود طیارے سے تل ایسب جا سکتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمیں اس ہو مل کے مالک جناب الیگزینڈر سے ملنے کے لئے کہا گیا تھا۔“ صدیقی نے کاؤنٹر پر رک کر کہا۔

”ادھر راہداری میں چلے جائیں۔ وہاں آخر میں باس کا آفس ہے وہ آفس میں موجود ہیں۔“ نوجوان نے کہا تو صدیقی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر مڑ کر اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری کے آخر میں واقعی ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے باہر ایک باوردی

”کاغذات اوکے ہیں جناب۔“ اس فوجی نے کہا۔

”کیا ایکری میا سے چیکنگ کرا لی گئی ہے؟“ اس فوجی آفسیر نے کہا۔

”یس سر۔ وہاں سے بھی اوکے کی رپورٹ آئی ہے۔“ فوجی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ فوجی آفسیر نے کاغذات دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاغذات صدیقی کی طرف بڑھا دیئے۔

”اس شکف کے لئے معذرت خواہ ہیں۔ آپ لوگ جا سکتے ہیں۔“ اس فوجی آفسیر نے کہا اور صدیقی نے اس کے ہاتھ سے کاغذات لئے اور خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں واپس آکر جیب میں بیٹھ گئے۔ راڈ ہٹا دیا گیا تھا اس لئے صدیقی نے جیب آگے بڑھا دی۔

”عجیب ملک ہے اسرائیل کہ جہاں نورسٹ کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے۔“ صدیقی نے ساتھ بیٹھی ہوئی صالح کو بولنے کے لئے منہ کھولے دیکھ کر جلدی سے خالصاً ایکری لہجے میں کہا تو صالح کا کھٹتا ہوا منہ تیزی سے بند ہو گیا۔

”ایسا ہوتا رہتا ہے رابرٹ۔ ہر ملک میں ہر حکومت کے اپنے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ بہر حال انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا۔“ چوہان نے بھی خالصاً ایکری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

بڑے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور کسی جگہ کو کال کر کے اس نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ کیا فوری آگے جانا چاہتے ہیں؟“ ایگننڈر نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ظاہر ہے اس گاؤں میں ہمارے لئے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اگر ہے تو بتائیں ہم رک جائیں گے۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟“ ایگننڈر نے پوچھا۔  
 ”تل ایب“ صدیقی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”آپ کو پھر آج رات رکنا ہو گا کیونکہ یہاں سے صرف ایک فلاٹ تل ایب جاتی ہے اور وہ کل صبح جائے گی البتہ یہاں سے قریب آثار قدیمہ کا ایک پوائنٹ موجود ہے وہ اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں یا پھر گاؤں کی مخصوص زندگی بھی آپ کو دکھائی جا سکتی ہے۔“ ایگننڈر نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”یہ چایاں لو اور باہر موجود جیب کو چیک کرو اور پھر گیراج میں پارک کر دو۔“ ایگننڈر نے چایاں اس آنے والے نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہمارے بیگ جیب میں موجود ہیں۔ وہ ساتھ پارک نہ کر دینا۔“ صدیقی نے کہا۔

نوجوان موجود تھا۔ اس نے ان تینوں کے حریص ہنسنے پر انہیں انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ صدیقی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور چوہان بھی اندر داخل ہوئے تو بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک ادھیر عمر آدمی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے تشریف لائیے۔“ میرا نام ایگننڈر ہے۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”میرا نام رابرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں مس جیکولین اور مسٹر ولن۔“ صدیقی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا جبکہ چوہان اور صالحہ بغیر مصافحہ کئے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”جی فرمائیے۔“ ایگننڈر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔  
 ”یہ کارڈ ہے شارڈی انٹرنیشنل ٹورسٹ کارپوریشن کا۔ انہوں نے کہا تھا کہ جیب آپ کو دے دی جائے۔ ان تک واپس پہنچ جائے گی۔“ صدیقی نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر ایگننڈر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ کہاں ہے جیب؟“ ایگننڈر نے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

”ہوٹل کے باہر موجود ہے۔“ صدیقی نے جواب دیا۔  
 ”اس کی چایاں۔“ ایگننڈر نے کہا تو صدیقی نے جیب سے چایاں نکال کر اسے دے دیں تو ایگننڈر نے ہاتھ بڑھا کر سامنے

کہا۔

”یس سر“..... ایگزینڈر نے کہا اور اسی کارڈ کی پشت پر اس نے ہوٹل کی مہر لگائی اور پھر نیچے دستخط کر کے اور تاریخ اور وقت ڈال کر اس نے کارڈ صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

”کرے کیسے بک ہوں گے“..... صدیقی نے کارڈ کو واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”آپ ہاں میں تشریف لے جائیں۔ میں فون کر دیتا ہوں۔ یہ بیگ بے شک یہاں چھوڑ جائیں۔ پورٹرائٹس کمروں میں پہنچا دے گا“..... ایگزینڈر نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر بغیر بیگ اٹھائے وہ آفس سے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے واپس ہاں میں پہنچ گئے۔ وہاں کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے ان کے کاغذات دیکھ کر رجسٹر میں اندراجات کئے اور پھر کاغذات واپس کر دیئے۔ صدیقی نے اسے حسرت کی اور پھر ایک سپروائزر انہیں اس طرف کو لے گیا جہاں رہائشی کمرے تھے۔ تینوں کمرے ساتھ ساتھ تھے اور درمیانے درجے کے تھے۔ صالحہ اور چوہان، صدیقی کے نام پر بک کمرے میں ہی رک گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کے دونوں بیگ بھی کمرے میں پہنچا دیئے گئے اور صدیقی نے ویٹر کو ٹپ دینے کے ساتھ ساتھ ہاٹ کافی بھجوانے کا بھی کہہ دیا۔ ویٹر سلام کر کے واپس چلا گیا تو صدیقی کے اشارے پر چوہان نے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا تو صدیقی نے اپنے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی اتاری اور پھر اس نے گھڑی کے

”بیگ یہاں لے آؤ“..... ایگزینڈر نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا چائیاں لے کر واپس چلا گیا۔

”آپ تل ایسب میں کہاں ٹھہریں گے“..... ایگزینڈر نے کہا۔

”قاہرہ ہے کسی ہوٹل میں۔ ویسے ہم پہلی بار تل ایسب جا رہے ہیں“..... صدیقی نے کہا۔

”اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے تل ایسب کے سب سے بڑے اور اچھے ہوٹل رین بو میں کمرے یہیں سے بک کرائے جا سکتے ہیں“..... ایگزینڈر نے کاروباری انداز میں کہا۔

”ہم وہاں جا کر ہوٹل دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ ویسے آپ یہاں ہمارے لئے تین کمرے بک کر ادیں اور صبح کے طیارے میں تل ایسب کے لئے بھی بکنگ کر ادیں“..... صدیقی نے کہا تو ایگزینڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہو جائیں گی۔ آپ بے فکر رہیں“..... ایگزینڈر نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں دو بیگ تھے۔

”میں نے جیب گیراج میں پارک کر دی ہے“..... نوجوان نے چائیاں واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو“..... ایگزینڈر نے کہا تو وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ بیگ وہیں چھوڑ گیا تھا۔

”آپ ہمیں جیب کی وصولی کی رسید دے دیں“..... صدیقی نے

پہنچتے ہوئے کہا تو صدیقی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لئے۔ اس کی چروٹی صاف اور چوہان نے بھی کی۔

”اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہاں نور سٹوں سے یہ سلوک ہوتا ہے تو ہم ادھر کبھی نہ آتے۔“ صدیقی نے کرخت لہجے میں کہا۔

”اٹھ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے ہاتھ اپنی پشت پر کر لو۔ جب تک تم احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے تو زندہ رہو گے ورنہ ہم ایک لمحے میں فائر کھول دیں گے۔“ اسی فوجی نے ایک بار پھر چہچہتے ہوئے لہجے میں کہا تو صدیقی اٹھا اور اس نے دیوار کی طرف منہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ عقب میں کر لئے۔

صاف اور چوہان نے بھی اس بار اس کی چروٹی کی اور پھر ان تینوں کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔

”انہیں لے آؤ اور ان کا سامان بھی لے آؤ۔“ اس فوجی کی آواز سن کر وہی جو شروع سے اب تک بول رہا تھا اور پھر انہیں بازوؤں سے پکڑ کر کمرے سے باہر لایا گیا لیکن ہال کی طرف لے جانے کی بجائے وہیں ایک اور راستے سے ہو کر عقب میں لے آیا گیا۔ یہاں تک فوجی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں تم لوگ کہاں لے جا رہے۔“ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خاموشی سے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ جاؤ۔ تمہیں قریبی بڑے شہر گرونا بلایا جا رہا ہے۔ وہاں تمہاری مزید چیکنگ ہوگی کیونکہ تمہارے

چہرے کے ایک مخصوص حصے کو انگوٹھے سے تین بار مخصوص انداز میں دبایا تو گھڑی کے ڈائل پر سرخ رنگ کا ایک نکتہ تیزی سے چلتے پھرتے لگ گیا۔ صدیقی گھڑی اٹھائے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے ہاتھ روم کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے گھڑی کے اس حصے کو دوبارہ دبا دیا۔ پھر واپس مڑا اور گھڑی کو کلائی پر باندھ لیا۔

”کلیر ہے۔“ صدیقی نے اس بار اصل لہجے میں کہا تو چوہان نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا اس جیب میں ڈکٹا فون واقعی لگایا گیا تھا یا تم نے احتیاط کی تھی۔“ صاف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”احتیاط بے حد ضروری ہے مس صاف۔ ہم اس وقت چلتے ہوئے انگاروں پر چل رہے ہیں۔“ صدیقی نے کہا اور صاف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاٹ کافی سرو کر دی گئی اور وہ تینوں ہاٹ کافی پینے میں مصروف ہو گئے لیکن ابھی انہوں نے ہاٹ کافی ختم ہی کی تھی کہ یکتھ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی چار مشین گنوں سے مسلح فوجی کمانڈرز انداز میں اندر داخل ہوئے۔

”خبردار۔ اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لو۔“ ان میں سے ایک نے چہچہتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا ہے۔“ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاتھ سر پر رکھو ورنہ ابھی فائر کھول دیں گے۔“ اسی فوجی نے

کرے سے ریڈ کاشن ملا ہے..... اس فوجی نے کہا۔  
"ریڈ کاشن۔ وہ کیا ہوتا ہے..... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جہازے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو بمبٹوں کے پاس ہو سکتی ہے۔ سیاحوں کے پاس نہیں..... اس فوجی نے کہا تو صدیقی نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈکٹا فون چیک کرنے کے لئے گھڑی کے اندر موجود مخصوص گائیکر کی وجہ سے ریڈ کاشن انہیں ملا ہو گا۔ بہر حال وہ تینوں ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ ان کے پیچھے دو مسلح فوجی بیٹھ گئے تھے۔

"ہمارا سامان کہاں ہے..... صدیقی نے کہا۔

"وہ بھی پہنچ جائے گا۔ فکر مت کرو..... عقب میں بیٹھے فوجی نے کہا اور صدیقی نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور انہیں آئی کوڈ کے ذریعے فی الحال مطمئن رہنے کا کہا اور پھر وہ خود بھی اطمینان سے بیٹھ گیا۔ چوہان اور صالحہ دونوں ہونٹ بیٹھنے خاموش بیٹھ ہوئے تھے اور ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا جلا جا رہا تھا۔ بہر حال انہیں استقامتین ضرور تھا کہ وہ اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور فی الحال یہ بات ان کے نقطہ نظر سے ان کی کامیابی تھی۔

لارڈ بو فمیں جیوش چنٹل کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے مخصوص آفس موجود تھا کہ میز پر رکھے ہوئے کئی رنگوں کے فون سینوں میں سفید رنگ کے فون کی مٹر نم گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ بو فمیں نے

تھکا کر سیور اٹھا لیا۔

"میں..... لارڈ بو فمیں نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"کھیر بول رہا ہوں سر..... دوسری طرف سے جیوش چنٹل کے سیکورٹی آفیسر اور اس کے نمبر نو کی مخصوص آواز سنائی دی۔  
"ایکریکیا کا ناپ بمبٹ تھا اور لارڈ بو فمیں اسے خصوصی طور پر تیل لائے تھے تاکہ جیوش چنٹل میں کام کر سکے۔

"میں..... لارڈ بو فمیں نے ایک بار پھر کہا۔

"سر تین مختلف رپورٹیں ہیں۔ میں باری باری سناتا ہوں۔  
"ایک سرحدی گاؤں آسلم میں پاکیشیا سیکرٹ سروس پہنچ

”ہے“..... طیسرے کہا۔

”اگر انہیں ریڈ اتھارٹی کلیر بھی کر دے تو بھی ان کی نگرانی  
 کراؤ۔ بہر حال جب تک اسے ایم لیبارٹری کو یقینی خطرہ لاحق نہ ہو  
 جائے تب تک تم نے کسی سلسلے میں مداخلت نہیں کرنی۔“ لارڈ  
 بوٹھمن نے کہا۔

”یسی سر“..... کلیر نے پہلے کی طرح موبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور تیسری رپورٹ“..... لارڈ بو فمین نے کہا۔

شام کی سرحد کی طرف سے ریڈ اتھارٹی نے خصوصی چیکنگ مراکز اور نظام قائم کیا ہوا ہے۔ ایک جیب وہاں سے اسرائیل میں داخل ہوتی ہے۔ اس میں ایک عورت اور دو دیگر مری نورسٹ موجود تھے۔ جبیک پوسٹ پر ہر طرح سے ان کی چیکنگ کی گئی لیکن وہ اوکے تھے اس لئے انہیں کلیئر کر دیا گیا لیکن وہ گاؤں کے ہوٹل میں ٹھہرے جہاں ایک خصوصی نظام نصب کیا گیا تھا کہ اگر کسی کمرے میں موجود افراد کے پاس کوئی ایسا آلہ ہو جو سیکرٹ سروس کے ممبرز استعمال کر سکتے ہیں تو اس کے ان ہوتے ہی ریڈ کاشن مل جائے۔ جہاں ایک کمرے میں ریڈ کاشن ملا اور یہ تینوں نورسٹ اس کمرے میں موجود تھے۔ سہانچہ انہیں مزید چیکنگ کے لئے بڑے شہر گروناے لے جایا جا رہا ہے جہاں ان کی مزید تفصیل سے چیکنگ کی جائے گی۔..... کلیئر نے جواب دیا۔

رہی ہے۔ اس میں عمران کے ساتھ ایک سونس ٹیڈ لڑکی ہے اور دو پاکیشیائی ہیں۔ عمران اپنے اصل بھرے میں ہے اور ان کی آمد کی اطلاع جی پی فایو اور ریڈ اٹھارٹی دونوں کو مل چکی ہے اور دونوں بمبئیاں اپنے اپنے انداز میں انہیں گھیرنے کا پلان بنا رہی ہیں..... دوسری طرف سے گلہیرے موڈ بانہ لہجے میں کہا۔  
”ٹھیک ہے۔ تم نے صرف نگرانی کرانی ہے۔ مداخلت نہیں کرنی.....“ لارڈ بو فمیں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... کلیر نے جواب دیا۔

”دوسری رپورٹ بتاؤ..... لارڈ بو فمین نے پوچھا۔

”جناب۔ ریڈ اتھارٹی کو رپورٹ ملی ہے کہ دو لکیریں مل ایسیب پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے مل ایسیب ہوٹل کے سپروائزر فورڈ سے ملا ہے اور یہ فورڈ سائنسی لیبارٹریوں کو سپلائی کا کام کرتا ہے۔ اس ریڈ اتھارٹی نے ان کے اخواک حکم دے دیا ہے“..... کلیر نے کہا۔

”کیا یہ فورڈ ایرو میڈائل لیبارٹری کے بارے میں بھی جانتا ہے“..... لارڈ فوٹمین نے چونک کر پوچھا۔

..... معلوم نہیں جناب۔ ویسے اس نے کبھی کوئی چیز وہاں سہارا نہیں کی..... کلینر نے جواب دیا۔

اس سے معلوم کرو اور اگر اے معلوم ہے تو اے گولی سے

”یہی سر۔ ان آنے والے اکیڑیموں کے بارے میں کیا“

واگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایرو کا لفظ کس انداز میں استعمال کیا گیا ہے؟"..... لارڈ بو فمیں نے پوچھا۔

"جواب۔ دونوں الفاظ کپڑوں کے نام کے طور پر استعمال کئے گئے ہیں۔ ہم نے مارکیٹ سے اس سلسلے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ان دونوں ناموں کا کوئی کپڑا مارکیٹ میں موجود نہیں ہے؟"..... واگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس یوسف کی نگرانی کرو اور اگر یہ کوئی کال کرے یا کوئی پارٹی اس سے رابطہ کرے تو اس کا ماہر انداز میں تجزیہ کراؤ۔"..... لارڈ بو فمیں نے کہا۔

"اے گرفتار کر کے اس سے پوچھ گچھ نہ کی جائے باس۔"..... واگر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح اطلاع اصل پارٹی تک پہنچ جائے گی اور وہ دوبارہ اس سے رابطہ نہیں کرے گی۔ ہم نے صرف اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر کام کرنا ہے۔ اگر یوسف مشکوک ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہ کال پاکیشیا سکیورٹ سروس نے کی ہو اور یا اس کا کوئی ممبر اس سے رابطہ کرے تو ہم نے اسے پکڑنا ہے۔"..... لارڈ بو فمیں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ییس سر؟"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہر۔ ٹھیک ہے۔ اگر یہ بھی کلیئر ہو جائیں تب تک اس کی نگرانی کراتے رہنا۔"..... لارڈ بو فمیں نے جواب دیا۔

"ییس سر؟"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لارڈ بو فمیں نے رسیور رکھ دیا لیکن چند لمحوں بعد ہی سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ییس؟"..... لارڈ بو فمیں نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"واگر بول رہا ہوں باس۔"..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ییس؟"..... لارڈ بو فمیں نے اپنی عادت کے مطابق اس بار بھی صرف ییس کہنے پر اکتفا کیا۔

"جواب ایک مشکوک کال چیک کی گئی ہے؟"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا۔ تفصیل بتاؤ۔"..... لارڈ بو فمیں نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جواب۔ ناؤرن کے دارالحکومت سے جہاں تل ایسب میں ریڈ فائرنگ نامی ایک فلسطینی تنظیم سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی جس کا نام یوسف ہے، کو کال کی گئی ہے۔ یوسف کپڑے کا تاجر ہے اور گو یہ کال بزنس کے سلسلے میں ہے لیکن اس میں دو الفاظ ایسے استعمال ہوئے ہیں جس نے اس کال کو مشکوک کر دیا ہے۔ ایک لفظ ایرو اور دوسرا لفظ لارڈ ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ کال اے ایم لیبارٹری اور جیوش چیٹل کی چیکنگ کے سلسلے میں کی گئی ہے۔"

”یہ لوگ کم از کم جیوش چینل سے نہیں بچ سکتے“..... لارڈ  
بوفمین نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے  
ساتھ ہی اس نے ایک طرف موجود قابل اٹھا کر سامنے رکھی اور اسے  
کھول کر اس پر جھک گیا۔

آسٹرم گاؤں ناڈرن اور اسرائیل کی سرحدی پٹی پر واقع تھا اور  
اسرائیل کی سرحد گاؤں سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہ  
ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور اس گاؤں میں رہنے والے اونٹ پالنے اور  
غروخت کرنے میں دہر دور تک مشہور تھے۔ گاؤں کے درمیان ایک  
چٹا سا مکان تھا جس کے باہر خاصا وسیع احاطہ تھا۔ یہ مکان گاؤں کے  
سروراء مٹیٹ کا ڈیرا تھا جہاں گاؤں کے مکینوں کے درمیان ہونے  
والے تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ گاؤں میں رہنے  
والوں کا اگر کوئی مہمان آتا تو اسے بھی ڈیرے پر ہی رکھا جاتا تھا اور  
سروراء کی طرف سے اس کی خاطر مدارت ہوتی تھی کیونکہ یہاں کی  
خصوصی ثقافت کے تحت کسی ایک کا مہمان سب کا مہمان سمجھا جاتا  
تھا۔ سروراء مٹیٹ اب خاصا بوڑھا ہو چکا تھا اس لئے وہ صرف نگرانی کا  
کام کرتا تھا جبکہ عملی طور پر گاؤں کی سروراء کا سارا کام اس کے

عجیب کے ذریعے ٹھوڑی دیر پہلے جہاں پہنچا تھا اور چونکہ جہاں اے سے پہلے اس نے ایک مخصوص ہر کارے کے ذریعے سردار مغیث کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی آمد کی اطلاع دے دی تھی اس لئے سردار مغیث پہلے سے ان کے استقبال کے لئے حیار تھا۔ چنانچہ سردار مغیث نے گاؤں کے آدمیوں کے ساتھ گاؤں سے باہر آکر ان کا استقبال کیا اور پھر وہ سب اکٹھے ہی اس ڈرے پر آگئے۔ گاؤں کے لوگ تو استقبال کے بعد واپس چلے گئے لیکن سردار مغیث وہیں رہ گیا۔ سردار مغیث کا بیٹا عبدالرحمن کسی ضروری سلسلے میں کسی ہمسایہ گاؤں گیا ہوا تھا لیکن اسے اطلاع بھجوا دی گئی تھی اس لئے وہ کسی بھی وقت واپس آ سکتا تھا۔

”سردار عمران۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔ آپ جب پہلی بار جہاں آئے تھے تو آپ انتہائی اچھی اور خوشگوار باتیں چھوڑ گئے تھے.....“ سردار مغیث نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات درست بھی تھی۔ عمران اسرائیل میں ایک مشن کے دوران اس گاؤں میں پہلے بھی آچکا تھا اور تب سے ہی اس کی دوستی سردار مغیث سے ہو گئی تھی۔

”سردار مغیث آپ نے جس بے لوث انداز میں ہماری مدد کی تھی وہ مجھے یاد ہے اور اسی لئے ہم دوبارہ بھی حاضر ہوئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ حکم کریں سردار عمران۔ آسلم گاؤں کے مکین اور ہم سب

بڑے بیٹے عبدالرحمن کے ذمے تھا۔ عبدالرحمن خاصا تعلیم یافتہ نوجوان تھا اور اس نے اپنی تمام تعلیم اسرائیل سے ہی حاصل کی تھی۔ عبدالرحمن کا ارادہ تو شہر جا کر ملازمت کرنے کا تھا لیکن سردار مغیث نے اسے گاؤں میں رہنے کا حکم دیا تھا اس لئے اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا تھا اور ملازمت کی بجائے جدید انداز میں اونٹ پالنے کا ایک بڑا فارم اس نے گاؤں کے قریب ہی قائم کر لیا تھا۔ چونکہ عبدالرحمن خاصا تعلیم یافتہ تھا اس لئے اس نے اونٹ پالنے اور انہیں فروخت کرنے میں جدید انداز استعمال کئے تھے جس کی وجہ سے اس کا یہ کاروبار بے حد پھل پھول گیا تھا اور کہا جاتا تھا کہ عبدالرحمن نے اونٹوں کے اس کاروبار سے اتنی دولت پیدا کر لی تھی کہ اس کی نگر کے رئیس گاؤں میں کم ہی رہ گئے تھے لیکن اس دولت مندی کے باوجود عبدالرحمن بے حد بااضلاق اور انتہائی نرم خو نوجوان تھا اور وہ گاؤں کے ہر آدمی کی عزت کرتا تھا اور اکثر گاؤں کے بیمار اور کمزور آدمیوں کو اس انداز کی مالی امداد کرتا تھا کہ انہیں اپنے دکھ اور بیماریاں بھول جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ پورے گاؤں میں عبدالرحمن کی بے پناہ عزت کی جاتی تھی اور اس کا احترام سردار مغیث سے بھی زیادہ کیا جاتا تھا۔ ڈرے کے ایک بڑے سے کمرے میں اس وقت فرش پر بچھی ہوئی دری پر عمران، جوہا، صفدر اور کیپٹن شلیل موجود تھے جبکہ ان کے ساتھ سردار مغیث بھی ایک گاؤں کے عجبے کے سہارے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک

مکینٹن شکیل سے مصاحفہ کیا جبکہ جولیا کے سامنے اس نے صرف بھکایا اور اس کے بعد وہ اپنے باپ کے قریب ہی دری پر بیٹھ گیا۔  
"سردار عبدالرحمن۔ سردار مغیث نے بتایا ہے کہ تم نے اسرائیل میں تعلیم حاصل کی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے گریجویٹیشن تل ایب یونیورسٹی سے کیا ہے۔" عبدالرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"تو پھر تو تمہارے رابطے اسرائیلی حکام سے ہوں گے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے وہاں تعلیم تو حاصل کی ہے لیکن سیاست میں حصہ نہیں لیا۔ میرے اسرائیل میں چند دوست تو ہیں لیکن حکام سے میرا کوئی رابطہ نہیں ہے۔" عبدالرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سردار مغیث ہم نے تل ایب اس انداز میں پہنچا ہے کہ اسرائیل کے سرحدی حکام ہمیں چیک نہ کر سکیں۔ کیا ایسا ممکن ہے۔" عمران نے یلکھت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں بتاتا ہوں۔ ایک ایسا راستہ موجود ہے جو قطعاً محفوظ ہے۔ اس پر چیلنگ نہیں ہوتی اور آپ اطمینان سے اسرائیل میں داخل ہو سکتے ہیں اور آسانی سے قریبی شہر مارکوم پہنچ کر وہاں سے طیارے کے ذریعے یا ٹرین کے ذریعے تل ایب پہنچ سکتے

آپ کے قدردان ہیں۔" سردار مغیث مسکراتے ہوئے کہا۔  
"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کے بیٹے عبدالرحمن نے اسرائیل میں تعلیم حاصل کی ہے۔" عمران نے کہا۔  
"ہاں سردار۔ اس علاقے کے اکثر نوجوان وہیں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔" سردار مغیث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"پھر تو سردار عبدالرحمن کے اسرائیلی حکام سے خاصے گہرے رابطے ہوں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
"نہیں۔ اس کا حکام سے کیا تعلق۔ البتہ اس کے اسرائیلی دوست اکثر اس سے ملنے آتے جاتے رہتے ہیں یا پھر اونٹوں کے بیوپاری آتے ہیں کیونکہ عبدالرحمن نے اونٹ پالنے کا کاروبار کیا ہوا ہے۔" سردار مغیث نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان جس کے چہرے پر چھوٹی سی سیاہ داڑھی تھی اندر داخل ہوا اور اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا۔

"یہ میرا بیٹا عبدالرحمن ہے اور عبدالرحمن یہ پاکیشیا کے سردار علی عمران ہیں اور یہ ان کے ساتھی۔" سردار مغیث نے تعارف کراتے ہوئے کہا تو عمران اس سے ملنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔

"ارے ارے آپ کیوں مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔" عبدالرحمن نے کہا اور پھر اس نے انتہائی گرجو شازہ انداز میں عمران، صفدر اور

اب جہاں جاہیں جاسکتے ہیں..... عبدالرحمن نے کہا۔  
 "ہو سکتا ہے کہ اس باغ کی خفیہ نگرانی کی جارہی ہو۔" عمران نے کہا۔

"جواب آپ بے شک پہلے میرے ساتھ اکیلے جا کر چیکنگ کر لیں  
 اگر آپ مطمئن ہو جائیں تو پھر آپ کے ساتھی بھی جاسکتے ہیں۔"  
 عبدالرحمن نے کہا۔

"ٹھیک ہے پہلے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میرے ساتھی  
 جہاں رہیں گے..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
 "ارے ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی کھانا تیار ہو رہا ہے  
 کھا کر چلے جانا..... سردار مغیث نے کہا۔

"میں نے صرف چیکنگ کرنی ہے۔ میں چیکنگ کر کے واپس آ رہا  
 اچھوں پھر کھانا کھا کر کوئی پروگرام بتائیں گے۔" عمران نے کہا  
 سردار مغیث نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو  
 رکھنے کا اشارہ کر کے وہ عبدالرحمن کے ساتھ کمرے سے باہر  
 کھالے میں آگیا۔ وہاں عبدالرحمن کی جیب موجود تھی۔

"آئیے جتاپ..... عبدالرحمن نے کہا اور جیب کی ڈرائیونگ  
 سیٹ پر بیٹھ گیا اور جیسے ہی عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا عبدالرحمن  
 نے جیب سٹارٹ کی اور اسے گھما کر وہ کھالے سے باہر لایا اور پھر ہند  
 ٹیچس بعد اس کی جیب دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

"کیا آپ پاکیشیا کی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہیں۔"

ہیں۔ ایک بار آپ اسرائیل میں داخل ہو جائیں تو پھر آپ کو وہاں  
 کوئی چیک نہ کرے گا کیونکہ آج کل اسرائیل میں تقریباً ہر قومیت  
 کے سیاح آسانی سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان سب کی چیکنگ صرف  
 سرحدوں پر ہی ہوتی ہے..... سردار مغیث کے بولنے سے پہلے  
 عبدالرحمن بول پڑا اور عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس  
 کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"وہ راستہ کہاں ہے۔ مجھے تفصیل بتائیں کیونکہ اسرائیل کی  
 ایجنسیاں جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں سرحدوں کی انتہائی کڑی  
 نگرانی کر رہی ہیں اور انہیں ہمارے بارے میں اطلاع بھی مل چکی  
 ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ جیسے تم خفیہ راستہ کہہ رہے ہو وہ اب  
 خفیہ نہ رہا ہو..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سبہاں سے کچھ فاصلے پر ایک پوائنٹ ایسا  
 ہے کہ جہاں کھجوروں کا کافی بڑا باغ ہے۔ یہ باغ اسرائیلی سرحد سے  
 بالکل قریب ہے اور اس باغ کی دوسری جانب کچھ فاصلے پر اسرائیلی  
 سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف بھی کھجوروں کا باغ ہے۔  
 درمیان میں اسرائیلی سڑک ہے۔ دوسری طرف باغ کا ٹھیکہ بھی  
 میرے پاس ہے۔ میں ایسے ٹھیکے لیتا رہتا ہوں۔ آپ ادھر باغ میں  
 داخل ہوں گے اور درمیانی سڑک کو اس کر کے دوسرے باغ میں  
 داخل ہو جائیں گے۔ پھر اس باغ کو اس کر کے آپ چار کلومیٹر  
 پیدل چلیں گے تو آپ مار کو م شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ وہاں سے

عبدالرحمن نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں“..... عمران نے چونک کر کہا۔  
”آپ جی پی فایو اور کسی دوسری سرکاری ہتھیاری کی بات کر رہے  
تھے اس لئے پوچھ رہا ہوں“..... عبدالرحمن نے کہا۔  
”دوسری ہتھیاری ریڈ اتھارٹی ہے۔ کیا تم نے یہ نام کبھی سنا  
ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ البتہ جی پی فایو کو میں جانتا ہوں۔ جب میں تل  
اسب میں زیر تعلیم تھا تو یہ نام وہاں دہشت کی علامت سمجھا جاتا  
تھا“..... عبدالرحمن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر  
تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد جیپ کھجوروں کے ایک گھنے  
بارغ کے سامنے جا کر رک گئی۔ بارغ کے گرد باقاعدہ اونچی چار دیواری  
بنائی گئی تھی۔ عبدالرحمن نے جیپ اس چار دیواری میں بیٹے ہوئے  
ایک چوڑے دروازے کے سامنے روک دی۔ پھر اس نے مخصوص  
انداز میں تین بار ہارن دیا تو گیٹ کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر آگیا  
اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عبدالرحمن کو سلام کیا۔  
”گیٹ کھولو قاسم“..... عبدالرحمن نے گیٹ سے باہر آنے  
والے مقامی آدمی سے کہا اور وہ آدمی تیزی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی  
دیر بعد گیٹ کھل گیا اور عبدالرحمن نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر  
جیپ بارغ میں داخل ہو گئی۔ سائیڈ پر ایک باقاعدہ کچی سڑک تھی جو  
بل کھاتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور عبدالرحمن جیپ دوڑاتا

ہوا اگلے بڑھا چلا گیا۔ بارغ کافی وسیع و عریض تھا۔ بہر حال اس کی  
آخری حد آگئی۔ یہاں دیوار تھی لیکن اس دیوار میں باقاعدہ دروازہ  
موجود تھا۔ عبدالرحمن نے جیپ وہیں روک دی۔  
”آئیے“..... عبدالرحمن نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران سر  
ہلاتا ہوا جیپ سے نیچے اتر آیا۔ عبدالرحمن نے آگے بڑھ کر دروازہ  
کھولا اور پھر پہلے سر باہر نکال کر اس نے دونوں اطراف میں دیکھا اور  
پھر عمران کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ دروازے سے  
باہر چلا گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے گیا تو کچھ فاصلے پر ایک چوڑی  
سڑک تھی۔ عبدالرحمن اس سڑک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران  
نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر سڑک پر آکر کچھ آگے بڑھے ہی تھے کہ  
انہیں کھجوروں کے ایک اور بارغ کی اونچی دیوار نظر آنے لگ گئی لیکن  
اس کا کوئی دروازہ سڑک کی طرف نہیں تھا۔ عبدالرحمن اس دیوار  
کے قریب پہنچ کر دائیں طرف کو چل پڑا اور پھر ایک جگہ وہ رک گیا۔  
”آئیے“..... عبدالرحمن نے کہا اور اس خلا میں داخل ہو گیا۔  
”کیا اس کا باقاعدہ راستہ ادھر نہیں ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
”جی نہیں۔ اس کا گیٹ دوسری طرف ہے۔ ہم ادھر سے آتے  
جاتے ہیں“..... عبدالرحمن نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں  
سر ہلا دیا۔ پھر وہ جیسے ہی آگے بڑھے ایک طرف سے ایک مقامی آدمی

”اس لئے کہ آج تک ادھر سے انہیں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔  
دو دنوں طرف رہنے والے لوگ تو بغیر چینگ کے آسانی سے ادھر ادھر  
آتے جاتے رہتے ہیں جبکہ غیر ملکی کبھی ادھر آیا ہی نہیں۔“ عبدالرحمن  
نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔

”ٹھیک ہے۔ دیکھ الیہا راستہ میرے خیال میں بھی نہ تھا۔ یہ  
راستہ واقعی انتہائی محفوظ راستہ ہے لیکن تم نے اپنے ملازم ہاشم سے  
گشتی ٹیم کے بارے میں پوچھا تھا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔“  
عمران نے کہا۔

”گشتی ٹیمیں اکثر یہاں آتی جاتی رہتی ہیں لیکن وہ بھی یہاں صرف  
مچھروں کا رس پینے کے لئے رک جاتی ہیں۔ ہاشم کو ہدایت ہے کہ وہ  
ہاں کی اچھی طرح خاطر مدارت کیا کرے میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ  
اگلیں کوئی گشتی ٹیم ادھر گیٹ کے آس پاس موجود نہ ہو۔“  
عبدالرحمن نے کہا۔

”اوکے۔ آؤ چلیں.....“ عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس  
لیے ہوئے کہا۔ اسے واقعی یہ راستہ بے حد پسند آیا تھا اور اس نے  
خفیہ کر لیا تھا کہ وہ کھانا کھا کر اپنے ساتھیوں سمیت اس راستے سے  
مار کو م پہنچ جائے گا اور پھر عبدالرحمن اور وہ دونوں گیٹ میں داخل  
ہوئے لیکن ابھی وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ اچانک چنگ کی آواز سنائی  
دی اور کوئی چیز عمران کی ناک سے ٹکرائی۔ پھر اس سے پہلے کہ  
عمران سنبھلتا اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک پڑتا چلا گیا جیسے

آٹا دکھائی دیا۔ اس نے عبدالرحمن کو سلام کیا۔

”ہاشم۔ ادھر کوئی گشتی ٹیم تو نہیں آئی.....“ عبدالرحمن نے  
اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”نہیں سردار.....“ ہاشم نے جواب دیا اور عبدالرحمن نے  
اطمینان بھرے انداز میں سر ملادیا۔

”تم جاؤ اور اپنا کام کرو.....“ عبدالرحمن نے ہاشم سے کہا اور وہ  
سلام کر کے ایک سائینز پر چلا گیا۔ عمران اور عبدالرحمن دونوں  
پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہ باغ پہلے باغ کی نسبت کافی  
چھوٹا تھا اس لئے جلد ہی اس کی دوسری سمت آگئی اور یہاں واقعی  
لکڑی کا ایک بڑا گیٹ تھا۔ گیٹ اندر سے بند تھا۔ عبدالرحمن نے  
گیٹ کھولا اور پھر وہ عمران سمیت تیزی سے باہر آگیا۔ دوسری طرف  
ایک کچی سڑک اور اس کے بعد قدرے ناہموار سام میدان تھا اور دور  
آبادی کے آثار نظر آرہے تھے۔

”یہ مار کو م شہر ہے عمران صاحب یہاں ایئرپورٹ بھی ہے اور  
ٹرین ٹریک بھی۔ یہاں سے آپ آسانی سے تل ایوب پہنچ سکتے  
ہیں.....“ عبدالرحمن نے اس طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا  
جدھر آبادی کے آثار نظر آرہے تھے۔

”مجھے حیرت ہے کہ اس پوائنٹ کو چینگ کرنے والی پارٹیوں  
نے کیوں نظر انداز کر رکھا ہے.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے  
میں کہا۔

کیرے کا شرط بند ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس اس تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

تتویر اور خاور دونوں ایکری میک اپ میں نورسٹوں کے کافذات کی بنا پر آسانی سے تل ایب کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کے تمام کاؤنٹروں سے کلیئر ہو کر باہر پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔ گو ان کے کافذات کی اچھی طرح سکریننگ کی گئی تھی لیکن چونکہ کافذات اصل تھے اس لئے انہیں جلد ہی کلیئر کر دیا گیا۔ وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”میرا خیال ہے کہ پہلے فورڈ کو فون کر لیں“..... خاور نے کہا۔  
”کیوں۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے“..... تتویر نے چونک کر

پوچھا۔

”تاکہ اس کی موجودگی کنفرم ہو جائے۔ اب یہ ضروری تو نہیں کہ سپروائزر جو بیس گھنٹے ہوٹل میں موجود رہتا ہو گا“..... خاور نے

”اوہ ہاں۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں..... فورڈ کے ہونٹ  
کر جواب دیا۔

”تل ایب کے ایئر پورٹ سے.....“ تنویر نے کہا۔  
”آجائیں میں ہونٹ میں ہی موجود ہوں.....“ دوسری طرف سے  
کہا گیا۔

”اوکے.....“ تنویر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ فون بوٹھ سے  
باہر آگیا۔ خاور اس کے انتظار میں موجود تھا۔  
”کیا رہا.....“ خاور نے پوچھا۔

”وہ ہونٹ میں موجود ہے۔“ آؤ.....“ تنویر نے کہا اور خاور نے  
بھات میں سر بلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں سوار ہونٹ تل  
جھب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تل ایب ہونٹ خاصا وسیع و  
عرض اور چھ منزلہ تھا۔ ٹیکسی اس کے سامنے جا کر رکی تو تنویر اور  
حمزہ نیچے اترے اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ ہونٹ کے مین  
گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ ہونٹ میں آنے جانے والوں کا خاصا رش  
تھا اور ان کی اکثریت ایکری میسیاحوں کی ہی تھی اس لئے وہ دونوں  
مطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہال میں داخل  
ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

”میرا نام مائیکل ہے اور مجھے سپر وائزر فورڈ سے ملنا ہے۔“ تنویر  
نے کاؤنٹر پہنچ کر کاؤنٹر گرل سے کہا۔  
”اوہ اچھا۔ میں اسے کال کرتی ہوں.....“ کاؤنٹر گرل نے کہا اور

”اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اگر وہ ہونٹ میں نہ ہو گا تو  
اس کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کر لیں گے.....“ تنویر نے کہا اور پھر  
وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے فون بوٹھ کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں چونکہ  
لوکل کال فری تھی اس لئے اسے یہاں کسی قسم کے سکے یا کارڈ وغیرہ  
استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی البتہ فادر کال کرنے کے لئے اس  
کی ضرورت پڑتی تھی۔ تنویر نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے  
شروع کر دیئے۔ ہونٹ تل ایب کے نمبر اسے معلوم تھے۔  
”تل ایب ہونٹ.....“ رابھ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز  
سنائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں۔ سپر وائزر فورڈ سے بات کرائیں۔“ تنویر  
نے کہا۔  
”آپ کہاں سے بول رہے ہیں.....“ دوسری طرف سے پوچھا  
گیا۔  
”تل ایب سے ہی بول رہا ہوں.....“ تنویر نے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

”بولڈ کریں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہیلو۔ فورڈ بول رہا ہوں.....“ تھوڑی دیر بعد فورڈ کی آواز سنائی  
دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں فورڈ۔ ونگٹن کی میڈم روز نے آپ سے  
ہمارے بارے میں بات کی تھی.....“ تنویر نے کہا۔

ہو جوڑ میں۔ کمرہ ساؤتھ پر ڈف تھا۔

"تشریف رکھیں میں کمرے کو محفوظ کر لوں"..... فورڈ نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دروازہ بند کیا اور سوچ ڈسٹل کے نیچے موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ تصویر اور خاور کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ فورڈ آکر میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں جناب"..... فورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں چند معلومات چاہئیں اور یہ معلومات ایک سرکاری لیبارٹری کے بارے میں ہیں"..... تصویر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو فورڈ چونک پڑا۔

"سرکاری لیبارٹری لیکن میرا تو سرکاری لیبارٹریوں سے کوئی تعلق نہیں ہے"..... فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں صرف اس کا محل وقوع معلوم کرنا ہے"..... تصویر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ کام اللہ ہو سکتا ہے۔ کون سی لیبارٹری ہے"۔ فورڈ نے کہا۔

"ایرو میڈائل لیبارٹری"..... تصویر نے کہا تو فورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ نہیں۔ سوری میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ

اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر گھڑے ہوئے ایک جوس روٹا اشارے سے بلایا۔

"ییس مس"..... اس نوجوان نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سپروائزر فورڈ کو اطلاع دے دو کہ اس نے دو صاحبان ملنے آئے ہیں"..... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"ییس مس"..... اس نوجوان نے جواب دیا اور تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ادھیر عمر آدمی جس کے سینے پر سپروائزر کا بچ موجود تھا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے وہی نوجوان تھا جو اسے بلانے گیا تھا اس لئے خاور اور تصویر کچھ گئے کہ یہی فورڈ ہے۔

"یہ صاحبان تم سے ملنے آئے ہیں فورڈ"..... کاؤنٹر گرل نے فورڈ کے قریب پہنچنے پر تصویر اور خاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جوزف"..... تصویر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آئیے میرے ساتھ"..... فورڈ نے کہا اور تیزی سے سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ تصویر اور خاور اس کے پیچھے تھے اور اس سائیڈ پر وہ ایک راہداری سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرہ خالی تھا اللہ ہے اس میں ایک بڑی سی میز اور اس کے گرد چند کرسیاں

جا سکتے ہیں..... فورڈ نے ہوسٹ کیے تھے، یہ ہے۔

نے کہا۔

"ہم بچے نہیں ہیں۔ ہمارا تعلق سنڈیکٹ سے ہے اگر تم ہمیں ایک فرضی محل وقوع بتا کر ایک لاکھ ڈالر وصول کر لو تو بتاؤ کہ ہم اسے کیسے تلاش کریں گے اس لئے ہمیں کنفرمیشن چاہئے کہ واقعی وہاں ایرو میڈائل لیبارٹری موجود ہے۔" تنویر نے کہا۔

"سوری۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ خود بتائیں کہ ٹاپ سکیٹ لیبارٹری کے بارے میں کنفرمیشن کیسے کرائی جا سکتی ہے۔" فورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری میں سپلائی تو بہر حال جاتی ہو گی۔ اگر تم نہیں اگرتے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ سپلائی کون کرتا ہے۔ تم اس کا پتہ ہمیں دے دو ہم اس سے کنفرمیشن کر لیں گے۔" تنویر نے کہا۔

"سرکاری ادارے سپلائی کرتے ہیں اور یہ سپلائی بھی خفیہ ہوتی ہے۔" فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سرکاری ادارے کے بارے میں تفصیل بتا دو۔" تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن بہر حال یہ کام تمہیں خود کرنا ہو گا۔" فورڈ نے کہا۔

"ہم کر لیں گے۔" تنویر نے جواب دیا۔

"رقم مجھے دو۔ میں بتاتا ہوں۔" فورڈ نے کہا تو تنویر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے سامنے

"معاوضہ کی فکر مت کرو فورڈ اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے اس لیبارٹری کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔ اس لیبارٹری میں ایک اکیڑی سائیس دان کام کر رہا ہے اس سائیس دان کا نام جیمز ولسن ہے۔ وہ اکیڑی سائیس دان کے ایک سنڈیکٹ کا بہت بڑا مقروض ہے۔ ہم نے اس سائیس دان سے فاسٹ بات کرنی ہے کیونکہ یہ خفیہ لیبارٹری ہے اس لئے وہ سمجھ رہا ہے کہ سنڈیکٹ اسے تلاش نہ کر سکے گا اس لئے وہ مطمئن ہے۔" تنویر نے کہا۔

"لیکن آپ کا اس سے رابطہ ہو ہی نہ سکے گا۔ پھر آپ کا معلومات حاصل کرنے کا فائدہ۔" فورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کام سنڈیکٹ کا ہے کہ وہ اس سے کس انداز میں رابطہ کرتا ہے۔ ہمارا نہیں ہے ہمیں صرف اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا ہے۔ باقی کام سنڈیکٹ کے دوسرے لوگ خود ہی کر لیں گے۔" تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں لیکن اس کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالر ہو گا۔" چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فورڈ نے کہا۔

"رقم مل جائے گی اس کی فکر مت کرو لیکن تم اپنی بات کو کنفرم کیسے کرو گے۔" تنویر نے کہا تو فورڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے پہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"کنفرم۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔" فورڈ

میز پر رکھ دیا۔

”دو گھنٹے.....“ فورڈ نے کہا تو تنویر نے گڈی آگے بڑھا دی۔ فورڈ نے گڈی اٹھا کر اسے باقاعدہ چیک کیا اور پھر گڈی اس نے اپنی جیب میں ڈال لی۔

”اب غور سے سنو۔ تل ایب سے شمال مشرق کی طرف تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ انہیں گوام پہاڑیاں کہا جاتا ہے۔ یہاں پہاڑیوں کے دامن میں ایک خاصا بڑا شہر ہے جسے گوام کہا جاتا ہے لیکن یہ تمام پہاڑیاں اسرائیلی فوج کے قبضے میں ہیں۔ یہاں ہر جگہ فوج کے اڈے اور چھاؤنیاں وغیرہ موجود ہیں۔ عام آدمی کسی طرح بھی ان پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتا اور ایرو میزائل لیبارٹری ان پہاڑیوں کے اندر ایک وادی میں ہے جس کا نام لاگیر ہے۔ ایرو میزائل لیبارٹری اس لاگیر وادی میں ہے۔ لاگیر وادی میں جانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس پر چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے جس پر جیوش چیئل کی سرکاری پینٹری کا کنٹرول ہے۔ وہاں سے فوجی بھی بغیر چیکنگ کے آگے نہیں جاسکتا۔ عام آدمی کے تو وہاں پہنچنے کا تصور تک نہیں ہے.....“ فورڈ نے کہا۔

”کیا یہ لیبارٹری زیر زمین ہے.....“ تنویر نے پوچھا۔

”نہیں۔ وادی کے اندر ہے اور زمین کے اوپر ہے لیکن چاروں طرف پہاڑیوں پر باقاعدہ جینٹنگ اڈے بنے ہوئے ہیں اور ان پہاڑیوں پر ہر قسم کے طیارے اور ہیلی کاپٹر کی پرواز سختی سے ممنوع

ہے۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو اسے بغیر نوٹس دیئے میزائل سے مار گرایا جاتا ہے.....“ فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”تمہیں اس بارے میں کیسے معلومات ملی ہیں۔ کیا تم وہاں گئے ہوئے ہو.....“ تنویر نے پوچھا۔

”ہاں۔ ایک بار میں اس چیک پوسٹ تک گیا تھا۔ یہ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے۔ اس چیک پوسٹ پر تعینات سیکورٹی آفیسر میرا دوست تھا۔ وہ مجھے فوجی یونیفارم پہنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن اس چیک پوسٹ سے آگے ہم نہیں گئے تھے.....“ فورڈ نے کہا۔

”تم وہاں کیوں گئے تھے.....“ تنویر نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

”چند چیزیں ایسی ہیں جو سرکاری ادارے سپلائی نہیں کیا کرتے جبکہ میں انہیں سپلائی کر سکتا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے وہاں لے جایا گیا تھا اور اس لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر سے میری ملاقات چیک پوسٹ پر کرائی گئی تھی لیکن اس نے ایسی سخت شرائط عائد کر دیں کہ میری اس سے بات نہ بن سکی۔ اگلے بعد میں وہاں نہیں گیا.....“ فورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب کنفرینس کے لئے کوئی ٹپ دے دو.....“ تنویر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”سرکاری لیبارٹریوں کو سپلائی وزارت دفاع کا ایک سیکشن کرتا

بڑھتی چلی گئی۔ اچانک سرر کی آواز کے ساتھ ہی دونوں سینوں کے درمیان سیاہ شیشے کی چادر سی تن گئی اور وہ دونوں چونکے ہی تھے کہ تانائوس سی بو ان کی ناک سے نکل آئی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن سیاہ وادی میں ڈوبتے چلے گئے۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوششیں کیں لیکن ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی تھی۔

ہے جسے سپلائی سیکشن کہتے ہیں۔ یہ سیکشن بھی وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ میں ہی ہے۔ وہاں کا ایک سپرنٹنڈنٹ ہے جس کا نام آسکر ہے وہ تم سے معاوضہ لے کر تمہیں کنفرم کر سکتا ہے۔“ فورڈ نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... تتویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو خاور بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ فورڈ بھی اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے بین آف کر کے دروازہ کھولا اور باہر آگیا۔ اس کے پیچھے تتویر اور خاور بھی کمرے سے باہر آگئے۔

”آپ کچھ پینا یا کھانا چاہیں تو ہال میں تشریف لے جائیں۔ یہ میری طرف سے ہوگا“..... فورڈ نے کہا۔

”نہیں شکریہ“..... تتویر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”کیوں نہ ہم ہمیں کوئی کمرہ لے لیں۔ یہاں ایک ریسیا خاصا تعداد میں موجود ہیں“..... خاور نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں فورڈ سے آمتنا سامنا رہے گا اور فورڈ کی کوئی بھی مشکوک حرکت ہمیں بھی مشکوک کر سکتی ہے“..... تتویر نے کہا تو خاور نے اشتباہ میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ہوٹل سے باہر آگئے۔ اسی لمحے ایک خالی ٹیکسی ان کے سامنے آکر رکی تو وہ دونوں عقبی نشست پر بیٹھ گئے۔

”رین ہو ہوٹل لے چلو“..... تتویر نے کہا۔

”لیں سر“..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے

میں کہا۔

”یہ سب کیا ہے کرنل“..... صدیقی نے کہا۔

”میرا نام کرنل بارتھ ہے اور یہ بتا دوں کہ مجھے پورے اسرائیل میں کرنل بچر کہا جاتا ہے اس لئے جہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خود ہی سب کچھ بتا دو کہ تم کون ہو۔ کس ملک کے لیجنٹ ہو اور کیوں اسرائیل میں داخل ہوئے ہو ورنہ یہاں جہارے جسم کا ایک ایک ریشہ آرے سے کاٹا جاسکتا ہے“..... کرنل بارتھ نے اہتائی کرخت لہجے میں کہا۔

”ہم نورسٹ ہیں۔ اسرائیل میں داخلے کے وقت چیک پوسٹ پر جہاری بھرپور اور مکمل انداز میں چیکنگ کی گئی ہے تم چاہو تو چیکنگ کر لو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم سے غلطی تو ہو گئی ہے کہ ہم اسرائیل سیاحت کرنے آگئے ہیں اس لئے اب اس غلطی کا عیادہ تو بہر حال بھگتنا ہی پڑے گا“..... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ وہاں چیکنگ ہوتی ہے اور جہیں کلیز کیا گیا ہے لیکن جہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ گریڈ ہوٹل کیا اس پورے قصبے پر ہم نے خصوصی اور نظر نہ آنے والی ریز کا جال فضا میں پکھایا ہوا ہے اس لئے اس قصبے میں اگر کوئی ساسٹی آلہ آن ہوتا ہے تو ہمیں ریڈ کاشن مل جاتا ہے اور اس جگہ کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے اور ہمیں ریڈ کاشن ملا اور جہارے کمرے کی نشاندہی مشیزی نے کر

ہیلی کاپٹر ایک بڑے شہر کے دائیں کنارے پر بنے ہوئے ایک وسیع و عریض احاطے کے اندر بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اترا تو صدیقی چوہان اور صالحہ کو ہیلی کاپٹر سے نیچے اترنے کا کہا گیا اور وہ تینوں خاموشی سے نیچے اتر آئے۔ باہر مسلح افراد موجود تھے۔ ایک طرف ایک عمارت تھی جس کے باہر برآمدہ تھا۔ انہیں اس عمارت میں لے جایا گیا اور پھر وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ یہاں بھی خاصی تعداد میں مسلح افراد تھے جبکہ ایک طرف ایک بڑی سی میز کے چھوٹے اونچی نشست کی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن اہتائی سخت پھرے کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور کاندھے پر موجود سٹارز کے لحاظ سے وہ کرنل تھا۔

”ہونہہ۔ تو ریڈ کاشن دینے والے یہی لوگ ہیں“..... اس کرنل نے صدیقی، صالحہ اور چوہان کو غور سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے

"لباس کے علاوہ ان کے پاس جو کچھ بھی ہوا اسے علیحدہ کر دو۔ ان کے جو توں سمیت..... ایک فوجی نے کہا تو ان کی گھڑیاں بھی اتار لی گئیں۔ ان کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس میں موجود عام سامان بھی نکال لیا گیا اور ان کے جو تے بھی اتار لئے گئے اور پھر وہ سب سامان لئے اس کیمین سے باہر چلے گئے۔

"یہ سب ناقابل برداشت ہے رابرٹ..... صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں مس جنیکو لین۔ انہیں چیک کرنے دو۔ اب سب یہاں آ ہی گئے ہیں تو پھر ان حالات کو فیس کرنا ہی پڑے گا۔" صدیقی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو محسوس ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ہمیں دشمن ثابت کرنے پر تیار ہوئے ہیں..... چوہان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ لوگ اپنی تسلی کر لیں تو انہیں اطمینان ہو جائے گا....." صدیقی نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کرنل بار تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو دوسرے لمحے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی گھڑی تھی جو صدیقی کی کلائی سے لٹکی گئی تھی۔

"اس گھڑی میں انتہائی جدید گائیگر ٹریس کر لیا گیا ہے اور اس

دی۔ اس کا مطلب ہے کہ جہارے پاس کوئی ایسا سائنسی آلہ ہے جو ریزخارج کرتا ہے۔ اب تم خود بتا دو کہ وہ آلہ کیا ہے اور تم نے اسے اس کمرے میں آن کیوں کیا۔ بتاؤ ورنہ ہم خود اسے تلاش کر لیں گے اور تمہیں ہلاک بھی کیا جاسکتا ہے....." کرنل بار تھے نے کہا اور صدیقی سمجھ گیا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس نے گھڑی میں موجود جدید انداز کے گائیگر کو کرہ چیک کرنے کے لئے آن کیا تو ریز سگنل انہیں مل گیا۔ ویسے اسے یہ معلوم تھا کہ جب تک اسے مخصوص انداز میں آن نہ کیا جائے یہ کتنی بھی چیکنگ کر لیں یہ گھڑی میں موجود گائیگر کو تلاش نہیں کر سکتے۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی آلہ ہے۔ ہم تو ٹورسٹ ہیں۔ تم جس طرح چاہو ہماری چیکنگ کر سکتے ہو۔" صدیقی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ جہاری مرضی۔ ہم نے بہر حال اسے تلاش کر لینا ہے۔" کرنل بار تھے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"انہیں ایکس آئی مشین سے چیک کرو....." کرنل بار تھے نے کہا تو ان تینوں کو شیشے کے ایک بڑے سے کیمین میں لے جایا گیا۔ یہ کیمین اس ہال کے ایک کونے میں بنا ہوا تھا۔ کیمین میں لکڑی کی بنی ہوئی کرسیاں رکھ دی گئیں اور ان تینوں کو ان کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ پھر کیمین کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ کافی دیر تک وہ وہاں

”نہیں۔ ریڈ اتھارٹی“..... کرنل بارتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مرکز اس شیشے والے کیمین سے باہر نکل گیا اور پھر دروازہ بند ہوتے ہی صدیقی نے چوہان اور ساحلہ کی طرف دیکھا اور آلی کو ڈیس انہیں بتانا شروع کر دیا کہ وہ خاموش رہیں اس طرح وہ خود بخود ریڈ اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے۔ ان کا مشن بھی یہی تھا لیکن ابھی اس کا پیغام جاری تھا کہ کیمین کی چھت سے تیز روشنی چمکی اور اس کے ساتھ ہی صدیقی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بھٹن کے گرد سیاہ دھواں پھیلتا چلا جا رہا ہو اور پھر پلک جھپکنے میں اس کے تمام احساسات اس سیاہ چادر میں جیسے ڈوبتے چلے گئے۔

گائیکر کی وجہ سے ہمیں ریڈ کاسٹ ملا ہے اور یہ بات سب پر حال کے ہے کہ کوئی سیاح ایسا گائیکر نہیں رکھتا..... کرنل بارتھ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو تم اس گائیکر کی وجہ سے پریشان تھے۔ تم مجھے بتاتے میں تمہیں پہلے ہی بتا دیتا کہ میری گھڑی میں گائیکر موجود ہے۔ اسرائیل آنے سے پہلے مجھے بتایا گیا تھا کہ یہاں بعض ہونٹوں کے کردوں میں ہونٹوں کے مالکان نے ایسے خفیہ آلات نصب کئے ہوئے ہیں کہ سیاح جب وہاں رہتے ہیں تو ہونٹ مالکان ان آلات کے ذریعے بلیک میلنگ سٹف تیار کر لیتے ہیں اور پھر انہیں بلیک میل کر کے ان سے ہماری رقومات حاصل کرتے ہیں اس لئے میں نے یہ گھڑی خریدی تھی کہ ہم پہلے چیک کر لیا کریں۔ اگر ہمارے ذہنوں میں کوئی غلط بات ہوتی تو ہم یہ گھڑی اس طرح کھلے عام کلائی پر نہ باندھے پھرتے.....“ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تم واقعی انتہائی ہوشیار اور تیز آدمی ہو۔ تم نے واقعی بڑی ہوشیاری سے ایک قابل قبول کہانی سنائی ہے لیکن اب بہر حال جہاری انتہائی سخت جینٹنگ ضروری ہو گئی ہے اور اس کے لئے تمہیں ایک سرکاری ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیا جا رہا ہے۔ اگر تم نے انہیں مطمئن کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے ورنہ جہاری لاشیں بھی غائب کر دی جائیں گی“..... کرنل بارتھ نے کہا۔

”کس ایجنسی کی بات کر رہے ہو۔ کیا انٹیلی جنس بیورو کی بات

عبدالرحمن کے ساتھ چلا گیا تھا جبکہ جویا، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہمراہ سردار معیث کے ڈرے پر ہی رہ گئے تھے۔ پھر کچھ دن بعد عبدالرحمن واپس آیا تو اس نے عمران کا پیغام دیا کہ وہ فوری اس کے پاس پہنچ جائیں کیونکہ عمران کے مطابق اس سے بہتر وقت سرحد گراس کرنے کا اور نہیں مل سکتا تھا حالانکہ سردار معیث نے انہیں کھانا کھانے کے لئے روکنا چاہا لیکن عمران کی وجہ سے وہ تینوں عبدالرحمن کی جیب میں بیٹھ کر چل پڑے۔ عبدالرحمن انہیں غوروں کے باغ میں لے آیا اور پھر ایک جگہ جیب روک کر وہ جلدی کرنے کا کہہ کر جیب سے اترا اور پھر آگے بڑھنے کی بجائے وہ تیزی سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھومتا ہوا جویا کو دکھائی دیا۔ ان کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سنائی دی تھی اور پھر جویا کا ذہن یکسو ہو گیا۔ وہ غوروں میں ڈوبتا چلا گیا اور اس کے بعد اب اسے یہاں اس حالت میں ہوش آیا تھا۔

”اوہ۔۔۔ یہ کون سی جگہ ہے۔۔۔۔۔ اسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی جویا نے تیزی سے گردن گھمائی تو اس نے صفدر، کیپٹن شکیل اور علی تینوں کو ہوش میں دیکھا لیکن ان کے جسم بھی بے حس و حرکت نظر آ رہے تھے۔

”ظاہر ہے اسرائیل کی کسی ہینسی کی قید میں ہوں گے۔“ جویا جواب دیا۔

”لیکن عمران ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔“

جویا کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اس کی آنکھوں کے سامنے دھند کا دیڑسیا پردہ سا چھایا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہو گئی اور اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ اس کا پورا جسم مفلوج ہو چکا تھا۔ صرف اس کا سر ادھر ادھر گھوم سکتا تھا جبکہ وہ خود راڈز میں جکڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے بائیں طرف صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی بھی کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے۔ وہ اپنی آنکھیں اس طرح جھپک رہے تھے جیسے آنکھوں کے سامنے آنے والی دھند کو جھٹک رہے ہوں۔ جویا کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اسے اس حالت میں پہنچنے سے پہلے کا وقت یاد آ گیا تھا۔ عمران سردار معیث کے لڑکے

عبدالرحمن سے اس کی تعلیم کے بارے میں پوچھا تھا۔ یقیناً انہیں معلوم ہو گا کہ عبدالرحمن کے تعلقات اسرائیلی ہجینسیوں سے ہیں۔ جہاں تک بے بسی کا تعلق ہے تو ظاہر ہے ہم اسرائیلی ہجینسی کے مہمان تو نہیں ہیں..... کیپٹن عقیل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ تو اتہائی غلط پلاننگ ہے۔ اس طرح تو وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے..... جو یا نے کہا۔

”ظاہر ہے انہوں نے ایسا ہی کرنا ہے لیکن ہمیں خود کیا کرنا ہے۔ یہ بات تو ہم نے سوچنی ہے.....“ صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس ہال بنا کرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو مشین گنوں سے مسلح آدمی تھے۔

”ارے ان میں عمران تو نہیں ہے۔ وہ کہاں ہے۔ کیا اسے علیحدہ رکھا گیا ہے.....“ آنے والے نے جو یا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی مڑ کر پیچھے آنے والوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں جناب۔ یہ چاروں ہی یہاں لائے گئے ہیں۔ پانچواں تو کوئی آدمی نہیں تھا.....“ ایک مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات خراب ہیں۔ تم یہیں رکو میں معلوم کرتا ہوں.....“ اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”شاید اسے ہم سے علیحدہ رکھا گیا ہو گا.....“ جو یا نے جواب

دیا۔  
”اس کا مطلب ہے کہ عبدالرحمن نے دھوکہ دیا ہے۔ وہ

اسرائیل کا مجتہد تھا.....“ صفدر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔  
”ہاں۔ اب بھی اس بات میں کوئی شک رہ گیا ہے.....“ جو یا

نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔  
”یہ سب کچھ عمران صاحب کے پلان کے عین مطابق ہوا ہے۔“

اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن عقیل نے کہا تو جو یا، نعمانی اور صفدر تینوں اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا اس کا یہی پلان تھا کہ ہم اس طرح بے بسی کے عالم میں اسرائیل کی قید میں چلے جائیں.....“ جو یا نے بھنسنے

ہوئے لہجے میں کہا۔  
”میری بات کا یہ مطلب نہیں تھا۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ

عمران صاحب اس بار اسرائیل میں کسی ٹارگٹ کو ہٹ کرنے نہیں آئے بلکہ ان کا مقصد اسرائیلی ہجینسیوں کو لٹکانا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ

پاکیشیا سے وہ کھلے عام روانہ ہوئے۔ میک اپ بھی نہ کئے اور آسمان گاؤں پہنچ گئے۔ ناڈن کے ایئر فورٹ پر جب میں نے انہیں بتایا کہ

ہماری نگرانی ہو رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ یہی چاہتے ہیں کہ ہماری طرف متوجہ رہیں اور شاید انہوں نے جان بوجھ کر اس

نے جواب دیا۔

”ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عبدالرحمن نے کوئی جکر چلایا ہے۔ بہر حال جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔“ راسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مسٹر راسٹر کیا ہم تل ایب میں ہیں؟“ اس بار صفدر نے کہا تو راسٹر بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”ہاں سونکہ تم تل ایب آنا چاہتے تھے اس لئے میں نے سرکاری خرچ پر تمہیں یہاں پہنچا دیا۔ آخر تم پاکیشیا سیکٹ سروس کے ممبر ہو۔ اتنا تو جہارا حق ہے کہ تمہیں اخراجات سے بچایا جائے۔“ راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا جی پی فائیو کو ہمارے بارے میں پہلے سے اطلاع مل چکی تھی؟“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ نہ صرف جی پی فائیو بلکہ ریڈ اتھارٹی کو بھی اطلاع مل چکی تھی اور مجھے ایک اور شک پڑ رہا ہے کہ عمران کو ریڈ اتھارٹی والے نے لے اڑے ہوں۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا۔“ راسٹر نے کہا۔

”کیا کرنل ڈیوڈ ملک سے باہر ہے؟“ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو راسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ خیال تمہیں کیسے آیا ہے؟“ راسٹر نے حیرت بھرے لہجے

”ہم کس جینسی کی تحویل میں ہیں؟“ جولیا نے ان مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی پی فائیو۔“ ایک مسلح آدمی نے جواب دیا تو جولیا اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”لیکن یہ کرنل ڈیوڈ تو نہیں ہے۔ یہ کون ہے؟“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ راسٹر ہے۔ کرنل ڈیوڈ کا نمبر نو۔“ اسی مسلح آدمی نے جواب دیا۔

”ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے؟“ اس بار صفدر نے کہا۔

”ہمیں نہیں معلوم۔ ایک مقامی آدمی تمہیں یہاں پہنچا گیا ہے۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”کیا ہم اس طرح مفلوج تھے یا ہماری یہ حالت تم نے کی ہے؟“ صفدر نے کہا۔

”ہم نے کچھ نہیں کیا۔ تم پہلے سے ہی ایسے تھے۔“ اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی راسٹر اندر داخل ہوا اور پھر ان کے سامنے بڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عبدالرحمن نے کیا جہارے ساتھ عمران کو بھی بے ہوش کیا تھا؟“ راسٹر نے جولیا اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ عمران تو عبدالرحمن کے ساتھ پہلے ہی چلا گیا تھا۔“ جولیا

”عبدالرحمن نے چلر دیا ہے۔ اس نے ریڈ اتھارٹی سے عمران کا

سودا کر لیا ہے اور جہاز میرے ساتھ اور ہم دونوں سے ہماری  
رقومات وصول کر لی ہیں۔ اس نے عمران کو ریڈ اتھارٹی کے  
ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا ہے جبکہ ہمیں ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ اب تم  
بتاؤ کہ کیا ہونا چاہیے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے جیسے ہی کرنل  
ڈیوڈ کو اس بارے میں بتایا تو وہ سب سے پہلے تو تم چاروں کو  
گولیوں سے اڑانے کا حکم دے دے گا اور پھر مجھے ”..... راسٹر نے  
کہا۔

”تم خود بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو“..... جو یانے کہا۔

”میں عمران کو ریڈ اتھارٹی کی قید سے نکال لاؤں گا لیکن جب  
وہ آئے گا تم یہاں سے فرار ہو جاؤ گے اس لئے کیوں نہ پہلے  
جہاز خاتمہ کر دیا جائے پھر عمران کو لایا جائے“..... راسٹر نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم اس وقت مکمل طور پر بے بس ہیں اس لئے جہاز جو جی  
ہے کر سکتے ہو“..... جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم چاروں بھی عمران سے کسی طرح کم نہیں  
ہیں اس لئے جو میں نے سوچا ہے وہی بہتر ہے۔ کم از کم جہاز  
ختم سے تو اطمینان رہے گا“..... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس  
کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو  
وہ ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

میں پوچھا۔

”اس لئے کہ اب تک وہ جہاں پہنچ چکا ہوتا“..... کیپٹن شکیل  
نے جواب دیا تو راسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ابھی میں نے انہیں اطلاع نہیں دی کیونکہ انہیں بھی اصل  
دلچسپی عمران سے ہے۔ جب عمران مل جائے گا تو پھر انہیں اطلاع  
دوں گا“..... راسٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ایک  
اور آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈیس فون تھا۔

”جیکز کی کال ہے جناب“..... اس آدمی نے کہا اور فون پیس  
راسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو۔ راسٹر بول رہا ہوں“..... راسٹر نے فون آن کر کے اسے  
کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ حیف تو مجھے کچا چبا جائے  
گا“..... راسٹر نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد تشویش  
بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں  
کہ کیا ہونا چاہیے“..... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
فون آف کر کے والیس اس آدمی کو دے دیا جو فون پیس لے آیا تھا۔  
”تم جاؤ اور تم دونوں بھی“..... راسٹر نے فون لانے والے کے  
علاوہ پہلے سے موجود دونوں افراد سے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے باہر  
چلے گئے۔

”راسر کو جی سکوم ہے کہ یہ سبویہ ختم ہو چکی ہے اس لئے تو اس نے مفلوجیت کے باوجود ہمیں راڈز میں جکڑ رکھا ہے ورنہ اس کی کیا ضرورت تھی“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جہاری بات واقعی درست ہے لیکن کس طرح“..... جو یا نے کہا۔

”یہ بات تو بہر حال سوچنی پڑے گی“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو اس بار صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہت خوب۔ اچھی بات کی ہے تم نے“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور جو یا بھی مسکرا دی۔ اچانک جو یا کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے ذہن میں خیال آیا تھا کہ ایک بار عمران کے ساتھ اسے ایک مشن کے دوران اسی طرح مفلوج کر دیا گیا تھا تو عمران نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس مفلوجیت سے نجات حاصل کر لی تھی۔ بعد میں پوچھنے پر عمران نے بتایا تھا کہ اس کے لئے اس نے مخصوص ذہنی مشقیں کی ہوئی ہیں اور وہ ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کر کے اعصاب پر دباؤ ڈال کر انہیں حرکت میں لے آیا تھا۔

”کیا تم تینوں میں سے کوئی اپنے ذہن کو ایک نقطے پر مرکوز کر کے اعصاب پر دباؤ ڈال کر انہیں حرکت میں لاسکتا ہے“..... جو یا نے نعمانی، صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ شاید عمران کا نسخہ استعمال کرنا چاہتی ہیں لیکن میرا خیال

”تو تم ہم سے اس قدر خوفزدہ ہو۔ حیرت ہے..... جو یا نے منہ ناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ جہاری یہ بات درست ہے۔ میں واقعی تم سے خوفزدہ ہوں کیونکہ تم لوگ مافوق الفطرت انداز میں کام کرتے ہو۔ بہر حال ٹھیک ہے میں تمہیں ایک موقع دے رہا ہوں اگر تم عمران کے جہاں پہنچنے سے پہلے فرار ہو سکتے ہو تو ہو جاؤ اور اگر تم میرے آدمیوں کے ہاتھوں مارے گئے تو کم از کم مجھے یہ تسلی ہوگی کہ تمہیں بے بسی کے عالم میں ہلاک نہیں کیا گیا“..... راسر نے ریوالور واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”یہ شخص کر نل ڈیوڈ کا سہرٹو ہے لیکن اس سے قطعی مختلف ہے۔ بہر حال اب ہم نے جہاں سے لنگھا ہے۔ اس بارے میں ہمیں سوچنا چاہئے“..... صفدر نے کہا۔

”ہمارے جسم مکمل طور پر مفلوج ہو چکے ہیں اس لئے اب ہم صرف سوچ ہی سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں“..... جو یا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ مفلوجیت ختم ہو سکتی ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو نعمانی، صفدر اور جو یا تینوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیسے“..... جو یا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

صغور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پانی منگوایا جائے۔ اگر ہم پانی پی لیں تو مجھے  
بقیہ ہے کہ معاملات ٹھیک ہو سکتے ہیں“..... جو یانے کہا۔

”ہاں۔ واقعی میرا بھی خیال ہے کہ پانی اندر جانے سے شاید  
مفلوجیت ختم ہو جائے“..... صغور نے کہا۔ پھر جو یانے زور زور  
آوازیں دینا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک  
سرخ آدمی اندر آگیا۔

”کیا بات ہے۔ کیوں آوازیں دے رہی ہو“..... آنے والے نے  
رحمت لہجے میں کہا۔

”مجھے شدت سے پیاس لگی ہے۔ مجھے پانی پلاؤ“..... جو یانے

”سوری۔ مجھے خاص طور پر کہا گیا ہے کہ تمہیں پانی نہ پلایا جائے  
تو تمہارے جسم فوری حرکت میں آجائیں گے“..... اس آدمی نے  
بن بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تو کیا ہو جائے گا۔ ویسے بھی تو ہم راڈز میں جکڑے ہوئے  
ہیں..... جو یانے کہا۔

”اس دوا کے اثرات صرف دو گھنٹوں کے لئے ہوتے ہیں اور  
پھر گھنٹہ گزر چکا ہے۔ دو گھنٹوں بعد تمہیں دوبارہ انجکشن لگانے  
پڑیں گے“..... اس آدمی نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا

ہے کہ یہ کام عمران ہی کر سکتا ہے۔ وہ تجھے کس کام کی ستمیں  
کرتا رہتا ہے کہ اسے اپنے ذہن پر مکمل کنٹرول حاصل ہو چکا ہے جبکہ  
میں نے کئی بار کوشش کی ہے لیکن ہر بار ناکامی ہوئی ہے“۔ صغور  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کا ذہن ویسے بھی تو قدرتی طور پر انتہائی طاقتور  
ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کا  
ایک اور حل بھی ہے“..... اس بار نعمانی نے کہا۔

”وہ کیا“..... جو یانے چونک کر پوچھا۔

”آپ اور صغور کی کرسیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ آپ کا  
سر اور گردن حرکت کر سکتی ہیں اگر صغور کی گردن تک آپ کے  
دانت پہنچ سکتے ہیں تو آپ صغور کی گردن کو دانتوں سے کاٹ دیں۔  
خون نکل آیا تو صغور کی مفلوجیت فوراً ختم ہو جائے گی“۔ نعمانی نے  
کہا۔

”نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اول تو کرسیاں اس قدر قریب  
نہیں ہیں اور اگر ہوتی بھی ہوتی تو کم از کم میں یہ کام نہیں کر  
سکتی“..... جو یانے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر فی الحال اور کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آرہی۔“ نعمانی  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ترکیب انتہائی آسان ہوگی اس لئے ہمیں راڈز  
میں جکڑا گیا ہے ورنہ یہ لوگ اس قدر گہرائی میں نہیں سوچ سکتے۔“

”یہ اچھی خبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوا کی طاقت آدمی رہ گئی ہے۔“

”کہاں ٹھیک ہوا ہوں۔ کیا تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔“

”نہیں۔ میں نے تمہارے جسم میں حرکت کے آثار دیکھ لئے۔“

”بہر حال اب تمہارے ٹھیک ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

”جی ہاں۔“

”میں نے تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں اور میں جہاں

ہوں وہاں تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”یہ اچھی خبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوا کی طاقت آدمی رہ گئی ہے۔“

”کہاں ٹھیک ہوا ہوں۔ کیا تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔“

”نہیں۔ میں نے تمہارے جسم میں حرکت کے آثار دیکھ لئے۔“

”بہر حال اب تمہارے ٹھیک ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

”جی ہاں۔“

”میں نے تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں اور میں جہاں

ہوں وہاں تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

”تمہاری موت کے احکامات دے دیئے ہیں۔“

وہ کھیر ہو گئے۔ پھر وہ قریبی قصبے کے ہوٹل میں ٹھہرے تو ان کے کمرے سے ریڈ کاشن ملا جس پر انہیں گرفتار کر کے مار کوم شہر میں کرنل بارتھے کے پاس پہنچا دیا گیا۔ کرنل بارتھے نے جبکہ کر لیا ہے۔ ان میں سے ایک ایکری کی گھڑی میں اہتائی جدید ترین گائیکر موجود ہے اور اس گائیکر کو انہوں نے ہوٹل کے کمرے میں آن کیا تھا جس کی وجہ سے ریڈ کاشن ملا تھا۔ کرنل بارتھے نے ان تینوں کو بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر بھجوا دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایکریمیا سے تل ایسب ہوٹل کے سپروائزر فورڈ سے ملنے والے دونوں ایکریمیوں کو بھی بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا ہے۔ انہوں نے فورڈ سے ایرو میزائل لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ گو فورڈ نے یہ بات چیت خصوصی میننگ روم میں کی تھی جسے سائڈ پروف کر دیا گیا تھا لیکن چونکہ ہم پہلے سے ہوشیار تھے اس لیے اس میننگ روم میں خصوصی آلات نصب کر دیئے گئے تھے اور جناب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فورڈ کو جیوش چیسل کے آدمیوں نے ہلاک کر دیا ہے کیونکہ وہ ایرو میزائل لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں جانتا تھا..... آر تھر نے تیز لچے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

تو اب سپیشل پوائنٹ پر تین مختلف ٹیمیں بھیج چکی ہیں۔ ایک تو عمران ہے۔ دوسری تین ایکریمیوں کی ٹیم ہے جسے کرنل بارتھے نے بھجوا دیا ہے اور تیسرا دو ایکریمیوں کا گروپ جسے تم نے تل ایسب

نبلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیں اٹھایا۔

”ییس پائیک بول رہا ہوں..... کرنل پائیک نے اسے مخصوص نرم لچے میں کہا۔

”آر تھر بول رہا ہوں باس..... دوسری طرف سے اس کے نمبر آر تھر کی آواز سنائی دی۔

”ییس۔ کیا رپورٹ ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں..... کرنل پائیک نے پوچھا۔

”باس۔ عمران سپیشل پوائنٹ پر پہنچ چکا ہے لیکن اس کے ساتھ کہیں غائب ہو گئے ہیں جبکہ تین ایکریمیوں کی ٹیم ناڈرن سرحدی شہر سے اسرائیل میں داخل ہوئی ہے۔ ان میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں۔ جبکہ پوسٹ پر ان کی سخت چیکنگ کی گئی تھی

ی کار ریڈ آف اٹھارے کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس کے نیچے تہہ خانوں میں پینٹیل پوائنٹ بنایا گیا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ پینٹیل پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ آرتھر وہاں موجود تھا۔

"انہیں ہوش تو نہیں آیا"..... کرنل پائیک نے پوچھا۔  
"نو سر۔ وہ بدستور بے ہوش اور مفلوج ہیں"..... آرتھر نے جواب دیا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ آرتھر اس سڑک پر پہنچے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیدھیاں اتر کر ایک دھڑے سے تہہ خانے میں پہنچا تو وہاں راڈز میں ٹکڑے ہوئے چھ افراد موجود تھے جن میں ایک عورت بھی شامل تھی۔ عمران اپنی اصل شکل میں تھا جبکہ باقی سب ابکیری تھے۔

"ان کا میک اپ چیک کیا ہے"..... کرنل پائیک نے ان کے منٹے بڑی ہولی کرسی پر بیٹھتے ہوئے آرتھر سے پوچھا۔  
"یس سر۔ ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے"۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"فورڈ سے ملنے والے دو انگریزی کون سے ہیں"..... کرنل پائیک نے پوچھا تو آرتھر نے دو انگریزیوں کی طرف اشارہ کر دیا۔  
"ہونہر۔ ٹھیک ہے ان سب کو ہوش میں لے آؤ عمران سمیت"..... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر نے کمرے میں موجود ایک اور آدمی کو اشارہ کیا تو وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس

ہوٹل سے اغوا کر لیا ہے"..... کرنل پائیک نے کہا۔  
"یس سر"..... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"عمران اور یہ لوگ کس پوزیشن میں ہیں"..... کرنل پائیک نے پوچھا۔  
"انہیں مفلوج کر کے راڈز میں جکڑ دیا گیا ہے اور یہ سب بے ہوش ہیں"..... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"عمران کے باقی ساتھی کہاں ہیں"..... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ہمارے ایجنٹ عبدالرحمن کا تو یہی کہنا ہے کہ وہ پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں لیکن میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق عمران کے ساتھیوں کو اس ایجنٹ عبدالرحمن نے جی پی فائبر کے حوالے کر دیا ہے۔ اس طرح اس نے دونوں اطراف سے معاوضہ وصول کر لیا ہے"..... آرتھر نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چوٹک پڑا۔

"ہاں۔ ایسا ہو گا۔ بہر حال ہمیں عمران سے دلچسپی ہے اس سے اس کے باقی ساتھیوں کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا۔ میں آ رہا ہوں لیکن میرے آنے تک کسی کو بھی خاص طور پر عمران کو ہوش میں نہ لایا جائے"..... کرنل پائیک نے کہا۔  
"یس سر"..... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا اور کرنل پائیک نے اُس کے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس

سیدھا ہو گیا۔ کرنل پائیک خاموش بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔  
 "اوہ۔ تم کرنل پائیک۔ ویری گڈ۔ تو عبدالرحمن نے وہ کام کر  
 دکھایا جس کا اس نے دعویٰ کیا تھا"..... عمران نے مسکراتے  
 ہوئے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن  
 گھمائی اور سائیڈ پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر اس نے گردن  
 دوبارہ گھمائی اور ایک بار پھر کرنل پائیک کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے تو آئیکریچوں کا اچھا خاصا بازار لگا رکھا ہے یہاں۔"  
 عمران نے اس بار بھی مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "جہارے ساتھی جی بی فائیو کے پاس پہنچ چکے ہیں اور تم جانتے ہو  
 کہ کرنل ڈیوڈ کس قدر مشتعل مزاج آدمی ہے"..... کرنل پائیک  
 نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کرنل پائیک۔ نہ  
 جہارے ہاتھ میں ہے اور نہ کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ میں اس لئے مجھے ان  
 کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے۔ تم اپنی سٹاؤ۔ لارڈ بوفین کی  
 جیوش چینل وجود میں آنے کے بعد ریڈ اتھارٹی کی کیا پوزیشن رہ گئی  
 ہے"..... عمران نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور ہم اپنا۔ ہمیں جہارے خاتمے کا  
 ٹارگٹ دیا گیا تھا اور دیکھ! کہ تم بھی سناں موجود ہو اور یہ  
 جہارے ساتھی بھی"..... کرنل پائیک اتنے پھر مسکراتے ہوئے  
 جواب دیا۔ وہ چیک کر چکا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں حرکت موجود

نے الماری میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور بے ہوش  
 افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے عمران کے قریب جا کر  
 بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دھانہ عمران کی ناک سے لگا دیا۔ پھر  
 اس نے بوتل ہٹائی اور دوسرے آدمی کی ناک سے لگا دی۔  
 "دو آدمیوں کو ان کے عقب میں کھڑا کر دو"..... کرنل پائیک  
 نے آرتھر سے کہا۔

"یہ ہوش میں آنے کے باوجود مفلوج رہیں گے جناب۔ صرف  
 بول سکیں گے لیکن حرکت نہیں کر سکیں گے"..... آرتھر نے جواب  
 دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود دو آدمیوں کو ان کے پیچھے کھڑا کر دو۔ یہ لوگ  
 واقعی حیران کن کارکردگی کے حامل ہیں اس لئے احتیاط ضروری  
 ہے"..... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر نے وہاں موجود چار مسلح  
 افراد میں سے دو آدمیوں کو ان کے عقب میں جا کر کھڑے ہونے کا  
 حکم دے دیا۔ اس دوران بوتل ناک سے لگانے والا اپنی کارروائی  
 مکمل کر کے واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل واپس  
 الماری میں رکھی اور پھر آکر کرنل پائیک کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو  
 گیا۔ کرنل پائیک کی نظریں عمران اور آئیکریچوں پر جمی ہوئی تھیں۔  
 چند لمحوں بعد عمران کے پونوں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے  
 شروع ہو گئے اور پھر عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔  
 اس کے ساتھ ہی اس کا نیچے کی طرف جھکا ہوا سر ایک جھٹکے سے

کا..... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم تو سیاح ہیں۔ ہمارے پاس کاغذات بھی ہیں اور انٹرنیشنل ٹورسٹ کارڈ بھی....." اچانک ایک ایکریبی نے کہا۔

"ہوں گے۔ ظاہر ہے تم ویسے تو منہ اٹھائے یہاں نہیں آ سکتے تھے....." کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں تم نے خواہ مخواہ ان نورسٹوں کو پکڑ رکھا ہے۔ تم مجھ سے بات کر دو۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ عبدالرحمن نے میری پلاننگ پر عمل کیا ہے اور دیکھ لو کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں اور میرے ساتھی جی بی فائیو کے پاس اور جب یہ دونوں ایجنسیاں اپنے انجام کو پہنچ جائیں گی تو پھر اکیلی جیوش چنسل رہ جائے گی۔ یہ تو ظاہر ہے فائل پلے ہے کہ ایک سرورس کے مقابلے میں تین تین ایجنسیاں جیتی جائیں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک اٹھ کھڑا ہوا۔

"آرتھر..... اس نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر....." آرتھر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں صدر صاحب سے بات کرنے جا رہا ہوں۔ تم نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں زندہ صدر صاحب کے سامنے پیش کیا جائے اور پھر انہیں ہلاک کیا جائے....." کرنل پائیک نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر

نہیں تھی اور پھر عقب میں دو مسلح افراد بھی موجود تھے اس لئے وہ ہر طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔

"میرے ساتھی۔ لیکن تم نے ابھی خود کہا ہے کہ میرے ساتھی جی بی فائیو کی قید میں ہیں....." عمران نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ ہم ان کا میک اپ واش نہیں کر سکے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سرورس کے لوگ ہیں۔ اس بار شاید تم نے جی پلاننگ کی ہے کہ خود اصل شکل میں اپنے چار ساتھیوں سمیت کھلے عام یہاں آئے تاکہ ہم جہاز کی طرف متوجہ رہیں اور جہاز کے ساتھی خاموشی سے اپنا کام کر گزریں لیکن جہاز کی بد قسمتی کہ جہاز یہ پلاننگ قطعی ناکام ہو چکی ہے۔ یہ دونوں یہاں تل ایسب میں ایک ہوٹل کے سپروائزر سے ایرو میڈاٹل لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر رہے تھے اور یہ تین ایکریبی شام کی سرحد عبور کر کے کامیابی سے اندر آ گئے لیکن انہوں نے ایک ہوٹل کے کمرے میں گائیک استعمال کر لیا اس طرح یہ بھی ٹریس ہو گئے....." کرنل پائیک نے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو واقعی میرے لئے یہ نئی خبر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سرورس کے ممبران اس قدر اناڑی واقع ہوئے ہیں کہ اتنی آسانی سے جہاز ہاتھ لگ گئے ہیں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر میں جہاز کے سامنے ہی انہیں ہلاک کرنے کا کہہ دیتا ہوں۔ ظاہر ہے تمہیں اس پر تو کوئی اعتراض نہ ہو

جانے لگا لیکن ابھی وہ درمیانی سڑکیوں میں پہنچا تھا کہ اچانک اس کا  
ذہن کسی پتکے کی طرح گھومنے لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ تاریکی میں  
ڈوبتا چلا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی لارڈ بو فمین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

ایا۔

”ہیں..... لارڈ بو فمین نے تھکمانے لہجے میں کہا۔

”کلیر بول رہا ہوں باس..... دوسری طرف سے کلیر کی آواز

سنائی دی۔

”ہیں۔ کیا رپورٹ ہے..... لارڈ بو فمین نے چونک کر پوچھا۔

”سر۔ عمران اس وقت ریڈ اتھارٹی کے قبضے میں ہے جبکہ اس

کے ساتھی جی پی فائیو کے قبضے میں ہیں۔ آسٹم گاؤں کے سردار کے

بیٹے نے دونوں ایجنسیوں سے معاوضہ وصول کر لیا ہے لیکن جناب

ویڈ اتھارٹی نے صرف عمران کی ڈیمانڈ ہی کی تھی اس لئے اس نے

عمران کو بے ہوش کر کے ریڈ اتھارٹی کے آرتھر کے حوالے کر دیا جو

اسے بے ہوش کر کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں یہاں تل ایسب لے آیا

قبضے میں ہیں تو ان کے ہلاک ہونے میں اب کون سی رکاوٹ رہ گئی ہے..... لارڈو فمین نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ سروس دنیا کی سب سے خطرناک سروس ہے۔ یہ چشم زدن میں جو نیشن کو تبدیل کر لینے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ انہیں جی ٹی فائو اور ریڈ اتھارٹی سنبھال نہ سکے گی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان لوگوں کو اپنی تحویل میں لے لوں اور پھر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس طرح نہ صرف ان کی موت یقینی ہو جائے گی بلکہ ان کا کریڈٹ بھی جیوش چٹل کو مل جائے گا اور سر یہ استا بڑا کریڈٹ ہو گا کہ پوری دنیا حیران رہ جائے گی..... کلیر نے کہا۔

"لیکن اب جبکہ وہ ان کے قبضے میں ہیں تو تم کیا کر دو گے۔ اس طرح تو صدر صاحب تک رپورٹ پہنچ جائے گی اور وہ سخت ناراض ہوں گے..... لارڈو فمین نے کہا۔

"سر آپ صرف اجازت دیں۔ باقی کام میں کر لوں گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوگی..... کلیر نے کہا۔

"لیکن جب ہم ان کی لاشیں سامنے لے آئیں گے تو پھر تو یہ بات سامنے آجائے گی..... لارڈو فمین نے کہا۔

"ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے انہیں خود ٹریس کیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہماری پلاننگ بے داغ ہوگی..... کلیر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اگر تم اسے مناسب سمجھتے ہو تو میری طرف سے

ہے اور ایک رہائشی کالونی میں ان کے بنے ہوئے خصوصی پوائنٹ پر موجود ہے۔ ریڈ اتھارٹی کا چیف کرنل پانیک بھی ابھی وہاں پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ فورڈ سے ملنے والے دونوں اکیڑیوں کو بھی ریڈ اتھارٹی نے اغوا کر لیا ہے اور یہ دونوں بھی اسی پوائنٹ پر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ شام کی سرحد سے ایک اور تین رکنی اکیڑیوں کی ٹیم کو بھی چیک کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کی گھڑی سے جدید ترین کاٹیک دریا یافت ہوا ہے جسے اس نے قبضے کے ہوٹل کے کمرے میں استعمال کیا تھا۔ ان تینوں کو بھی جن میں ایک عورت ہے ریڈ اتھارٹی کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچایا گیا ہے..... کلیر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو اس بار ان کی پلاننگ یہ تھی کہ عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھلے عام آئے گا جبکہ باقی خاموشی سے کام کریں گے۔ بہر حال اب تو یہ مشن ختم ہو گیا۔ اب ظاہر ہے یہ لوگ عمران سمیت زندہ نہیں بچ سکتے..... لارڈو فمین نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"جواب۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ اپنی فائو اور ریڈ اتھارٹی کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوں گے اور اسی لئے میں نے آپ کو کال کی ہے..... کلیر نے کہا تو لارڈو فمین بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیسے ہلاک نہیں ہوں گے۔ جب وہ لوگ ان کے

ہے۔ عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ناڈرن کی طرف سے  
مہرائیلی سرحد کے قریب ایک گاؤں میں پہنچا ہے اور شاید یہ لوگ  
جہاں سے اسرائیل میں داخل ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ اس  
کے علاوہ دو اکیڑیوں نے یہاں اسرائیل میں ایک ہوٹل کے  
میرانڈر سے ایرو میڈائل لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل  
کرنے کی کوشش کی ہے اور تین افراد پر مشتمل اکیڑیوں کی ایک  
ٹیم شام کی سرحد کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہوئی ہے۔ اس کے  
ساتھ جاسوسی میں استعمال ہونے والا ایک آلہ ٹریس ہوا ہے۔ ان  
سب کی نگرانی کی جا رہی ہے اور ہماری ایجنسی چوکنا ہے۔ ویسے چونکہ  
آپ نے ہماری ایجنسی کو براہ راست مداخلت سے منع کر دیا ہے اس  
لئے ہم صرف نگرانی کر رہے ہیں۔ ویسے پی ٹی فائیو اور ریڈ اٹھارٹی بھی  
نے لوگوں پر کام کر رہی ہیں۔..... لارڈبو فمین نے معاملے کو اس  
طور میں بیان کیا کہ کل کو وہ اسے اپنے حق میں لے جاسکے۔  
اوہ۔ پھر تو آپ کو زیادہ چوکنا رہنا چاہئے کیونکہ ان کا بہر حال  
گٹ تو لیبارٹری ہے اور لیبارٹری کی حفاظت آپ کی ذمہ داری  
ہے۔..... صدر نے توثیق بھرے لہجے میں کہا۔  
سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم پوری طرح ہوشیار اور چوکنا ہیں اور  
ضرورت پڑی تو ان خطرناک لوگوں کے خاتمے کے لئے ہم  
مداخلت بھی کر سکتے ہیں کیونکہ اسرائیل کے مفادات کا تحفظ تو ہم  
سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔..... لارڈبو فمین نے جواب دیتے

اجازت ہے۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ ہم کسی الزام کی زد میں  
نہ آجائیں۔..... لارڈبو فمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
"تھینک یو سر۔ میں جلد ہی آپ کو رپورٹ دوں گا۔..... کلیئر  
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"اوکے۔..... لارڈبو فمین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور کھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فون  
کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو لارڈبو فمین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا  
لیا۔  
"ییس۔..... لارڈبو فمین نے اپنے مخصوص حکمانہ لہجے میں کہا۔  
"صدر صاحب کی کال ہے۔ بات کریں۔..... دوسری طرف سے  
صدر کے ملز می سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔  
"ییس سر۔ میں لارڈبو فمین بول رہا ہوں۔..... لارڈبو فمین نے  
اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔  
"لارڈبو فمین پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ابھی تک نہ  
آپ نے کوئی رپورٹ دی ہے اور نہ ہی کسی اور طرف سے کوئی  
رپورٹ آئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔..... صدر نے سپاٹ لہجے میں  
بات کرتے ہوئے پوچھا۔  
"سر۔ ان پر کام ہو رہا ہے۔ رپورٹ تو اس وقت دی جاسکتی ہے  
جب کچھ فائل ہو جائے۔ اس بار جو اطلاعات مل رہی ہیں ان کے  
مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس نئی پلاننگ کے تحت اسرائیل آرہی

ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم ایسا کر سکتے ہو۔ مجھے بہر حال ان لوگوں کے خاتمے کی  
حتیٰ خبر ملنی چاہیے۔“..... صدر نے کہا۔

”ییس سر۔“..... لارڈ بو فمین نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم  
ہو گیا اور لارڈ بو فمین نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے  
چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اب کلیئر کی  
کارروائی کا جواز پیدا کیا جاسکتا تھا اور اسے یقین تھا کہ کلیئر ان  
لوگوں کے حتیٰ خاتمے میں بہر حال کامیاب رہے گا۔

اُسے کمال ہے۔ تم چاروں کے چہروں پر خوف کے تاثرات ہی  
نہیں ابھرے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ میں تم پر  
تمہیں کر رہا۔“..... راسٹر نے استہائی حیرت بھرے لہجے میں خاموش  
ہوئے نعمانی، صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کی طرف دیکھتے  
ہوئے کہا۔ اس نے گوریو اور نکال کر گولیاں چلائی تھیں لیکن یہ  
نہیں جولیا، نعمانی، صفدر اور کیپٹن شکیل کے سروں سے اوپر گزر  
تھی دیوار سے جا ٹکرائی تھیں لیکن نہ ہی یہ چاروں خوفزدہ ہوئے  
اور نہ ان کے حلق سے چیخیں نکلی تھیں۔ وہ خاموش اور مطمئن  
رہ گئے تھے۔

”تمہارے ریو الور کا انداز بتا رہا تھا کہ تم صرف کیل متاثر کر  
ہو۔“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو راسٹر نے ایک طویل  
انس لیٹے ہوئے ریو الور واپس جیب میں ڈال لیا۔

نے کہا اور جو لیا نے اثبات میں سر ملادیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ کیپٹن شکیل اپنی مانگوں کو موڑ کر پیر عقبی طرف لے جانے کی کوشش میں مصروف ہے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ کرسی کے نیچے خلا کو فولادی چادر سے بند کر دیا گیا تھا۔ یہ بات بہر حال یقینی تھی کہ راڈز بند کرنے اور کھولنے کا بین کرسی کے عقبی پائے میں ہے۔ چونکہ جو لیا، صفدر اور نعمانی تینوں کے جسم ابھی تک مفلوج تھے اس لئے وہ بس دیکھ ہی سکتے تھے خود کوشش نہ کر سکتے تھے اور پھر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اچانک باہر سے تیز قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ چاروں چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے چار مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ جھٹکا اور اس کے ہاتھ سے نکل کر کوئی چیز جو لیا اور اس کے ساتھیوں کے سامنے فرش پر گری جب تک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان چاروں کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔ وہ ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں دوبارہ بے ہوش ہو چکے تھے۔

”سنو۔ گو کرنل ڈیوڈ نے تم چاروں کو ہلاک کر کے کے احکامات دے دیئے ہیں لیکن میں بے بس اور بندہ ہوں۔ بے بس افراد کو ہلاک کرنا بزدلی سمجھتا ہوں۔ البتہ چیف کے حکم کی وجہ سے میں نے تم پر فائدہ بہر حال کھول دیا تھا تاکہ میں چیف کے سامنے جھوٹ نہ بولوں البتہ یہ بات سن لو کہ میں تمہیں ان راڈز سے آزاد نہیں کراؤں گا کیونکہ میرے خیال میں یہ اسرائیل سے غداری ہوگی البتہ اگر تم خود آزاد ہو سکو تو بے شک آزاد ہو جاؤ۔ اگر تم آزاد ہو گئے تو پھر میں تمہارا بھروسہ انداز میں شکار کروں گا لیکن پھر تمہیں پکڑنے کی بجائے صرف ہلاک کر دیا جائے گا اور اگر تم آزاد نہ ہو سکو تو ظاہر ہے ایڑیاں زخمی ہو کر مر جاؤ گے کیونکہ یہاں اب طویل عرصے تک کوئی نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں مجھ پر تمہاری موت کا بوجھ نہیں رہے گا۔ راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور تیز قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”عجیب رد عمل ظاہر کیا ہے اس نے“..... جو لیا نے حیران ہو کر کہا۔

”ولیر اور بہادر آدمی ہے اس لئے بے بس افراد پر اس نے ہدف نہیں اٹھایا“..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب بہر حال ہم نے یہاں سے نکلنا تو ہے“..... جو لیا نے

کہا۔  
”کیپٹن شکیل راڈز کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دیکھو“۔ صفدر

ہیں..... لارڈو فمین نے کہا۔

اب یہ خطرناک نہیں ہیں جناب۔ کینچوں سے بھی بدتر حالت میں ہیں۔ میں نے ان کو بے ہوش کرنے کا انجشن لگانے کے ساتھ ساتھ ایسے انجشن بھی لگوائے ہیں کہ اب ان کے لئے حرکت کرنا بھی مشکل ہو جائے گا..... کلیر نے جواب دیا۔

لیکن تم انہیں زندہ رکھنے پر کیوں مصر ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ تم انہیں ہلاک کر دو تاکہ میں صدر صاحب کو کامیابی کی رپورٹ دے سکوں..... لارڈو فمین نے تیز لہجے میں کہا۔

جناب۔ آپ ابھی صدر صاحب کو اطلاع نہ دیں۔ میں انہیں جی پی فائو اور ریڈ اتھارٹی کی تحویل سے نکال لایا ہوں اس لئے ہم ابھی تک دو روز تک ان کے بارے میں لاعلمی کا اظہار ہی کرتے رہیں گے ورنہ جی پی فائو اور ریڈ اتھارٹی کے چیف صاحبان صدر صاحب کو بتا دیں گے کہ ہم نے ان کے شکار ان سے چھینے ہیں۔ جب وہ انہیں تلاش کر کے تھک جائیں گے تو پھر ہم اچانک انہیں سامنے لائیں گے کہ ہم نے انہیں ازخود ٹریس کر کے پکڑا ہے اس طرح مکمل کریڈٹ آپ کو اور جیوش چنٹل کو ملے گا..... کلیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن انہیں ہلاک تو کر دو۔ ایک دو روز تک انہیں زندہ رکھنا حماقت ہے..... لارڈو فمین نے کہا۔

لارڈو فمین اپنے آفس میں موجود تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
"ہیں..... لارڈو فمین نے کہا۔  
"کلیر بول رہا ہوں سر..... دوسری طرف سے کلیر کی مسکراتی ہوئی پر جوش سی آواز سنائی دی۔  
"اوہ۔ کیا رپورٹ ہے..... لارڈو فمین نے چونک کر کہا۔

"کامیابی سر۔ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تینوں گروپ ہماری تحویل میں ہیں..... دوسری طرف سے کلیر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زندہ یا مردہ..... لارڈو فمین نے تیز لہجے میں پوچھا۔  
"فی الحال تو وہ زندہ ہیں لیکن میں نے انہیں طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا ہے..... کلیر نے جواب دیا۔

انہیں بے ہوش کیا اور اسانی سے انہیں وہاں سے نکال لائے۔ ادھر میرے آدمیوں نے ریڈ اتھارٹی کے سپیشل پوائنٹ پر کام کیا اور وہاں موجود کرنل پائیک سمیت سب کو بے ہوش کر کے وہ وہاں سے عمران کے ساتھ ساتھ پانچ ایکریٹوں کو بھی نکال لائے۔ میں اس پوائنٹ پر پہلے سے موجود تھا جہاں انہیں لے آنے کا میں نے حکم دیا تھا اس لئے میں نے اپنے ہاتھ سے انہیں بے ہوش کر دینے والے فور بے حس کرنے والے انجکشن لگائے اور انہیں ایک مخصوص تہہ خانے میں بند کر کے وہاں سے واپس ہیڈ کوارٹر آگیا اور اب آپ کو کال کر رہا ہوں..... کلیر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن کہیں کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ کارروائی ہم نے کی ہے..... لارڈ بو فین نے کہا۔

نہیں جناب۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ بھی سمجھیں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھی انہیں چھوڑ کر لے گئے ہیں کیونکہ ہم تو خاموش رہیں گے اور جس پوائنٹ پر یہ لوگ موجود ہیں اس کے بارے میں سوائے میرے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ کلیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہاں تم نے حفاظت کا انتظام بھی کیا ہے یا نہیں..... لارڈ بو فین نے چونک کر پوچھا۔

یہی سر۔ میرے خصوصی بااعتماد چار آدمی وہاں موجود ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اول تو انہیں دو روز تک ہوش ہی نہیں آنے گا

سر اگر انہیں فوری ہلاک کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد ان کی لاشیں سامنے لائی گئیں تو فوراً سب کو معلوم ہو جائے گا کہ انہیں دو روز پہلے ہلاک کیا گیا ہے اس طرح سارے معاملات مشکوک ہو جائیں گے..... کلیر نے جواب دیا۔

اوہ ہاں۔ واقعی تمہارا ذہن ان معاملات میں خوب کام کرتا ہے۔ میرا تو اس پہلو پر خیال ہی نہیں گیا تھا لیکن تم نے یہ کام کیا کیسے تجھے تفصیل بتاؤ..... لارڈ بو فین نے کہا۔

جناب مجھے معلوم تھا کہ جی پی فائیو نے عمران کے چار ساتھیوں کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو راسٹر وہاں موجود تھا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ راسٹر عمران کو ریڈ اتھارٹی سے حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ کریڈٹ لے سکے لیکن باوجود کوشش کے اسے یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ ریڈ اتھارٹی نے عمران کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ میں نے اپنے آدمی وہاں ریڈ کرنے اور ان تینوں کو وہاں سے نکلنے کے لئے بھیج دیئے۔ ادھر چونکہ مجھے ریڈ اتھارٹی کے اس سپیشل پوائنٹ کا بھی علم تھا اور گو کرنل پائیک بھی وہاں موجود تھا لیکن میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا کہ وہ وہاں پہلے انتہائی زود اثر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کریں اور پھر وہاں موجود قیدیوں کو لے آئیں۔ باقی کسی آدمی کو کچھ نہ کہا جائے۔ پھر مجھے جو رپورٹ ملی اس کے مطابق جی پی فائیو والا پوائنٹ خالی تھا۔ راسٹر اور اس کے آدمی وہاں موجود نہ تھے البتہ وہ چاروں وہاں موجود تھے۔ ہمارے آدمیوں نے

اور اگر ہوش آ بھی گیا تب بھی وہ حرکت ہی نہ کرے گا۔ اس  
نے ان کی طرف سے مجھے قطعاً کوئی فکر نہیں ہے۔ ... مکسیر نے  
جواب دیا۔

اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ... لارڈ بو فمین نے اس بار مطمئن لہجے  
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین آ گیا  
تھا کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کریڈٹ جیوش چینل  
کو ہی ملے گا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا  
اور اس کی بے چینی کی وجہ اس کا بغیر نو راسز تھا جس نے کچھ دیر پہلے  
اسے فون کر کے کہا تھا کہ وہ خود آکر انہیں انتہائی شاندار خوشخبری  
سنائے گا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ مزید کچھ معلوم کرنا لائن  
مقطع ہو گئی تھی اور چونکہ کرنل ڈیوڈ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ راسز  
کہاں سے بول رہا تھا اس لئے وہ اس سے دوبارہ خود رابطہ نہ کر سکتا  
تھا اس لئے اب وہ اس کی آمد کے انتظار میں بے چینی سے ٹہل رہا  
تھا۔ راسز نے شاندار خوشخبری کے الفاظ استعمال کئے تھے اس لئے  
کرنل ڈیوڈ کو یقین تھا کہ راسز عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک  
کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ظاہر ہے یہ واقعی اس کے لئے  
انتہائی شاندار خوشخبری تھی۔ ٹپلے ٹپلے جب وہ تھک گیا تو آرام کرسی  
پر آکر بیٹھ گیا۔



اس کا نمبر نو اور تھر اور باقی آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ عمران غائب ہو چکا تھا جس پر میں فوراً واپس اپنے پوائنٹ پر پہنچا تو وہ پوائنٹ بھی خالی تھا۔ عمران کے ساتھی بھی غائب ہو چکے تھے۔ اس طرح شاندار بھی ہاتھ سے نکل گیا اور کامیابی بھی..... راسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھا۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے کہ بیک وقت دو جگہوں سے آدمی غائب ہو جائیں۔ کیا تمہارے پوائنٹ پر بھی تمہارے آدمی بے ہوش پڑے گئے ہیں..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرے ساتھ چار آدمی تھے جناب اور میں ان چاروں کو ساتھ لے کر ریڈ اتھارٹی کے پوائنٹ پر گیا تھا کیونکہ ہمارا پوائنٹ انتہائی خفیہ تھا اور پھر عمران کے ساتھی نہ صرف بے ہوش تھے بلکہ میں نے ان کے جسموں کو بھی مفلوج کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں راڈز والی کرسیوں پر بھی جکڑ دیا تھا اس لئے میں ان کی طرف سے قطعاً بے فکر تھا لیکن جب میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس وہاں گیا تو راڈز کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھی بھی غائب ہو چکے تھے جس پر میں نے اپنے آدمیوں کو انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا اور خود میں جہاں آگیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ یہاں ریو لو رہا تھے میں نے بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے..... راسٹر نے جواب دیا۔“

تم نے عمران کے ساتھیوں کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا۔ انہیں

”جناب۔ جان بچانا مذاق نہیں ہوتا۔ آپ بااختیار افسر ہیں آپ کوئی چلا سکتے ہیں لیکن میری تو جان چلی جاتی..... راسٹر نے کہا۔

”یہ سب بکواس چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا..... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ آسم گاؤں کے سردار کے بیٹے عبدالرحمن نے دوہری چال کھیلی ہے۔ اس نے عمران کو تو ریڈ اتھارٹی کے حوالے کر کے اس سے بھاری معاوضہ حاصل کر لیا اور مجھے اس کے چار ساتھی دے کر ہم سے بھی بھاری معاوضہ حاصل کر لیا..... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا عمران ریڈ اتھارٹی کے قبضے میں چلا گیا ہے۔ اور ویری بیڈ۔ اصل آدمی تو عمران تھا۔ اس کے ساتھیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ میٹھتے ہوئے کہا۔

”جناب میں عمران کے ساتھیوں کو اپنے خصوصی پوائنٹ پر بے بس کر کے خود ریڈ اتھارٹی کے سپیشل پوائنٹ پر گیا تاکہ وہاں سے کسی طرح عمران کو نکال کر لے آ سکوں تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا کریڈٹ آپ کو مل سکے جبکہ ہم نے اس کا انتظام بھی کر لیا تھا اس لئے میں نے آپ کو فون کر کے شاندار کامیابی کی خوشخبری بھی سنائی تھی لیکن جب میں اپنے آدمیوں کے ساتھ اس پوائنٹ پر پہنچا جہاں ریڈ اتھارٹی نے عمران کو رکھا ہوا تھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس پوائنٹ پر کرنل پائیک سمیت

کے بعد آخر کار میں نتیجے پر پہنچ گیا..... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل  
ایڈوڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

کس نتیجے پر پہنچے تھے۔ بولو..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تیز لہجے  
میں کہا۔

”جواب۔ یہ کارروائی عمران کے ساتھیوں کی نہیں ہو سکتی۔  
مجھے آپ نے سوچا ہے بلکہ یہ کارروائی جیوش چٹل نے کی ہے تاکہ  
ٹریفک وہ لے سکے.....“ راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے  
اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیسے نتیجہ نکلا ہے تم نے۔ بولو۔ کیسے نکلا ہے۔“  
کرنل ڈیوڈ نے چپچپے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے نکال کر آپ  
دکھاؤں.....“ راسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا نکال کر دکھاؤ گے.....“ کرنل ڈیوڈ نے  
جلی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نتیجہ جواب.....“ راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو  
کرنل ڈیوڈ کا چہرہ یکثرت ایک بار پھر غصے کی شدت سے بگڑنے لگا لیکن  
سرے لہجے جب راسٹر نے جیب سے ایک چھوٹا سا بیج نکال کر اس  
سامنے رکھ دیا تو کرنل ڈیوڈ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ تو شاید جیوش چٹل کا بیج ہے.....“ کرنل  
ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہلاک کیوں نہیں کیا تھا.....“ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔  
”میں نے ان پر غائر کیا تھا لیکن انہیں گویاں ہی نہ لگی تھیں اس  
لئے وہ زندہ رہ گئے تھے.....“ راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں

جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔  
”کیا مطلب۔ کیوں نہیں لگی تھیں۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ کرنل

ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”جواب پہلے تو میں بھی نہ سمجھ سکا تھا بلکہ میں خوفزدہ بھی ہو گیا

کہ یہ لوگ انسان بھی ہیں یا نہیں لیکن پھر بعد میں جب میں نے  
اپنے ربوہ اور کو چیک کیا تو یہ چلا کہ اس کی نال میڈیسی بھی اور اوپر

کو اٹھی ہوئی تھی اس لئے میں نے جب ان کے سروں کا نشانہ لیا تو  
گویاں اوپر کو اٹھ کر ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئی تھیں۔ یہ

سمجھ گیا کہ ابھی ان کی موت کا وقت نہیں آیا اس لئے میں عمران و  
لینے چلا گیا تاکہ کچھ دیر گزر جائے شاید موت کا وقت آجائے لیکن ان

کے تو غائب ہونے کا وقت قریب تھا اس لئے وہ غائب ہو گئے۔  
راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ عمران کے ساتھی جہاں پہنچے  
گئے اور انہیں دونوں کے خفیہ پوائنٹس کا بھی علم تھا اور وہ انہیں

نکال کر بھی لے گئے۔ نہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی اور کھیل  
کھیلا گیا ہے.....“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”جواب۔ میں نے بھی اس پہلو پر سوچا تھا اور کافی دیر تک سوچتے

"جی ہاں اور یہ بیج میرے والے پوائنٹ پر بڑا ہوا ملا ہے۔ شاید کسی کی جیب سے گر گیا ہو گا۔" راسٹر نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو تمہاری بات درست ہے۔ یہ کارروائی جیوش چنٹل نے ہی کی ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔  
"اور یہ دوسرا نتیجہ۔" راسٹر نے جیب سے ایک سرخ رنگ کیسپول نکال کر کرنل ڈیوڈ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔  
"یہ کیا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے کیسپول اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس پر جیوش چنٹل کا مخصوص مارکر موجود ہے سر۔ آپ دیکھ لیں۔ یہ کیسپول انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا ہے اور یہ مجھے ریڈ اتھارٹی والے پوائنٹ پر سے ملا ہے۔ یہ شاید پھنس نہیں سکا تھا۔" راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہر۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ بات اب یقینی ہو چکی ہے کہ کارروائی واقعی جیوش چنٹل نے کی ہے۔ وری بیڈ۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔" کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔  
"جنتاب ایک منٹ۔" راسٹر نے ہاتھ بڑھا کر فون پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔" کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔



جاؤں گا"..... راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ  
جیسا آدمی بھی اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یوٹانسس۔ تم مجھے غصہ نہ دلایا کرو ورنہ میں واقعی کسی روز  
تمہیں گولی مار دوں گا"..... کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ میرے لئے اعزاز ہو گا جناب"..... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا  
اور پھر سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا اور  
کرنل ڈیوڈ اپنے مزاج کے خلاف کافی دیر تک بیٹھا مسکراتا رہا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو کافی دیر تک اس کی آنکھوں کے  
پچھلے دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہوتی چلی گئی  
اور عمران کا شعور بیدار ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر  
اپنے جسم کو سمیٹنا چاہا تو اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا کیونکہ اس کے  
جسم کے سمیٹنے کی رفتار بے حد سست تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا  
جیسے اس کا جسم کسی دلدل میں پھنسا ہوا ہو اور اب پورا زور  
لگنے کے باوجود وہ باہر نہ نکل پا رہا ہو لیکن اس جھٹکے کی وجہ سے  
اس کے ذہن پر چھایا ہوا باقی ماندہ غبار بھی صاف ہو گیا اور اس کے  
پچھلے ہی اس کے ذہن میں سابقہ مناظر کسی فلم کی طرح گھوم گئے۔  
اب کرنل پائیک صدر سے بات کرنے کے لئے تہہ خانے سے باہر  
آ گیا تھا اور اس کا نائب آر تھر اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ وہاں  
موجود تھا جہاں عمران راڈز میں حکمرا ہوا موجود تھا کہ اچانک عمران

کہ اس کے ساتھیوں کو اسلم گاؤں کے سردار کے بیٹے عبدالرحمن نے جی پی فائو کے حوالے کر دیا ہے لیکن اب اس کے ساتھیوں کی یہاں موجودگی اور پھر بے ہوش ہونے سے پہلے آر تھر اور اس کے ساتھیوں کو لڑکھڑاتے دیکھ کر وہ فوراً اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یا تو وہ باقی ساتھیوں سمیت جی پی فائو کی تحویل میں پہنچ گیا ہے یا پھر ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائو سے ہٹ کر وہ حیوش پھنسل یا کسی تیسری پارٹی کی تحویل میں ہے لیکن اسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ انہیں ہلاک کرنے کی بجائے اس طرح انہیں اکٹھا کرنا، بے ہوش کرنا اور جسم کو سست کر دینے سے ایسا کرنے والوں کے اصل مقاصد کیا تھے۔ اس کے ساتھی جس طرح بے ہوش ہوئے پڑے تھے اس سے یہ بات بھی اسے سمجھ آ گئی تھی کہ اس کے مخصوص ذہنی رد عمل نے بے ہوش کر دینے والی دوا کے خلاف کام کیا تھا جس کی وجہ سے اسے اپنے ساتھیوں سے پہلے ہوش آ گیا ہے۔ اس نے اب اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ پہلے پھل تو اس کے جسم نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا لیکن اس نے کوشش جاری رکھی اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ کھڑے ہو کر پہلے تو وہ لڑکھڑایا لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو کنٹرول میں کر لیا۔ پھر اس نے ایک قدم اٹھایا اور اس بار وہ واقعی گرتے گرتے بجائیں پھر اس نے انتہائی کوشش کر کے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ چلنے کے قابل ہو گیا تو اس نے اپنے جسم سے سستی دور کرنے کے

کو اپنا ذہن تیزی سے گھومتا ہوا محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آر تھر اور اس کے ساتھیوں کو بھی لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اس کا ذہن جیسے تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور اب اسے دوبارہ ہوش آیا تھا۔ اس نے سرگھما کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک چھوٹے سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی یاد رکھنا بلب جل رہا تھا جس کی وجہ سے وہاں کمزور سی روشنی ہو رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں حرکت بے حد سست ہے لیکن اس نے اپنے کوشش جاری رکھی اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں آفرنگ کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اٹھ کر بیٹھنے ہی اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ایکری میوں کے ساتھ ساتھ جویا، صفدر، نعمانی اور کیپٹن شکیل کو بھی دیکھ لیا تھا۔ گو جہاں پہلے اسے ہوش آیا تھا وہاں اس نے ایک ایکری می عورت اور چار ایکری می مردوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ اس کے ساتھی ہیں اور وہی لوگ جہاں بھی موجود تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ اس وقت وہ سیکرٹ سروس جو تین مختلف ٹیموں میں تقسیم ہو کر اسرائیل پہنچی تھی وہ تینوں گروپ یہاں اکٹھے کر دیئے گئے تھے حالانکہ پہلے جہاں عمران کو ہوش آیا تھا اور جہاں کرئل پائیک نے اس سے باتیں کی تھیں وہاں اس کی ٹیم کے ساتھی جویا، صفدر، نعمانی اور کیپٹن شکیل موجود نہ تھے اور اسے بتایا گیا تھا

”اس بار تو واقعی کمال ہو گیا ہے کہ ہمارا آپس میں رابطہ ہی نہیں تھا اس کے باوجود وہاں ہم سب اکٹھے ہو گئے ہیں۔“..... خاور نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ بزرگوں کا یہ قول ہم سب پر سو فیصد صادق آتا ہے کہ گروہوں میں نہ بٹ جاؤ اس طرح تم تقسیم ہو کر کمزور ہو جاؤ گے۔ بہر حال اب چونکہ سب اکٹھے ہو گئے ہیں اس لئے اب آئندہ ہماری جدوجہد بھی مشترکہ ہوگی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس چھوٹے سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران نے مڑ کر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو بولنے سے منع کر دیا اور پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آگیا۔ اس کے ساتھی بھی احتیاط سے چلتے ہوئے باہر آ گئے۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز دروازے کی دوسری طرف سے سنائی دی تو وہ سب ٹھٹھک کر رک گئے۔

”سلاہو بول رہا ہوں۔“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”باس دیکھنا کیا ہے۔ وہ سب بے ہوش اور بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں۔“..... چند لمحوں بعد سلاہو کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”یس باس۔“..... دوسری طرف کی بات سن کر اس سلاہو نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کر ڈیل پر رکھے جانے

لئے مخصوص ورزشیں شروع کر دیں اور پھر اس کی یہ کوششیں بہر حال رنگ لائیں اور اب وہ نہ صرف اس کیفیت سے نجات حاصل کر چکا تھا بلکہ اب وہ پہلے کی طرح چست بھی ہو چکا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے لباسوں کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر تنور کے کوٹ کی خفیہ جیب سے وہ ایک باریک لیکن تیز دھار خنجر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے خنجر ہاتھ میں لے کر باری باری اپنے ساتھیوں کی گردنوں کے عقبی حصے میں مخصوص انداز میں کٹ لگا کر خون نکلنے اور ان کی بے ہوشی اور اعصاب کی سستی دور کرنا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی یہ کارروائی اس کی توقع کے عین مطابق کامیاب ثابت ہوئی اور آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آتے چلے گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد عمران نے انہیں اٹھ کر کھڑا ہونے میں مدد دی اور پھر ان سے چند لمحے مخصوص ورزشیں کرائیں۔ چونکہ مخصوص کٹ سے خون نکلنے کی وجہ سے ان کے اعصاب موجود و محمود خود بخود ختم ہو گیا تھا اور اعصاب کو قدرتی طور پر تحریک مل گئی تھی اس لئے عمران کی نہایت اس کے ساتھی جلد ہی فٹ ہو گئے۔

”اس بار بھی گروپ بنا کر کارروائی کرنے کا تجربہ ناکام رہا ہے۔“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں ہی لٹا لیا ہے۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور سے ہاتھ ہٹا کر اس نے رسیور کان سے لگایا۔

”ہیلو باس“..... عمران کے منہ سے سٹلجو کی آواز سنائی دی۔  
 ”یس۔ کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران نے آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔

”وہ بدستور بے ہوش پڑے ہیں باس“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوکے۔ پوری طرح محتاط رہنا۔ سچی بی فائیو اور ریڈ اتھارٹی ان کی تلاش میں ہوگی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”تو کلیر اب اسرائیل پہنچ چکا ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر اور جولیا اندر داخل ہوئے۔

”یہ تو جھوٹا سا مکان ہے جس کے گرد دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے اور اس آدمی کے علاوہ جہاں اور کوئی آدمی بھی نہیں ہے اللہ ایک کمرے میں جدید اسلحہ موجود ہے“..... جولیا نے اندر داخل ہو کر کہا۔

”اس سٹلجو کو اٹھا لاؤ۔ اب اس سے پوچھ گچھ کرنا پڑے گی تاکہ تازہ ترین حالات کا علم ہو سکے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ہم جیوش

کی بجائے علیحدہ رکھے جانے کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرسی کھینکنے کی آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آوازیں اس دروازے کی طرف آتی سنائی دیں جس کے پیچھے عمران سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم موجود تھی۔ عمران نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ عمران کے ساتھ کھڑا ہوا چوہان کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ عمران نے مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ اس آدمی کو آواز ٹکٹنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے کیونکہ ساتھ ہی کمرے میں فون ہولڈ ہوا پڑا تھا اور آواز دوسری طرف جا سکتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اسے ہلاک بھی نہ کیا جائے اس لئے چوہان نے اچانک اس پر جھپٹتے ہوئے ایک ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کو گھسیٹ کر ایک طرف کر دیا تھا جبکہ عمران تیزی سے لیکن محتاط قدموں سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی بھی محتاط انداز میں اس کے پیچھے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر فون پیس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تاکہ اس کے ساتھیوں کے قدموں کی آوازیں بھی دوسری طرف سنائی نہ دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر جا کر چیکنگ کرنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد چوہان بھی کمرے میں داخل ہوا تو اس نے اشارہ کر کے بتا دیا کہ سٹلجو کو بے ہوش کر کے وہ راہداری

ہونے کی وجہ سے وہ اچھے ہی اپنا لوازن برقرار نہ رکھ سکا اور دوبارہ کرسی پر گر گیا۔

”اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ دو نعمانی۔“ عمران نے اس کے قریب کھڑے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا تو نعمانی نے آگے بڑھ کر اس کی پشت پر آکر اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔

”تم۔ تم ہوش میں آگئے اور یہاں بھی پہنچ گئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔“..... سٹلجو نے مرجانے کی حد تک انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس طرح اپنے سامنے اور سائیڈوں پر کھڑے ہوئے عمران کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہم زندگی میں اتنی بار بے ہوش ہو چکے ہیں کہ اب ہمارے ذہن بے ہوش پر دف ہو چکے ہیں۔ تم یہ بتاؤ سٹلجو کہ کلیر کی جیوش چٹل میں کیا حیثیت ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ باس ہے۔“..... سٹلجو نے جواب دیا۔

”اور لاڈلہ فمین کیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں تو اس پوائنٹ کا انچارج ہوں۔ میں کبھی ہیڈ کوارٹر نہیں گیا۔“..... سٹلجو نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی کچھ گیا کہ وہ ہچ بول رہا ہے۔

”یہاں ہمیں کب لایا گیا تھا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”آج دوسرا روز ہے۔“..... سٹلجو نے جواب دیا تو عمران بے

چٹل کی تحویل میں ہیں اور دوسری طرف سے بولنے والا کلیر تھا۔ میں اس کی مخصوص آواز اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ انتہائی تیز طرار اور ذہین ایکریجیٹ ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کلیر کو تو میں بھی جانتا ہوں۔ ایک بار میرا اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔“..... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد راہداری میں بے ہوش پڑے ہوئے سٹلجو کو اٹھا کر اس کمرے میں لایا گیا۔ اب باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ چکے تھے البتہ اب ان کے ہاتھوں میں اسلحہ موجود تھا۔ صفدر نے سٹلجو کو کرسی پر بٹھا دیا۔

”اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دو۔“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اس کی ہدایت کے مطابق سٹلجو کا کوٹ اس کے عقب میں کافی نیچے کر دیا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے کہا۔ وہ خود دوسری کرسی پر بیٹھ چکا تھا جبکہ باقی ساتھی کھڑے تھے کیونکہ اس کمرے میں میز کے ساتھ صرف دو کرسیاں موجود تھیں۔ صفدر نے سٹلجو کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سٹلجو نے کمرے سے ہونے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے کوٹ پشت پر کافی نیچے

عمرانی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ عمران نے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے وہ نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیے جو سٹلجو نے بتائے تھے۔

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن یہ حال یہ کلیر کی آواز نہ تھی۔

”میں سٹلجو بول رہا ہوں۔ باس سے بات کراؤ“..... عمران نے سٹلجو کے لہجے اور آواز میں کہا تو سٹلجو کے چہرے پر ایک بار پھر ہتائی حیرت کے تاثرات نظر آنے لگ گئے لیکن منہ بند ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اظہار زبان سے نہ کر سکتا تھا۔

”ہولڈ کر دو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کلیر بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے سٹلجو“..... چند ہی بعد کلیر کی آواز سنائی دی۔

”باس۔ ان میں سے ایک آدمی اہتمامی حیرت انگیز طور پر ہوش آگیا تھا۔ اس کے کرلپنے کی آواز سن کر میں دوڑا دوڑا گیا تو وہ گت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کون تھا وہ۔ اکیمری یا پاکیشیانی“..... کلیر نے چونکے لہجے میں پوچھا۔

”وہ پاکیشیانی تھا باس“..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے تم محتاط رہو میں خود آ رہا ہوں“..... دوسری

اختیار چوتھ نک پڑا۔

”دوسرا روز۔ اوہ۔ اتنے طویل عرصے تک ہم بے ہوش رہے۔ کیا ہمیں طویل بے ہوشی کے انجشن لگائے گئے تھے“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ باس نے مخصوص انجشن لگوائے تھے لیکن تم خود بخود کیے ہوش میں آ گئے اور پھر تم حرکت کیسے کر رہے ہو جبکہ باس نے ساتھ ہی ایسے انجشن لگوائے تھے کہ اگر تم کسی طرح ہوش میں آ بھی جاؤ تو تم حرکت نہ کر سکو“..... سٹلجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں میک اپ باکس اور لباس تو موجود ہوں گے“۔ عمران

نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں صرف اسلحہ ہوتا ہے اور کبھی کبھار جہاں کسی ایسے آدمی کو لایا جاتا ہے جسے باس نے سب کی نظروں سے چھپانا ہو“..... سٹلجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم رپورٹ کلیر کو فون پر دیتے ہو“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ میرا باس سے رابطہ صرف فون پر ہی ہے“..... سٹلجو نے

جواب دیا۔

”کیا نمبر ہے جس پر تم رپورٹ دیتے ہو“..... عمران نے پوچھا تو

سٹلجو نے نمبر بتا دیا۔

”اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو“..... عمران نے نعمانی سے کہا تو

طرف سے کہا گیا۔  
"یس ہاس"..... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رسیوں

رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیوں رکھ دیا۔  
"یہ کلیئر اکیلا نہیں آئے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے یہاں اپنے

آدمی بھیجے اور پھر ان سے رپورٹ لے کر آئے کیونکہ وہ فطری طور پر  
بے حد محتاط آدمی ہے اس لئے اسلحہ لے کر ہمیں باہر جا کر چھپنا

گا"..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔  
"اس کا کیا کرنا ہے"..... نعمانی نے پوچھا۔

"اسے آف کر دو"..... عمران نے کہا تو نعمانی نے بجلی کی  
تیزی سے اپنا ایک ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھا اور پھر مخصوص

میں دونوں ہاتھ گھما دیئے۔ کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی  
کا جسم دھیلے پڑتا چلا گیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کمرے سے باہر آگیا۔ یہ واقعی ایک  
چھوٹا سا مکان تھا جس کا بیرونی صحن بھی چھوٹا سا تھا اور گیٹ بند تھا۔

وہ سب گیٹ کھول کر باہر آگئے۔ باہر واقعی دور دور تک میدان  
جس میں ادا کا درخت تھے البتہ جھاڑیوں کی کثرت تھی۔ مکان

خاص پرانا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اسے کسی غاص  
مقصد کے لئے یہاں تعمیر کیا گیا تھا اور وہ مقصد پورا ہو جانے کے  
بعد اسے خالی چھوڑ دیا گیا ہو کیونکہ اس کی بیرونی حالت بتا رہی تھی

کہ یہ آباد ہست کم رہا ہے۔ مکان کے سامنے ایک نیم پختہ سڑک

کیا۔۔۔۔۔ اس سوٹ والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ سٹلجو ہلاک ہو چکا ہے اور مرا ہوا آدمی حرکت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ عمران نے چوڑے ستون کی اوٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سمیت تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔ اسی لمحے صفدر تصویر اور نعمانی بھی اپنی اپنی جگہوں سے باہر آگئے۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی۔۔۔۔۔ تصویر نے اہتائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس سوٹ والے اور ڈرائیور دونوں کے ہاتھ تیزی سے اپنی جیبوں کی طرف گئے ہی تھے کہ اچانک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ڈرائیور جیج مار کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ عمران نے اسی لمحے اس سوٹ والے پر جم پڑا اور دوسرے لمحے سوٹ والا ہچکچا ہوا اچھل کر برآمدے سے نیچے صحن میں جا گرا جبکہ ڈاکٹر حیرت سے بت بننا اپنی جگہ پر کھڑے کا کھوارہ گیا۔

"اسے زندہ رکھو۔۔۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر کی طرف مڑتے ہوئے سوٹ والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا جو اب اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"مم۔ مم۔ میں تو ڈاکٹر ہوں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے اہتائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"اس لئے زندہ بھی ہو۔ چلو اندر۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ڈاکٹر تیزی سے مڑ گیا۔ جیسے ہی وہ مڑا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر جیج مار کر فرش پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے

ہو گیا جبکہ صفدر پہلے سے ہی پھانک کے قریب موجود تھا۔ تھوڑی سی بعد پھانک کے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مخصوص انداز میں ہارن بجایا گیا۔ ہارن کی آواز سننے کے کچھ در بعد صفدر نے پھانک کھول دیا اور خود تیزی سے ایک پھانک کے بڑے سے پٹ کے نیچے ہو گیا۔ سفید رنگ کی کار پھانک کے کھلتے ہی تینوں سے اندر داخل ہوئی۔ اس میں تین افراد سوار تھے جن میں سے ایک ڈرائیور تھا جبکہ سائیڈ سیٹ خالی تھی اور عقبی سیٹ پر دو آدمی بیٹھ ہوئے تھے جن میں سے ایک نے ڈاکٹروں والا اور آل بھی پہن رکھا تھا جبکہ دوسرا آدمی سوٹ میں ملبوس تھا۔ لیکن عمران چونکہ کلیئر سے ذاتی طور پر واقف تھا اس لئے وہ کار میں موجود افراد کو دیکھتے ہی گھبرا گیا تھا کہ ان تینوں میں کلیئر شامل نہیں ہے۔ دیے بھی اسے کچھ سے توقع تھی کہ کلیئر اس طرح ایک کال پر دوڑا نہیں آئے گا۔ اسے دیکھتے ہی ڈرائیور سمیت تینوں آدمی نیچے اترے اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ انہوں نے پھانک کی طرف مڑ کر دیکھنے کی زحمت بھی نہ کی تھی۔ شاید ان کے تصور میں ہی نہ تھا کہ جلد حالات پلٹ بھی سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی بدستور اونٹوں کے نیچے تھے جبکہ صفدر بھی پھانک کے پٹ کی آڑ میں تھا۔ جب تینوں برآمدے میں پہنچے تو سوٹ والے نے اچانک مڑ کر کر دیکھا اور پھر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ یہ سٹلجو کہاں گیا۔ اس نے پھانک کیوں بند نہیں

وہ پہنچنے والے ہوں گے۔ ڈاکٹر ان سب کو نہ صرف دوبارہ ٹیک کرے گا بلکہ ضرورت پڑنے پر مزید انجکشن بھی لگا دے گا۔“  
ہمیر نے کہا۔

”یس باس“..... عمران نے کہا۔  
”بیکر جیسے ہی پہنچے اسے کہنا کہ مجھے فون کرے“..... دوسری طرف سے کلیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔  
”لو لکھو بعد صفدر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک ٹکڑا ملا جو موجود تھا۔ عمران نے اس کے ساتھ مل کر اس سوٹ والے کو بھی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ عمران کو اندازہ تھا کہ یہی بیکر ہوتا تھا لیکن بہر حال وہ پہلے اسے کنفرم کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد جانے کے بعد عمران کے پیچھے ہٹنے پر صفدر نے اس کا منہ اور کھانسی کے دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ عمران سامنے دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔ بعد اس آدمی نے کھانسی کرتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر پوری طرح ہوش میں آئے۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ اٹھنے کی وجہ سے وہ صرف کھسکا کر ہی رہ گیا تھا۔  
”جہارا نام بیکر ہے۔ جہارا جیوش چیتل میں کیا عہدہ ہے۔“

اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے اس کی لمپیٹ پر پریس کر دیا اور وہ ایک بار پھر جرج کر نیچے جا کر اور بے حس و حرکت ہو گیا۔  
”اس سوٹ والے کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔ اس سے ضروری پوچھ گچھ کرنی ہے“..... عمران نے صفدر سے کہا جو اس سوٹ والے کو بے ہوشی کے عالم میں کاندھے پر اٹھانے میں مصروف تھا۔  
”تصور۔ تم باقی ساتھیوں سے کہو کہ وہ ابھی باہر ہی نہیں اور تم اور نعمانی بھی یہاں صحن میں ہی رکو گے“..... عمران نے تصور سے کہا اور پھر وہ اندر دفی کمرے کی طرف مڑ گیا۔ صفدر بے ہوش آدمی کو اٹھائے اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ عمران نے کرسی پر پڑی ہوئی سلاخ کی لاش اٹھا کر نیچے پھیٹکنی اور صفدر کو بے ہوش آدمی کو اس کرسی پر بٹھانے کا اشارہ کیا۔ صفدر نے اس کی ہدایت کے مطابق اس بے ہوش آدمی کو کرسی پر بٹھا دیا۔  
”کوئی رسی وغیرہ ڈھونڈ لاؤ۔ یہ خامے مضبوط اعصاب کا آدمی لگ رہا ہے“..... عمران نے کہا تو صفدر سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔  
”یس“..... عمران نے سلاخ کی آواز اور لہجے میں کہا۔  
”کلیر بول رہا ہوں۔ بیکر ڈاکٹر کو لے کر پہنچ گیا ہے یا نہیں۔“  
دوسری طرف سے کلیر کی آواز سنائی دی۔  
”ابھی تک تو نہیں پہنچے باس“..... عمران نے جواب دیا۔

دیتے ہوئے کہا۔

"سٹار سیکشن۔ تو کیا جیوش چیمنل میں باقاعدہ سیکشن بنائے گئے ہیں..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہمارا سیکشن فلسطینی تنظیموں میں موجود جیوش چیمنل کے آدمیوں کی نگرانی بھی کرتا ہے اور ان سے رابطہ بھی رکھتا ہے"۔ بیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈاکٹر کیا تمہارے سیکشن سے تعلق رکھتا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"..... بیکر نے جواب دیا۔

"کلیر کہاں بیٹھتا ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر میں۔ لیکن اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سوائے چیف باس کے اور کوئی نہیں جانتا"..... بیکر نے خود ہی تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ڈاکٹر کا نام کیا ہے"..... عمران نے گھنٹی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر چارلس"..... بیکر نے جواب دیا۔

"اس کا منہ بند کر دو"..... عمران نے صفدر سے کہا اور تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"سلاجو بول رہا ہوں باس"..... عمران نے سلاجو کی آواز اور لہجے

عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا آدمی چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے گردن گھما کر صفدر کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

"تم۔ تم سب تو بے ہوش تھے اور بے حس ہو چکے تھے پھر تم سب کیسے ہوش میں آ گئے اور حرکت بھی کر رہے ہو"..... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نام بیکر ہے لیکن تمہارا عہدہ کیا ہے"..... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہو گیا ہے"..... بیکر نے زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارے باس کلیر کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ بیکر ڈاکٹر کو لے کر آیا ہے"..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"بب۔ باس کا فون۔ کس نے اٹھایا تھا"..... بیکر نے زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے۔ بہر حال چونکہ تمہارا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ رعایت کر رہا ہوں لیکن اگر تم

اسی طرح سوال جواب شروع کر دیتے تو پھر یہ نرمی سختی میں تبدیل ہو سکتی ہے"..... عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"میں سٹار سیکشن میں اسسٹنٹ ہوں"..... بیکر نے جواب

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے ہوش میں آگیا تھا؟..... کلیر نے انتہائی حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"میں نے ڈاکٹر سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس آدمی کے جسم

میں بے پناہ قوت مدافعت ہے"..... عمران نے بیکر کی آواز اور لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اے بلاؤ۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں"..... کلیر نے

کہا۔

"ییس باس"..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر سیور پر ہاتھ رکھ

دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہاتھ ہٹا دیا۔

"ڈاکٹر چارلس بول رہا ہوں"..... عمران نے اس بار ڈاکٹر

چارلس کی آواز اور لہجے میں کہا کیونکہ وہ برآمدے میں اس کی آواز اور

لہجہ سن چکا تھا۔

"ڈاکٹر چارلس۔ اچھا۔ ایک منٹ ہولڈ کرو"..... دوسری طرف

سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے بیکر کی طرف غور

سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیور کے مائیک پر ہاتھ رکھ

دیا۔

"تم نے ڈاکٹر کا نام غلط بتایا تھا۔ کیوں"..... عمران نے غزائے

ہوئے کہا اور صفدر نے بیکر کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"اس کا نام چارلس ولسن ہی ہے"..... بیکر نے قدرے

میں کہا تو سامنے بیٹھے ہوئے بیکر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا بیکر اور ڈاکٹر ابھی تک نہیں پہنچے"..... دوسری طرف سے

کلیر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ پہنچ گئے ہیں باس اور وہ بے ہوش افراد کے کمرے میں

ہیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ بیکر کو کہنا کہ وہ مجھے کال کرے۔"

کلیر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا تھا باس۔ انہوں نے کہا کہ وہ چیکنگ کر کے

تفصیل سے رپورٹ دے گا"..... عمران نے جواب دیا۔

"اے بلاؤ"..... کلیر نے کہا۔

"ییس باس"..... عمران نے کہا اور پھر سیور پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر

کچھ دیر بعد اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"بیکر بول رہا ہوں باس"..... اس بار عمران کے منہ سے بیکر

کی آواز نکلی تو بیکر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے واقعی پھٹ سی

گئیں۔

"کیا پوزیشن ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی"..... دوسری طرف

سے کلیر نے کہا۔

"ایب آدمی نیم بے ہوشی کے عالم میں تھا باس۔ باقی بدستور ہے

ہوش تھے۔ ڈاکٹر نے اسے مزید دو انجکشن لگا دیے ہیں"..... عمران

بلکہ اس کی آواز عمران نے سنی نہ سنی اس سے وہ اس کے بچے میں  
بات نہ کر سکتا تھا۔

"وہ تو چلا گیا ہے باس"..... عمران نے ڈاکٹر چارلس ولسن کے  
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلا گیا ہے۔ کہاں چلا گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو تم  
عمران بول رہے ہو۔ اوہ۔ وری بیٹہ"..... دوسری طرف سے یکھت  
چمکنے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو  
عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب تم بتاؤ گے بیکر کہ ایرو میڈائل لیبارٹری کہاں ہے اور  
محوش چینل کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"..... عمران نے اٹھ کر بیکر کی  
طرف بڑھتے ہوئے انتہائی جارحانہ لہجے میں کہا۔ صفدر عمران کے  
رسیور رکھتے ہی بیکر کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔  
"مم۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم"..... بیکر نے  
اچھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ لارڈ بو فمین کہاں رہتا ہے"..... عمران نے اس  
کے لہجے میں موجود سنجائی کو بھانپتے ہوئے کہا۔

"لارڈ ہاؤس میں۔ کہاں روڈ پر اس کا بہت بڑا محل ہے۔ لارڈ  
ہاؤس۔ وہ وہاں رہتا ہے"..... بیکر نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ"..... عمران نے کہا۔  
"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے واقعی نہیں معلوم"..... بیکر نے پہلے کی

یو کھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔  
"اس کا منہ بند کر دو صفدر"..... عمران نے کہا تو صفدر نے

دوبارہ اس کا منہ بند کر دیا۔  
"ہیلو ہیلو"..... اسی لمحے رسیور سے کلیر کی آواز سنائی دی۔

"ہیں۔ ڈاکٹر چارلس ولسن بول رہا ہوں"..... عمران نے مائیک  
سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کون ہو تم۔ بولو۔ کون ہو تم۔ تم ڈاکٹر ولسن نہیں ہو۔  
بولو"..... کلیر نے حلق کے بل چمکنے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ میں ڈاکٹر چارلس ولسن بول رہا  
ہوں"..... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم ڈاکٹر چارلس ولسن نہیں ہو۔ وائس چیکر نے  
تمہاری آواز کو اوکے نہیں کیا۔ کون ہو تم"..... دوسری طرف سے  
کلیر نے حلق کے بل چمکنے ہوئے کہا۔

"آپ کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آ رہا۔ وائس چیکر میں  
کوئی غرابی ہو گی ورنہ میں تو ڈاکٹر چارلس ولسن ہی بول رہا ہوں۔

آپ بے شک بیکر اور سٹہو سے پوچھ سکتے ہیں"..... عمران نے اسی  
لہجے میں دوبارہ کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وہ ڈیوڈ کہاں ہے۔ اس سے  
میری بات کراؤ"..... دوسری طرف سے کلیر نے کہا تو عمران سمجھ

گیا کہ ڈیوڈ اس ڈرائیور کا نام ہو گا جو ہلاک ہو چکا ہے اور ظاہر ہے

"تو ریتا رہا ہے کہ جہاں ریڈ ہوئے والا ہے۔ یوں..... جو لیا  
نے قریب آکر کہا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر سب کچھ بتا دیا۔  
"لیکن عمران صاحب باہر تو دور دور تک کھلا میدان ہے۔ اکا دکا  
درخت ہیں اور جھالیاں ہیں۔ یہاں تو وہ لوگ ہمیں آسانی سے شکار  
کر لیں گے..... جو ہاں نے کہا۔  
"یہاں کس قسم کا اسلحہ موجود ہے؟..... عمران نے پوچھا۔  
"ہر قسم کا اسلحہ حتیٰ کہ میزائل گنیں بھی موجود ہیں..... صفدر  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ مشین گنیں اور میزائل گنیں لے لو۔ ہم میں سے چار  
افراد اس عمارت کی چھت پر مورچہ لگائیں گے جبکہ باقی افراد اس  
مکان کے چاروں طرف فاصلے پر جھالوں کی اوٹ لے کر مورچہ  
بندی کریں گے۔ ہمارا مقصد کاریں حاصل کرنا ہے۔ ایک کار تو  
یہاں موجود ہے جبکہ دو مزید کاریں ہم نے حاصل کرنی ہیں اور جتنے  
بھی لوگ آئیں ان سب کا خاتمہ کر دینا ہے..... عمران نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا  
چاہئے ورنہ وہ پورے اسرائیل کو یہاں لے آئیں گے اور ہر طرف سے  
ناکہ بندی کر دی جائے گی..... جو لیا نے کہا۔

"لیکن کار ایک ہے اور یہاں کاریں اگر چار آدمیوں سے زیادہ  
سوار ہوں تو پولیس فوراً انہیں روک لیتی ہے..... صفدر نے کہا۔  
"میں اور خادر کار میں چلے جاتے ہیں۔ ہم نے بہر حال اس

طرح پریشان سے لچے میں کہا تو اس بار بھی عمران سمجھ گیا کہ  
درست کہہ رہا ہے۔

"صفدر اسے ختم کر دو اور چارلس کو بھی..... عمران نے برہنی  
دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر ابھی عمران دروازے تک  
ہی پہنچا تھا کہ اسے اپنے عقب میں سائیکسنگ ریوالور کی سنک کی  
خصوص آواز اور بیکر کی ہلکی سی چیخ سنائی دی لیکن وہ قدم بڑھاتا آگے  
بڑھتا چلا گیا۔ باہر تھیر اور نعمانی موجود تھے۔

"کیا ہوا؟..... تو ریتا رہا ہے۔

"باقی ساتھیوں کو بلاؤ۔ جلدی کرو یہاں ریڈ ہونے والا ہے اور  
ہم نے اپنا بچاؤ بھی کرنا ہے اور آگے کی منصوبہ بندی بھی کرنی  
ہے..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ان اس کا  
ہدایات دیں تو تو ریتا سر ہلاتا ہوا تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر  
صحن سے ہوتا ہوا پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے صفدر بھی کمرے  
سے باہر آگیا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب؟..... صفدر نے کہا۔

"کلیر یہاں لازماً اپنے آدمی ہمارے خلاف بھجوائے گا اور ہم نے  
انہیں ختم کر کے ان سے کاریں وغیرہ حاصل کرنی ہیں۔ اس کے بعد  
آگے کی بات سوچیں گے..... عمران نے کہا تو صفدر اور نعمانی  
دونوں نے سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے جو لیا اور دوسرے ساتھی جو باہر تھے  
اندرا آگئے۔ تو ریتا ان کے ساتھ تھا۔

خود بخود بنایا کر رہا ہے البتہ میں یہ یادوں کہ لیبارٹری پر بیوش چسٹل کا کنٹرول ہے اور بیوش چسٹل کا سربراہ لارڈ یوفمین ہے اور لارڈ یوفمین کا محل لارڈ ہاؤس کے نام سے کہاں روڈ پر واقع موجود ہے۔ اب یہ کام تنویر کا ہے کہ وہ لارڈ یوفمین کو کور کر کے اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور پھر اپنا ٹارگٹ مٹ کرے۔..... عمران نے کہا۔

”وری گڈ۔ بے حد شکر یہ عمران۔ تم نے واقعی ہمارا مسئلہ کافی حد تک حل کر دیا ہے۔ آؤ خاور۔..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر برآمدے سے نیچے اترا اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے موڑ کاٹ کر اس مکان کے دروازے سے باہر نکلی اور پھر تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی گھنے والی دھول میں غائب ہو گئی۔

”تنویر نے احمقانہ انداز میں جا کر اس لارڈ محل پر ریڈ کر دینا ہے جبکہ وہاں لازماً انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہوں گے۔..... جو اب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”تنویر اسبابی احمق نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھتی ہو۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ڈائریکٹ اور انتہائی تیز رفتار ایکشن کا قائل ہے۔ پھر حال اب ہمیں اسلحہ لے کر یہاں آنے والوں کے استقبال کی تیاری کر لینی چاہئے۔..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

لیبارٹری کو تلاش کرنا ہے۔ تم ان سے مزید کاریں چھین لینا۔ تنویر نے کہا۔

”تو کیا اب بھی نہیں برقرار رہیں گی۔..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ نہیں اس لئے بنائی گئی تھیں کہ عمران اور اس کے ساتھی سلسلے میں جبکہ باقی خفیہ طور پر کام کریں لیکن یہ منصوبہ ناکام رہا ہے اور ہم سب ان کی نظروں میں آگئے ہیں اور اگر عمران صاحب کو ہوش نہ آجاتا تو پوری ٹیم کا ہی خاتمہ ہو جاتا اس لئے ہمیں اب اکٹھے رہنا چاہئے۔..... اس بار نعمانی نے کہا۔

”نہیں۔ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ اب تینوں انجینسیوں کو ہمارے بارے میں علم ہو چکا ہے اس لئے اب انہوں نے صرف ہم پر ہی توجہ دینی ہے اور اکٹھے رہنے کی وجہ سے ہم کھل کر کام نہ کر سکیں گے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ نہ ہمارے پاس کوئی اڈا ہے اور نہ میک اپ کا سامان اور تینوں انجینسیاں ہماری تلاش میں ہوں گی۔ ایسی صورت میں ہم کام کیسے کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی ٹارگٹ بھی نہیں حتیٰ کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔..... خاور نے کہا۔

”یہ سب کام تنویر کو کرے گا۔ یہ جب کام کرنے پر آجائے تو راستے

مسل ہی اصرار کیا جا رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر ولسن ہے لیکن کلیئر کا ہر  
ہے اب اس بات پر یقین نہ کر سکتا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ  
جو عینیشن پلٹ گئی ہے۔ کس طرح پلٹی ہے اس کی اسے فکر نہ تھی  
لے دراصل اس بات کی فکر تھی کہ ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو تک  
ملاح نہ پہنچ جائے کہ جیوش چینل نے عمران اور اس کے ساتھیوں  
ان کی تحویل سے نکالا تھا۔ اس طرح اس کا کورٹ مارشل ہونا  
یعنی ہو جاتا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا تھا کہ وہ اپنے ایکشن  
روپ کو وہاں بھیجے لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ پوائنٹ شہر سے اتنا دور  
ہے کہ جب تک ایکشن گروپ وہاں پہنچے گا وہ لوگ اس سے پہلے  
سے نکل کر شہر پہنچ چکے ہوں گے اور بیکر کی کار وہاں موجود  
ہے۔ وہ اب مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اسے کیا اقدام کرنا چاہیے کہ  
تاک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور اس نے چونک کر ہاتھ  
ٹھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر  
دئے۔

"لارڈ ہاؤس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی  
دی۔  
"کلیئر بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ۔" کلیئر نے  
پوچھ لے میں کہا۔  
"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔" دوسری طرف سے اس بار  
مردبانہ لہجے میں کہا گیا۔

کلیئر نے رسیور کریڈل پر جھک کر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر  
پکڑ لیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ یہ بات  
اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ منٹاجو، بیکر اور ڈیوڈ سب عمران کے  
ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں کیونکہ عمران کے بارے میں اسے معلوم تھا  
کہ وہ دوسروں کی آواز اور لہجے کی ایسی نقل کر لیتا ہے کہ کوئی پہچان  
بھی نہیں سکتا۔ اگر عمران ڈاکٹر چارلس کا نام نہ لیتا تو کلیئر کو بھی  
شاید اس پر شک نہ ہوتا۔ یہ بات درست تھی کہ ڈاکٹر کا پورا نام  
چارلس ولسن جی تھا لیکن وہ بھی ڈاکٹر چارلس نہیں کہا کرتا تھا بلکہ  
ڈاکٹر ولسن کے خطاب سے ہی بات کرتا تھا اس لئے وہ چونکا تھا اور پھر  
اس نے کون کاٹک اس کمپیوٹر سے کر دیا جس میں جیوش چینل کے  
لئے کام کرنے والے ہر آدمی کی آواز فیڈ تھی اور کمپیوٹر نے بتا دیا کہ  
دوسری طرف بولنے والا ڈاکٹر ولسن نہیں ہے۔ گو دوسری طرف سے

ہسپتال کے چیف ہیں اور لیبارٹری بھی بیوس ہسپتال کے تحت ہے اس لئے اب ان کا پہلا نارگٹ آپ کا عمل ہو گا۔..... کلیر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو یہ ہمارے حق میں اچھا ہو گا کیونکہ اس طرح ہمیں ان کے ہلاک کرنے کا کریڈٹ مل جائے گا“..... لارڈ بو فمیں نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے میں اپنا ایکشن گروپ آپ کے محل کے گرد تعینات کر دیتا ہوں تاکہ جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں ان کا باہر شکار کر لیا جائے....." کلیر نے کہا۔

”نصیحت ہے۔ تم ایسا ہی کرو۔ اگر اس کے باوجود وہ محل تک پہنچ گئے تو پھر بھی ان کی موت یقینی ہے“..... لارڈ بو فمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... کلئیر نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کہہ کر سیور رکھ دیا گیا تو کلئیر نے بھی کریڈل پر ہاتھ رکھ کر فون آف کیا اور پھر ہاتھ اٹھانے پر جب دوبارہ ٹون سنائی دی تو اس نے ایمکشن گروپ کے انچارج جیکب کو کال کرنے کے لئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے جیکب کو سارے حالات بتا کر اسے لارڈ ہاؤس کے گرد پہرہ دینے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا مارگٹ دے کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ اب عمران

”ہیلو۔ لارڈیو فمین بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد لارڈیو فمین کی بھاری اور باقارآواز سنائی دی تو کلکیر نے انہیں اب تک ہونے والی ساری کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ تمہیں انہیں ہلاک کر دینا چاہئے تھا“..... لارڈ بو فینن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

لیکن پھر ہمیں ان کی لاشیں فوری طور پر صدر صاحب کے سامنے لے جانی پڑتیں اور اس طرح ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو کو ہم پر الزام لگانے کا موقع مل جاتا اور اگر ہم پرانی لاشیں سامنے لے آتے تب بھی انہیں یہ معلوم ہو جانا تھا کہ انہیں جیلے ہلاک کر دیا گیا ہے۔..... کلکسیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ ہمیں تو ان سے الجھنے کا حکم ہی نہیں مل گیا تھا“..... لارڈ بو فمیں نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں کو اطلاع دے دیتا ہوں  
 کے میرے آدمیوں نے انہیں اس لیبارٹری کے قریب جھیک کیا  
 ہے۔ اس کے بعد وہ جانیں اور ان کا کام۔ النبتہ میں نے آپ کو اس  
 لئے کال کی ہے کہ سٹراسیکشن کا ہیکر ہیڈ کو آرٹر کے بارے میں تو کچھ  
 نہیں جانتا اور نہ ہی لیبارٹری کے محل وقوع کا اسے علم ہے النبتہ  
 آپ کے لارڈ ہاؤس کے بارے میں جانتا ہے اور لامحالہ عمران نے اس  
 سے پوچھ گچھ کی ہوگی اور انہیں لازماً لارڈ ہاؤس اور آپ کے بارے  
 میں علم ہو گیا ہو گا۔ یہ بات بھی انہیں معلوم ہے کہ آپ جیوش

اور اس کے ساتھیوں کا ٹارگٹ لارڈ ہاؤس ہی ہو گا اور وہ لوگ وہاں آسانی سے مارے جائیں گے۔ اس طرح ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو بھی ان پر کوئی الزام نہ لگا سکیں گی اور کریڈٹ بھی انہیں مل جائے گا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ابھی تک کہیں سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ یہ بات کرنل ڈیوڈ کو انتہائی بے چین کئے ہوئے تھی۔ اسے وہ راسٹر پر غصہ آ رہا تھا جس کی حماقت کی وجہ سے عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو جاتا تھا کہ اسے بھی معلوم تھا کہ اصل اہمیت عمران کی ہے اور عمران کو اگر کرنل پائیک ہلاک کر دیتا تو ظاہر ہے اسے ہی اہمیت مل جاتی۔ اس لحاظ سے تو اس کے نقطہ نظر سے یہ اچھا ہی ہوا تھا کہ عمران ریڈ اتھارٹی کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ کئی بار اس کا دل چاہا کہ وہ صدر صاحب سے بات کرے اور انہیں بتا دے کہ اس طرح جیوش چینل نے یہ حرکت کی ہے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو جاتا کہ جیوش چینل نے لامحالہ ہر بات سے انکار کر دینا

اس کے خاص آدمیوں کو۔ اس نے انہیں بے ہوش اور بے حس و حرکت کر رکھا تھا تاکہ کچھ روز بعد انہیں ہلاک کر کے حکومت کے سامنے ان کی لاشیں پیش کی جاسکیں اور اعلیٰ حکام کو بتایا جاتا کہ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں ناکام رہی ہیں جبکہ جیوش چینل نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے لیکن وہ لوگ ہوش میں آگئے اور انہوں نے سچو نیشن ہی بدل ڈالی....." راسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے یہ اطلاع ملی ہے....." کرنل ڈیوڈ نے اس بار نارمل لہجے میں کہا۔

"میرا ایک آدمی لارڈ ہاؤس میں موجود ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے کہ کلیئر نے لارڈ صاحب کو فون پر ساری تفصیل بتائی ہے۔" راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو اب یہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی ہلاکت ہمارے ہی ہاتھوں ہوئی چاہئے....." کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہمارے آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ جلد ہی ان کا کلیو مل جائے گا۔ ویسے کلیئر نے لارڈ صاحب کو کہا ہے کہ اس کے آدمی کے ذریعے عمران کو لارڈ ہاؤس کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے اور یہ لوگ اب یقیناً لارڈ ہاؤس پر حملہ کریں گے تاکہ لارڈ صاحب کو کور کر کے ان سے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر سکیں اور کلیئر نے اپنے ایکشن گرپ کو لارڈ ہاؤس کے باہر تعینات کر دیا ہے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی وہاں پہنچیں وہ ان کا شکار کر سکیں

ہے اور اس کے پاس ٹھوس ثبوت موجود نہ تھے۔ صرف جیوش چینل کا بیج تو ٹھوس ثبوت نہ بن سکتا تھا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی اس لئے وہ پریشان ہو رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں....." اس نے بھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"راسٹر بول رہا ہوں پاس....." دوسری طرف سے راسٹر کی آواز سنائی دی۔

"تو پھر بولتے ہی رہو نائنس۔ کیا کیا ہے اب تک تم نے۔ تم اتھارٹی ٹکے اور بیکار آدمی ہو۔ بتاؤ۔ کیا کیا ہے تم نے۔ کہاں ہیں عمران اور اس کے ساتھی۔ بولو....." کرنل ڈیوڈ نے اتھارٹی عملے لہجے میں کہا۔

"وہ جیوش چینل کے ہاتھوں سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں پاس....." دوسری طرف سے راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی....." کرنل ڈیوڈ نے اتھارٹی حیرت مچرے لہجے میں کہا۔

"یہیں پاس۔ کلیئر نے انہیں شہر سے دور اپنے کسی خصوصی پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا جس کے بارے میں صرف اسے ہی علم تھا

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سر۔ آپ کی اجازت کی ضرورت ہے ورنہ یہ کام میرے لئے مشکل نہیں ہے۔"..... راسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میری طرف سے تمہیں ہر بات کی اجازت ہے۔ مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں چاہئیں ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔"..... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چپختے ہوئے کہا۔

"ایسے ہی ہو گا باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اول تو ہم انہیں پھلے ہی ٹریس کر کے ہلاک کر دیں گے اور اگر وہ ٹریس نہ ہو سکے تو پھر لامحالہ لارڈ ہاؤس کے باہر انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"..... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ مجھے فوری رپورٹ دینا۔"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے پھرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے کیونکہ اب ان لوگوں کا جی پی فائیو کے ہاتھوں ہلاک ہونے کا سکوپ پیدا ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ راسٹر اب بوری قوت سے حرکت میں آجائے گا اور راسٹر کی صلاحیتوں پر اسے مکمل یقین تھا کہ وہ جی پی فائیو کو کریڈٹ دلانے میں لازماً کامیاب ہو گا اس لئے وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

اور میرا خیال ہے کہ کلیر کا یہ اقدام درست ہے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی لازماً لارڈ ہاؤس پر حملہ کریں گے۔"..... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو جیوش چیٹل ہی انہیں ہلاک کر دے گی۔ نانسس۔ یہ کام جی پی فائیو کو کرنا چاہئے۔"..... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے آدمی کام کر رہے ہیں ہم ان کے لارڈ ہاؤس پہنچنے سے پہلے ہی انہیں ٹریس کر لیں گے۔"..... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے ٹریس کرو گے۔ بولو۔ کیسے کرو گے۔"..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس مجھے جیوش چیٹل کے ایکشن گروپ کے بارے میں ساری معلومات ہیں۔ اس گروپ کا انچارج جیکب ہے اور اس گروپ میں آٹھ افراد شامل ہیں اور جیکب سمیت یہ آٹھوں لارڈ ہاؤس کے باہر موجود ہیں۔"..... راسٹر نے کہا۔

"تو پھر۔"..... کرنل ڈیوڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔  
"ہم انہیں آف کر کے سائیڈ پر کر دیتے ہیں اور ان کی جگہ ہمارے آدمی لے لیں گے۔ پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں سے جی پی فائیو ہیڈ کو وارنٹ پیج جائیں گی۔"..... راسٹر نے کہا۔  
"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو۔"..... کرنل ڈیوڈ نے

پوچھا۔  
 "نہیں باس۔ اب جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق جیوش  
 چیتل کے کلیر نے انہیں شہر سے دور کسی پوائنٹ پر بے ہوش رکھا  
 ہوا تھا لیکن وہ ہوش میں آگئے اور انہوں نے کونٹینر بدل دی اور وہ  
 وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر مجھے اطلاع ملی تو میں نے  
 پورے شہر کی ناکہ بندی کرا دی۔ پھر اطلاع ملی کہ رائزننگ کالونی جو  
 شہر کے مضافات میں ہے اس کے قریب ایک بس میں تین  
 پاکیشیائی مردوں کو بھی اترتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اس پر مزید  
 چیکنگ کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان تینوں پاکیشیائیوں کو رائزننگ  
 کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور ان کے  
 ساتھ ایک سوئس خواتین اور ایک اکیڑی مرد اور ایک اکیڑی  
 عورت بھی اس کوٹھی میں گئے ہیں۔ میں نے فوراً حکم دے دیا کہ  
 اس کی وائیڈ سکرین چیکنگ کی جائے تو ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ  
 ان میں عمران بھی شامل ہے اور اس کے ساتھ وہی ایک اکیڑی مرد  
 اور اکیڑی عورت ہے جو ہماری تحویل سے غائب ہو گئے تھے البتہ  
 ہماری تحویل سے غائب ہونے والے تین اکیڑی غائب ہیں۔" آرتھر  
 نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
 "ان اکیڑیوں کو چھوڑو۔ عمران وہاں موجود ہے۔" کرنل  
 پانیک نے کہا۔

نبلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل پانیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور  
 اٹھایا۔  
 "میں۔ کرنل پانیک بول رہا ہوں۔" کرنل پانیک نے اپنے  
 مخصوص نرم لہجے میں کہا۔  
 "آرتھر بول رہا ہوں باس۔" دوسری طرف سے اس کے نمبر نو  
 آرتھر کی آواز سنائی دی۔  
 "میں۔ کیا رپورٹ ہے۔" کرنل پانیک نے پوچھا۔  
 "میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے باس۔"  
 دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "اچھا۔ کہاں ہیں وہ۔ زندہ ہیں یا مردہ۔" کرنل پانیک نے کہا۔  
 "وہ زندہ ہیں اور اس وقت رائزننگ کالونی کی ایک کوٹھی میں  
 موجود ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

بعد آر تھر تیزیز قدم اٹھاتا اس کی طرف آمادہائی دیا۔

"کیا رہا؟"..... کرنل پائیک نے بے چین سے لہجے میں کہا۔  
"باس۔" کوٹھی تو خالی پڑی ہے۔ وہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔"..... آر تھر کے لہجے میں اتہائی حیرت تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ سب اندر موجود ہیں۔ پھر؟"..... کرنل پائیک نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
"یس باس۔ ان میں سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ اس کے باوجود وہ وہاں موجود نہیں ہیں۔"..... آر تھر نے جواب دیا۔  
"کیا تم نے وائیڈ سکرین آف کر دی تھی؟"..... کرنل پائیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ اسے زیادہ دیر تک آن نہیں رکھا جاسکتا۔"..... آر تھر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں نگرانی کا علم ہو گیا اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں چیک کرتا ہوں۔ شاید کوئی کلیو مل جائے۔"..... کرنل پائیک نے کہا اور آر تھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کرنل پائیک آر تھر کی رہنمائی میں کچھ فاصلے پر موجود ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو گیٹ کھلا ہوا تھا اور ریڈ اتھارٹی کا ایک آدمی باہر موجود تھا۔ اس نے کرنل پائیک کو سلام کیا۔ کرنل پائیک نے سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ کرنل پائیک

"یس سر۔"..... آر تھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لو۔ میں خود آ رہا ہوں اس دوران اگر کوئی باہر نکلے تو اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔"..... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم خود بھی وہاں پہنچ جاؤ۔ جلدی۔"..... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے آفس کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ توڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے مضافات میں موجود راترنگ کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ راترنگ کالونی میں داخل ہوا تو اس نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے آر تھر تیزیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔

"کیا ہوا۔ کیا وہ لوگ اندر موجود ہیں؟"..... کرنل پائیک نے کہا۔  
"یس سر۔ کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔"..... آر تھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کراؤ اور پھر کوٹھی میں داخل ہو جاؤ۔"..... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس۔"..... آر تھر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور کرنل پائیک وہیں پارکنگ کے قریب ہی رک گیا تھا۔ آدھے گھنٹے

جیل کرنے کا موقع نہیں مل رہا اور یہ جی ہو سکتا ہے کہ جو ایرری  
کرتل ہیں وہ میک اپ کا سامان وغیرہ لینے گئے ہوں..... کرتل  
پائیک نے کہا۔

”یس سر..... آر تھر نے کہا۔

”اس کو بھی کے سامنے بھی دو آدمی نگرانی پر لگا دو۔ ہو سکتا ہے کہ  
جہاں بھی کوئی بعد میں پہنچے۔ اگر ایسا ہو تو انہیں فوری گرفتار کر لیا  
جائے۔ ان سے ہمیں ان کے ساتھیوں کے بارے میں علم ہو جائے  
..... کرتل پائیک نے کہا اور پھر وہ برآمدے سے اتر کر بیرونی  
پائیک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب وہ ہماری نظروں سے نہ بچ  
سکیں گے..... آر تھر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا..... کرتل پائیک نے کہا  
تیز تیز قدم اٹھاتا اس پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی  
موجود تھی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار دوبارہ اپنے آفس کی طرف  
واپس چلی جا رہی تھی۔ اسے واقعی اس بات پر افسوس ہو رہا تھا کہ یہ  
لوگ دوبارہ ہاتھ آنے کے باوجود ان کے ہاتھوں سے پھسل گئے تھے  
لیکن ظاہر ہے جب تک یہ ہلاک نہ ہو جاتے اس وقت تک کچھ بھی نہ  
ہو سکتا تھا کیونکہ بہر حال یہ عام لمبجٹ نہیں تھے بلکہ دنیا کے انتہائی  
حریف اور تیز طرار لوگ تھے۔

نے کوئی خفیہ راستہ یا کوئی تہہ خانہ تلاش کر کے کی بے حد کوشش  
کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔

”آخر یہ لوگ کیسے اور کہاں گئے ہوں گے..... کرتل پائیک  
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اسی بات پر تو میں خود بھی حیران ہوں باس۔ میری سمجھ میں  
نہیں آرہا کہ یہ سب کیسے ہوا..... آر تھر نے کہا۔

”گٹولائن چیک کی ہے..... اپنا کرتل پائیک نے چونک  
کر کہا تو آر تھر بے اختیار اچھل پڑا۔

”گٹولائن۔ اوہ۔ اوہ۔ میں چیک کرتا ہوں..... آر تھر نے کہا  
اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔  
کرتل پائیک اسی کمرے میں موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی  
پیشانی پر ہشٹنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آر تھر اندر داخل  
ہوا۔

”آپ کی بات درست ہے باس۔ یہ لوگ گٹولائن سے باہر گئے  
ہیں اور یہ لائن یہاں سے دو کونہیوں دور ایک عقبی گلی میں جا کھلتی  
ہے۔ وہاں سے وہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ گٹولائن  
میں ان کے جانے اور پھر باہر نکلنے کے واضح آثار موجود ہیں۔“ آر تھر  
نے کہا تو کرتل پائیک ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”اس کالونی میں انہیں تلاش کرو۔ لازماً وہ قریب ہی کہیں چھپے  
ہوں گے کیونکہ وہ اتنی جلدی میں ہیں اور انہیں شاید میک اپ

ہیں..... خاور نے کہا۔

”لازمًا انتظامات ہوں گے کیونکہ جو کچھ عمران نے بتایا ہے اس کے مطابق کلیئر کو اطلاع مل چکی ہے اور کلیئر بہر حال جانتا ہو گا کہ اس کا آدمی لارڈ ہاؤس کے بارے میں جانتا ہو گا۔ کہاں روڈ شہر کی ہری طرف ہے اور یہ کام جیوش چمنل کا ہے اور ہمارے طے بھی معلوم ہیں اس لئے یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں رستے میں ہی گرفتار کر دیا جائے۔ وہ صرف لارڈ ہاؤس کی حفاظت کے انتظامات کر رہا ہے تو نہ بیٹھ گئے ہوں گے.....“ تنویر نے جواب دیا۔

”مگھ شو۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم اس بات پر اصرار کرو گے کہ ہم اسلحہ اٹھائے سیدھے لارڈ ہاؤس پر چڑھ دوڑیں.....“ خاور نے راتے ہوئے کہا۔

”اب میں ایسا بھی احمق نہیں ہوں جتنا تم لوگ مجھے سمجھتے ہو۔“ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ تم بہر حال تھوڑے بہت احمق ہو.....“ خاور نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”یہ بھی جہار اخیال ہے.....“ تنویر نے کہا اور پھر انہیں دور سے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

”میک اپ کا سامان تو یہاں کسی بڑی مارکیٹ سے ہی مل سکے.....“ خاور نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ کار ہم شہر کے آغاز میں ہی چھوڑ دیں گے۔“ تنویر

کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کی طرف بڑھی چلی رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر خاور بیٹھا ہوا تھا۔

”اب جہار اکیا پروگرام ہے تنویر۔ کیا ہم سیدھے اس لارڈ ہاؤس جائیں گے.....“ خاور نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا: ”ہوٹل میں خاموش بیٹھا بس مسلسل کار ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔

”نہیں۔ یہ کار شہر کے قریب چھوڑنا ہوگی۔ ہمیں میک اپ باس تبدیل کرنے ہوں گے اس کے بعد ہی کوئی کار روانی ہوگی.....“ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ لارڈ ہاؤس تک اطلاع پہنچ چکی ہو اور وہاں ہمارا استقبال کرنے کے وسیع عیسمانے پر انتظامات کئے رہے ہوں۔ اگر ہمیں درہم گئی تو پھر یہ انتظامات زیادہ سخت بھی

میک اپ میں تھے اور ان کے خیال کے مطابق انہیں سلاش کرنے والے انگریزوں کو ہی زیادہ چٹیک کر سکتے تھے۔

”اب ہم نے ایک رہائش گاہ اور ایک کار حاصل کرنی ہے اور کرنسی بھی ختم ہو چکی ہے اس لئے ہمیں کسی گیم کلب کا رخ کرنا ہو گا“..... تنویر نے کہا۔

”ہاں سے قریب ہی ایک گیم کلب ہے۔ میں نے اس کا بورڈ دیکھا تھا۔ آؤ.....“ خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے گیم کلب میں داخل ہوئے جہاں مشینوں کے ذریعے بھاری جوا کھیلا جاتا تھا۔ خاور چونکہ اس مشینری کا ماہر تھا اس لئے اس نے تنویر کو ہال میں بیٹھنے کا کہا اور خود وہ مشینوں کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر نے ہال میں بیٹھ کر ہاٹ کافی منگوا لی اور پھر اس نے ابھی کافی کی پیالی ختم ہی کی تھی کہ خاور واپس آگیا۔

”ارے اتنی جلدی۔ کیا ہوا؟“..... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔  
”زیادہ جیت مشکوک کر دیتی ہے اس لئے فی الحال استراہی کافی ہے“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تنویر کے پوچھنے پر جب اس نے جیت جانے والی کرنسی کی مقدار بتائی تو تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”کافی ہے“..... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو دو کپ کافی اور لائے کا کہہ دیا۔

نے کہا۔

”بجائے کوئی اور کار اڑانے کے کیوں نہ ہم بس کے ذریعے مارکیٹ چلے جائیں سہاں ٹریفک پولیس کا نظام بہت سخت ہے۔ کھ کی چوری کی فوری اطلاع ہو جائے گی اور ہم آسانی سے پکڑے جائیں گے“..... خاور نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ دیرری گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے“..... تنویر نے کہا اور پھر واقعی شہر کے آغاز میں ہی انہوں نے کار چھوڑ دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بس میں بیٹھے مین مارکیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ چونکہ اسرائیل میں بسوں کا نظام انتہائی فعال اور جدید تھا اس لئے اکثر لوگ بسوں میں ہی سفر کرتے تھے اور سیاح تو ویسے بسوں میں زیادہ سفر کرنے کے عادی تھے کیونکہ اس طرح انہیں کسی روٹق دیکھنے اور قابل دید عمارات کو دیکھنے کا زیادہ موقع ملتا تھا مین مارکیٹ کے قریب وہ بس سے اترے اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے نہ صرف میک اپ باکس خرید لیا بلکہ اپنے ناپ کے لباس بھی خرید لئے۔ تنویر کی جیب میں کرنسی موجود تھی جیسے تھا گیا تھا اس لئے انہیں اس سلسلے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی تھی ایک ہوٹل کے ہاتھ روم میں انہوں نے سادہ پانی سے چہلے والا میک اپ واش کر کے ماسک میک کر لیا اور پھر لباس بھی تبدیل کر کے جب وہ ہوٹل سے باہر آئے تو وہ یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔ اس نے انہوں نے یورپی میک اپ کئے ہوئے تھے کیونکہ چہلے وہ انگریز



تھایا اور انکواری کے ممبر پریس کر دیے۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا  
 بٹن بھی پریس کر دیا۔

"انکواری پلیز"..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی  
 دی۔

"وزارت دفاع سیکرٹریٹ میں سپلائی سیکشن کا فون نمبر دے  
 دیں"..... خاور نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے

بعد ایک نمبر بتا دیا گیا اور خاور نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔  
 "کیا وہ لوگ بتا دیں گے"..... تصویر نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔  
 "نہیں۔ اس قدر خفیہ راز وہ کیسے فون پر ادھن کر سکتے ہیں"۔

خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ  
 اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو

انکواری آپریٹر نے بتائے تھے۔  
 "سپرٹنڈنٹ سپلائی سیکشن بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے

ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
 "آپ مسٹر ریمنڈ بول رہے ہیں کیا"..... خاور نے یورپی لہجے

میں کہا۔  
 "مسٹر ریمنڈ۔ نہیں میں تو آسکر بول رہا ہوں سپرٹنڈنٹ۔ آپ

کون ہیں۔ یہاں اس سیکشن میں تو کیا پوری وزارت میں کوئی مسٹر  
 ریمنڈ نہیں ہے"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا

کون ہے۔ کافی دیر تک وہ سوچا رہا لیکن ابھی وہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچا تھا  
 کہ خاور اندر داخل ہوا۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔ فون ڈائریکٹری کہاں سے ملی"..... خاور نے  
 حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تصویر نے اسے ساری بات بتا دی۔

"تم نے مجھ سے پوچھ لینا تھا اس کا فون نمبر"..... خاور نے ہنستے  
 ہوئے کہا تو تصویر بے اختیار چو تک پڑا۔

"تمہیں معلوم ہے۔ وہ کیسے"..... تصویر نے حیرت بھرے لہجے  
 میں کہا۔

"عمران کلیر سے فون پر بات کرتا رہا ہے۔ اس نے بتایا تو حملہ  
 تم نے شاید خیال نہیں کیا"..... خاور نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن وہ تو ظاہر ہے اس کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر ہو گا اور اسے  
 یقیناً خفیہ رکھا گیا ہو گا۔ میں تو اس کی رہائش گاہ کا پتہ لگانا چاہتا

ہوں"..... تصویر نے کہا۔  
 "رہائش گاہ کا۔ وہ کیوں"..... خاور نے چونک کر پوچھا۔

"میں اسے یا اس کے گھر والوں کو گھیرنا چاہتا ہوں۔ وہاں سے  
 ہمیں ٹارگٹ کے بارے میں معلومات مل جائیں گی"..... تصویر نے

کہا۔  
 "ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ الدبہ ایک اور خیال میرے

ذہن میں آیا ہے۔ شاید اس طرح ٹارگٹ کا اہدہ پتہ معلوم ہو  
 جائے"..... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسپونڈ

گیا۔

مسکرا دیا۔

”آپ آفس سے کس وقت واپس آتے ہیں کیونکہ یہ کام آفس میں نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کی رہائش گاہ پر آپ سے مل لیتے ہیں۔“ خاور نے کہا۔

”میں باقی وقت کی چھٹی لے لیتا ہوں تاکہ آپ کو میری وجہ سے نہ رکنا پڑے۔ میں سارے پلازہ کے فلیٹ نمبر ایک سو ایک میں رہتا ہوں۔ میری فیملی تو گاؤں میں رہتی ہے۔ میں یہاں اکیلا رہتا ہوں۔ آپ وہاں آجائیں میں بھی باقی وقت کی چھٹی لے کر وہاں پہنچ جاتا ہوں۔“ آسکر نے بے چہرے سے لہجے میں کہا۔

”یہ سارے پلازہ کہاں ہے۔ ذرا تفصیل سے بتا دیں۔“ خاور نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل سے بتا دیا گیا۔

”اوکے آپ پہنچ جائیں ہم بھی آ رہے ہیں تاکہ رقم آپ کو وے کر ہم فوری واپس جاسکیں۔“ خاور نے کہا۔

”نھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور خاور نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”کیا اسے معلوم ہوگا۔“ تنویر نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ اسے معلوم ہوگا۔ یہ سپرنٹنڈنٹ ٹائپ کے لوگ ہر معاملات سے بہر حال باخبر رہتے ہیں۔“ خاور نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار سارے پلازہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً اُدھے گھنٹے بعد وہ

”میرا نام جوزف ہے اور میں گریٹ لینڈ سے آیا ہوں۔ میرا تعلق گریٹ لینڈ کی مشہور گرانڈ لائری سے ہے۔ مسٹر ریمینڈ کے نام دس لاکھ ڈالر کا انعام نکلا ہے اور جو ٹکٹ خرید گیا تھا اس پر نام ریمینڈ اور پیشہ سپرنٹنڈنٹ سلائی سیکشن وزارت دفاع درج ہے۔ میں انہیں دس لاکھ ڈالر دے کر فوری واپس جانا چاہتا تھا لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ اس نام کا کوئی آدمی پورے سیکرٹسٹ میں نہیں ہے۔ اب کیا کیا جائے۔“ خاور نے لہجے میں پریشانی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”میرا مطلب تھا کہ ہمارے سیکشن میں اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ سیکرٹسٹ تو بہت بڑا ہے ہو سکتا ہے کہ سیکرٹسٹ میں اس نام کا کوئی آدمی موجود ہو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میری مجبوری یہ ہے کہ میں نے فوری واپس جانا ہے۔ کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ آپ مسٹر ریمینڈ کی طرف سے مجھے رسید دے دیں اور دس لاکھ ڈالر لے لیں۔ پھر آپ خود ہی انہیں تلاش کر کے رقم ان تک پہنچا دیں۔“ خاور نے کہا۔

”لیکن اگر وہ نہ ملتا تب۔“ آسکر نے کہا۔

”پھر اس کی قسمت۔ ہم نے تو بہر حال ادائیگی کر دی ہوگی۔“ خاور نے جواب دیا۔

”نھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو میں یہ خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔“ آسکر نے جواب دیا اور تنویر بے اختیار

تویر کا ہاتھ گھوما اور ادھیر عمر آدمی جھٹکا ہوا اچھل کر فرش پر جا کر اڑا۔  
نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن خاور نے اس کی کھنٹی پر  
بوٹ جما دیا اور وہ ایک بار پھر جھٹکا ہوا نیچے گرا اور ایک جھٹکے سے  
ساکت ہو گیا۔

"میں رسی تلاش کرتا ہوں۔ تم اسے کرسی پر بٹھاؤ۔" خاور  
نے کہا تو تویر نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے آسکر کو اٹھا کر  
ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ توڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ  
میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس نے تویر کی مدد سے آسکر کو  
وہی سے اچھی طرح کرسی سے باندھ دیا۔ پھر تویر نے اس کا ناک اور  
ہنہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ ہند لمحوں بعد جب اس کے جسم  
میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو تویر نے ہاتھ ہٹا دیئے۔

"کسی بھی وقت کوئی آسکر ہے اس لئے ہم نے جو کچھ پوچھنا ہے  
تو پوچھنا ہے۔" تویر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو یہ ابھی سب کچھ بتا دے گا۔" خاور نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے پوچھ گچھ کرو گے یا مجھے کرنے دو۔" تویر نے  
کہا۔

"نہیں۔ تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ ورنہ یہ جہارے ہاتھوں ہلاک  
ہو جائے گا اور پھر دوسرا آدمی تلاش کرنا پڑے گا۔" خاور نے کہا تو  
تویر مسکراتا ہوا سامنے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ خاور اس کی سائیڈ پر

ایک چار منزلہ رہائشی پلازہ پر پہنچ گئے جس پر سارے پلازہ کا جہازی  
سائیکل بورڈ موجود تھا۔ انہوں نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر  
کر وہ پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ پلازہ میں عورتیں اور  
مرد آ جا رہے تھے اور ان کے لباس اور رکھ رکھاؤ سے صاف دکھائی  
دے رہا تھا کہ پلازہ میں اونچے درجے کے لوگوں کی رہائش ہے۔  
شاید اس سپر ٹینڈنٹ کو سرکاری طور پر یہ رہائش گاہ ملی ہوئی تھی۔  
بہر حال کمرہ نمبر ایک سو ایک کے سامنے پہنچ کر وہ رک گئے۔ باہر  
آسکر کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔

"یہ فلیٹ تو ساؤنڈ پروف ہیں۔" تویر نے پلازہ کی ساخت  
دیکھتے ہوئے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلادیا اور اس کے ساتھ  
ہی اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا  
اور ایک ادھیر عمر آدمی باہر آ گیا۔

"میرا نام جوزف ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں مائیکل۔" خاور  
نے کہا۔

"اوہ آئیے۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا۔ میرا نام آسکر ہے۔ آئیے  
تشریف لائیے۔" اس ادھیر عمر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور  
ایک طرف ہٹ گیا تو تویر اور خاور اندر داخل ہوئے۔ آسکر نے  
دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم کے  
انداز میں بٹھے ہوئے ایک کمرے میں لے آیا۔

"آپ کیا مینا پسند کریں گے۔" آسکر نے پوچھا لیکن اسی لمحے

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو"..... اسکر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایرو میزائل لیبارٹری کا محل وقوع بتاؤ۔ ایک"..... خاور نے سرو لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔" رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ..... آسکر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بولتے جاؤ لیکن یہ سن لو کہ ہمیں یہ سب کچھ پہلے سے معلوم ہے۔ ہم نے صرف تمہیں چیک کرنے کے لئے یہ پوچھا ہے۔ اصل بات بعد میں پوچھیں گے اس لئے اگر تم نے غلط بیانی کی تو پھر دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ بولو ورنہ میں پھر گنتی شروع کر رہا ہوں۔"

خاور نے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ یہ لیبارٹری گوام پہاڑی کے نیچے بنائی گئی ہے۔ اوپر ایئر فورس کا آپریشنل سپاٹ ہے اور نیچے لیبارٹری ہے"..... آسکر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اس کا راستہ کہاں سے جاتا ہے اور اس کے حفاظتی اقدامات کیا ہیں"..... خاور نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ تم یقین کرو مجھے نہیں معلوم۔ یہ بات بھی مجھے اس لئے معلوم ہے کہ جب اس لیبارٹری کے لئے سروے کیا گیا تو اس سروے کی فائل مجھ تک غلطی سے پہنچ گئی تھی اس میں فائل سپاٹ بھی درج تھا"..... آسکر نے جواب دیا۔

کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد آسکر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو"..... آسکر نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو آسکر۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم نے صرف تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں اگر بتا دو گے تو زندہ بچ جاؤ گے ورنہ جہاز لاش جہاں پڑی سڑتی رہے گی"..... خاور نے انتہائی سرو لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائیلنسر نکال کر اس کی نال آسکر کی کنپٹی سے لگا دی۔ یہ اسٹیمپٹرز نے کو بھی حاصل کرنے کے بعد مارکیٹ سے خرید لیا تھا۔

"تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مم۔ میں جو بھی جانتا ہوں وہ بتا دوں گا۔ مجھے مت مارو"..... آسکر نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ محض ایک دفتری آدمی تھا اس لئے اس کا چہرہ اور پھٹی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ انتہائی خوفزدہ ہو چکا ہے۔

"میں صرف پانچ تک گنوں گا اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا اور تمہاری کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی"..... خاور نے اور زیادہ سرو لہجے میں کہا تو آسکر کا جسم بے اختیار کانپنا شروع ہو گیا۔

کہہ ڈالا۔

”وہ تو اکیڑہیڑہی میں رہتا تھا اور اسے جیوش چینل کے لئے یہاں مخصوصی طور پر اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ وہ اس لیبارٹری کی حفاظت کرے اس لئے تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ پہلے تمہارے تعلقات تھے پھر نہیں رہے۔“ خاور نے کہا۔ تنویر کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”وہ جیوش چینل میں شامل تھا اس وقت جیوش چینل رڈیو انس کے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ اس وقت کلیر کو اس لئے شامل نہیں کیا گیا تھا لیکن پھر پراجیکٹ پر کام ختم ہو گیا۔ اس کے بعد لیبارٹری کا منصوبہ بنا اور پھر یہ لیبارٹری جیوش چینل کی تحویل میں دے دی گئی۔ اس کے بعد کلیر نے ملنا چھوڑ دیا۔“ آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا حلیہ بتاؤ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ تم بچ بول رہے۔“ خاور نے کہا تو آسکر نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

”اس کی رہائش گاہ کہاں ہے۔“ خاور نے پوچھا۔

”گلیکسی کالونی میں رہتا ہے وہ۔“ گلیکسی کالونی میں کوٹھی نمبر ۱۱۱ سو ملہ لیکن وہ وہاں کسی سے نہیں ملتا۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”جہیں اس کا فون نمبر تو معلوم ہو گا۔“ خاور نے پوچھا تو

مکرنے فون نمبر بتا دیا۔

”اچھا۔ اب اصل بات بتا دو کہ جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے جہاں کلیر بیٹھتا ہے۔“ خاور نے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ جیوش چینل کا سارا سیٹ اپ پریزیڈنٹ ہاؤس سے متعلق ہے۔ وزارت دفاع کے ساتھ نہیں ہے۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”کیا اس لیبارٹری کو سپلائی تمہارا سیکشن نہیں کرتا۔“ خاور نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس کی سپلائی ہمارے سیکشن کے پاس نہیں ہے۔ شروع سے ہی اسے علیحدہ رکھا گیا ہے۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”کیا تم کبھی خود اس لیبارٹری یا اس ایئر فورس کے اڈے تک گئے ہو۔“ خاور نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں وہاں کبھی نہیں گیا۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”کلیر کو تو تم ذاتی طور پر جلتے ہو گے۔“ خاور نے پوچھا۔

”صرف ایک بار اسے دیکھا تھا۔ وہ سیکرٹری صاحب سے ملنے آیا تھا اور بس۔“ آسکر نے جواب دیا۔

”میں گنتی دوبارہ شروع کر رہا ہوں کیونکہ تم نے غلط بیانی شروع کر دی ہے۔“ مجھے معلوم ہے کہ تم کلیر سے ذاتی طور پر واقف ہو اور اس سے تمہارے گھریلو تعلقات ہیں۔“ خاور نے کہا۔

”وہ۔ وہ پہلے تھے مگر جب یہ لیبارٹری بنی ہے پھر تعلقات نہیں رہے کیونکہ وہ کسی سے ملنا پسند ہی نہیں کرتا۔“ آسکر نے آخر کار

"مہاراجا کیا خیال ہے کہ آسکر کے لیبارٹری کے بارے میں درست بتایا ہوگا؟....." تنویر نے کہا۔

"کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ بہر حال اسے کنفرم کرنا ہوگا؟....." خاور نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ کنفرمیشن کلیر سے کی جاسکتی ہے۔" تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹاپ لیجنٹ ہے اس طرح کا دفتری آدمی تو نہیں ہے۔" خاور نے کہا۔

"ٹاپ لیجنٹ ہے تو کیا ہوا۔ ویسے بھی ہمیں اس لیبارٹری کی لازمی ترین معلومات اس سے مل سکتی ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ ٹاپ کوارٹر میں نہ رہتا ہو؟....." تنویر نے کہا۔

"فون کر کے معلوم کر لیتے ہیں؟....." خاور نے کہا۔

"نہیں۔ فون کرنے سے اگر وہ موجود ہوا تو الٹ ہو جائے گا۔ ہمیں اچانک وہاں پہنچنا چاہئے اگر وہ نہ بھی ہوا تب بھی ہو سکتا ہے اس کی رہائش گاہ سے کوئی خاص کلبوں جانے؟....." تنویر نے کہا۔

خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا وہ جہاز ارشدہ دار ہے؟....." اس بار تنویر نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے والد نے ہی مجھے وزارت دفاع میں نوکری دلائی تھی۔ میں اس کا رشتہ دار ہوں۔ اس کا والد وزارت دفاع میں اعلیٰ عہدے پر کام کرتا رہا ہے۔ وہ میری والدہ کا چچا زاد بھائی تھا۔" آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم آخری بار اس سے کب ملے ہو؟....." خاور نے پوچھا۔

"دو سال پہلے ملاقات ہوئی تھی اور وہ بھی آفس میں۔ جب وہ سیکرٹری صاحب سے ملنے آیا تھا تو اس نے بڑے سرد مہرہ انداز میں مجھے صرف ہیلو کہا تھا اور بس؟....." آسکر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ جہاز اس تعاون کا شکریہ لیکن اب ہمیں زندہ چھوڑنا چونکہ ہمارے لئے نقصان دہ ہوگا اس لئے تم چھٹی کرو۔" خاور نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آسکر کچھ کہتا خاور نے ٹریگر دبا دیا جس سے سنک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی جس سے اس کا رسیوں سے بندھا ہوا جسم چند لمحوں تک جھپٹتا رہا اور پھر ساکھ ہو گیا۔

"اس کی رسیاں کھول دیتے ہیں تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کی گئی ہے؟....." تنویر نے انصاف سے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے رسیاں کھولیں اور رسی کا بنڈل اٹھا کر اسے سنور میں لے جا کر ایک خالی بیچ کے پیچھے چھپا دیا۔

پوچھا۔

”ہماری سکریننگ کی جارہی ہے۔ میں جیت پر بیٹھا ہوا نگرانی کر رہا تھا کہ میں نے ایک کار کو کوٹھی سے کچھ فاصلے پر رکھتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کار سے دو آدمی باہر نکلے۔ انہوں نے ہماری کوٹھی کو کافی دیر تک چیک کیا اور پھر ان میں سے ایک نے کار میں سے وائیڈ سکریننگ مشین نکالی اور اس نے کوٹھی کو چیک کرنا شروع کر دیا۔“..... چوہان نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہاں ہماری موجودگی کی اطلاع مل چکی ہے۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

”انہیں اندر لے آتے ہیں۔“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا۔ یہ لوگ اب انتہائی تیز و رفتاری سے کام کریں گے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر ہم عقبی طرف سے نکل جاتے ہیں۔“..... جویانے کہا۔

”ان دونوں آدمیوں میں سے ایک آدمی عقبی طرف پہنچ چکا ہے۔“..... چوہان نے کہا۔

”آؤ گٹر لائن استعمال کرتے ہیں۔“..... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”لیکن اس طرح ہم آخر کہاں جائیں گے۔ کیا ہم یہاں اس طرح

عمران اپنے ساتھیوں سمیت رائزننگ کالونی کی ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ تصویر اور خاور کے کارلے جانے کے بعد انہوں نے وہاں کافی دیر تک کلیئر کے آدمیوں کے آنے کا انتظار کیا لیکن جب کوئی نہ آیا تو عمران واپس اس مکان میں آگیا اور پھر اس نے کسی کو فون کر کے اس کوٹھی کا خصوصی طور پر بندوبست کرایا اور اس کے بعد وہاں سے پیدل چلتے ہوئے سڑک پر پہنچے جہاں سے انہیں شہر کی طرف جاتی ہوئی ایک بس مل گئی۔ بس سے وہ رائزننگ کالونی کے سٹاپ پر اترے اور پھر اس کوٹھی میں پہنچ گئے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا تھا اور وہ وہاں بیٹھے آئندہ کا پروگرام بنا رہے تھے جبکہ صدیقی اور چوہان دونوں کو عمران نے باہر نگرانی کے لئے کہا تھا۔ ابھی وہ باتوں میں مصروف تھے کہ چوہان تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔

"ظاہر ہے پروگرام تو بنائیں گے لیکن کیا یہاں نکاح پڑھانے والے مل جائیں گے؟"..... عمران نے کہا تو صفدر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نکاح پڑھانے والے۔ کیا مطلب؟"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر میں اور جو یا کب تک انتظار کریں گے کہ تم خطبہ نکاح یاد کر سکو اور اب جبکہ تصویر بھی موجود نہیں ہے تو اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ کیوں جو یا؟"..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ ایسی تجویزیشن میں تمہیں یہ ٹھیک مذاق سوجھ رہا ہے؟"..... جو یا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ تصویر کے سکرین سے ہٹتے ہی تم نے تصویر کا رول ادا کرنا شروع کر دیا ہے؟"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے ان میں سے کسی ایک شخص کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہئے۔ اس طرح ہم انہیں کاٹھا لٹھا سکتے ہیں؟"..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کمپین شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نہیں۔ ہیڈ کوارٹر پر حملے سے وہ کیسے لڑ سکتے ہیں۔ ہمیں اس کی بجائے کوئی ایسا مارگٹ سسٹم رکھنا چاہئے جس کی تباہی سے انہیں

ان سے بھاگنے اور چھپنے کے لئے آئے ہیں؟"..... صاحب نے کہا۔

"جب تک ہم میک اپ اور لباس تبدیل نہ کر لیں ہمارا سسٹم آنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو گا۔ آؤ۔"..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گٹر لائن کے ذریعے عقبی دو کوٹھیاں کراس کر کے ان کوٹھیوں کے پیچھے عقبی گلی میں پہنچ گئے۔ گٹر لائن کے ذہن انہوں نے دوبارہ ایڈجسٹ کر دیئے تھے اور پھر وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ایک کوٹھی پر انہیں برائے فروخت کا بورڈ نظر آگیا تو عمران نے اس کوٹھی میں جانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر چوہان نے عقبی طرف سے اندر کود کر سلسلے کا پھانک کھول دیا اور وہ سب ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی فرشتہ تھی لیکن ظاہر ہے وہ خالی پڑی ہوئی تھی۔

"صدیقی تم میک اپ میں ہو۔ تم جا کر مارکیٹ سے میک اپ باکس وغیرہ لے آؤ۔ اب ہم یہاں محفوظ ہیں؟"..... عمران نے صدیقی سے کہا۔

"ٹھیک ہے؟"..... صدیقی نے کہا اور پھر وہ پھانک سے باہر نکل گیا جبکہ اس کے عقب میں صفدر نے پھانک بند کر دیا اور وہ سب کمرے میں آکر بیٹھ گئے جبکہ یہاں بھی عمران نے چوہان کو حفظ ماتقدم کے طور پر نگرانی پر مامور کر دیا تھا۔

"ہمیں بہر حال کوئی پروگرام بنانا ہو گا عمران صاحب؟"..... صفدر نے کہا۔

بولنے کے لئے کہا۔

"نہیں۔ ایشی بجلی گھر کی جباہی سے خوفناک تابکاری پھیلے گی اور  
میں سے ہزاروں بے گناہ انسان مارے جائیں گے"..... عمران نے  
اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے"..... اچانک خاموش یہٹھی  
ہوئی صالحہ نے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ تو اب صفدر ذہن میں پہنچ چکا ہے"..... عمران نے  
بے ساختہ کہا تو سوائے جو یا کے باقی سب ساتھی حتیٰ کہ صالحہ بھی  
بے اختیار ہنس پڑی۔

"اگر آپ دل کی بات کرتے تو آپ کی بات پر سوچا جاسکتا تھا۔  
اپ کے ساتھ شاید یہی مسئلہ ہے کہ آپ جو یا کے بارے میں دل  
اسے نہیں بلکہ دماغ سے سوچتے ہیں"..... صالحہ نے ترکی بہ ترکی  
جواب دیا تو سب ساتھی ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اب کیا کروں۔ دل میں جگہ ہی خالی نہیں رہی"..... عمران  
نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ دماغ خالی ہے آپ کا"..... صالحہ نے جواب دیا  
تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ آج سہ چلا ہے کہ عمران صاحب کو بھی  
جواب دیا جاسکتا ہے"..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جس طرح مجھے کمپنشن شکیل کی ذہانت سے ڈر لگتا ہے اس طرح

شدید پریشانی لاحق ہو سکتی ہو اور عمران یہ ٹارگٹ باقاعدہ اسرائیل  
کے صدر کو فون کر کے بتا دے"..... صفدر نے کہا۔

"ایسا کوئی ٹارگٹ ہو سکتا ہے کہ ہم بریڈیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر  
دیں"..... جو یا نے کہا۔

"کمپنشن شکیل بھی عین موقع پر بول پڑتا ہے۔ اب دیکھو اس نے  
بات کر کے میرا سارا موڈ چوہٹ کر دیا ہے ورنہ میں کہیں نہ کہیں  
سے بہر حال کوئی فلسطینی نکاح خواں پکڑ ہی لاتا"..... عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی۔ سنو۔ اگر اب تم نے اس  
بارے میں کوئی لفظ منہ سے نکالا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔  
جو یا نے بری طرح چھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی لفظ نہیں۔ صرف قبول ہے۔ قبول ہے۔ قبول ہے۔  
پڑتا ہے۔ کمال ہے تمہیں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔  
عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب کے ذہن میں اس وقت  
کوئی پلان نہیں ہے کیونکہ ایسی باتیں یہ کرتے ہی اس وقت  
جب ان کا ذہن لٹھ جائے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اگر ہم تل ایسب کے مرکزی ایشی بجلی گھر کو تباہ  
کر دیں تو میرا خیال ہے کہ یہ اسرائیل کے لئے انتہائی نقصان  
ثابت ہو سکتا ہے"..... کمپنشن شکیل نے شاید ایک بار پھر موضوع

تو اس سے واقعی نہ صرف اصل مشن کو فائدہ پہنچے گا بلکہ اس سے دنیا بھر میں جیوش چینل کے تحت کام کرنے والی تنظیمیں مستقل طور پر نہ ہی بہر حال کسی نہ کسی حد تک دب جائیں گی..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مس صالحہ کی تجویز واقعی انتہائی کارآمد ہے۔ لیبارٹری جیوش چینل کی حفاظت میں ہے۔ اگر اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا گیا تو اس کے اثرات لازماً لیبارٹری کی حفاظت کرنے والوں پر بھی پڑیں گے اور وہ بھی افراتفری کا شکار ہو جائیں گے..... کیپٹن شکیل نے بھی صالحہ کی تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب اس میں تین باتیں محل نظر ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہاں ایکریٹیا کا ناپ ایجنٹ کلیر موجود ہے اور تیسری بات یہ کہ اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے باوجود لارڈ بو فمیں بہر حال بچ جائے گا اور جیوش چینل کا اصل کارنامہ لارڈ بو فمیں ہی ہے جس کی رہائش گاہ کا ہمیں علم ہے اس لیے کیوں نہ ہم لارڈ بو فمیں کے محل پر ریڈ کر کے اس کا خاتمہ کر دیں.....“ صفر نے کہا۔

”اس کا نمبر دوسرا ہو سکتا ہے۔ پہلا نہیں کیونکہ لارڈ بو فمیں ہیڈ کوارٹر کے بغیر بے کار ہے جبکہ لارڈ بو فمیں کے بغیر کلیر ہیڈ کوارٹر کی مدد سے انتہائی موثر ثابت ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ کلیر کو یہ علم ہو گا کہ بیکر جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے

صالحہ کی زبان سے بھی خوف آتا ہے۔ بہر حال صالحہ کے اس طرح صفر کی تعریف کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا ذہن بھرا ہوا ہے خالی نہیں ہے اور یہ اچھی اور مثبت علامت ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم وہ آئیڈیا بتاؤ۔ اس کی زبان تو سو سال تک نہ رکے گی۔“ جولیانے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے کہ اگر ہم جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کریں تو اس طرح ہم تنور اور خادور کی مدد بھی کر سکیں گے اور جیوش چینل کا جو رعب و دبدبہ بنایا گیا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا.....“ صالحہ نے کہا۔

”لیکن یہ کام تو تنور اور خادور کر رہے ہوں گے۔ ان کا نارگسہ بھی یہی ہو گا تاکہ وہ وہاں سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں.....“ صفر نے کہا۔

”نہیں۔ میں تنور کی عادت جانتا ہوں۔ وہ ایسے لمبے بکھڑوں سے پڑنے والا نہیں ہے۔ وہ ڈائریکٹ نارگس ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا۔ ویسے صالحہ کی تجویز واقعی انتہائی اچھی ہے۔ حکومت کا نظروں میں ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو دونوں ہم سے شکست کھا چکے ہیں اس لیے اس بار وہ مکمل انحصار جیوش چینل پر کر رہی ہے۔ مجھ جیوش چینل نے ریڈ واٹر جیسی تنظیمیں بنا کر پوری دنیا کو پریشان کر رکھا ہے۔ اگر ہم اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں

"ہولڈ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سردار ہاشم بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں۔" چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم در رحمۃ اللہ و رکاتہ سردار ہاشم۔ میں عبدالقادر ابن عبدالرحمن بول رہا ہوں۔ جہار اپرانا دوست"..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ اوہ۔ جہارے اس مکمل سلام سے میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔ کہاں سے بات کر رہے ہو"..... دوسری طرف سے جتد لکھے خاموش رہنے کے بعد سردار ہاشم نے چونک کر اہتائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فون کے رسیور میں لگے ہوئے مائیک سے"..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سردار ہاشم کافی درتیک ہنستا رہا۔

"اچھا ٹھیک ہے میرے لئے حکم"..... سردار ہاشم نے ہنسنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"حکم نہیں ایک درخواست ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا درخواست ہی جی۔ بتاؤ"..... سردار ہاشم نے کہا۔

"میرا ایک گہرا دوست تل ایسب کسی کاروباری سلسلے میں آ رہا ہے۔ اس کا نام قاسم ہے اور تم اس کی مدد کر سکتے ہو۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ جب وہ جہارے پاس آئے تو تم اس کی جس حد

میں تو کچھ نہیں جانتا اللہ وہ لارڈ ہاؤس کے بارے میں جانتا ہے اس لئے لامحالہ وہ اس نیچے پر پہنچے گا کہ ہم لارڈ ہاؤس پر حملہ کریں گے اس لئے اس نے وہاں ہر قسم کے انتظامات کر رکھے ہوں گے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن جیوش چیٹل کے ہیڈ کوارٹر کو کیسے ٹریس کیا جائے گا"..... صفدر نے کہا۔

"اس کا فون نمبر مجھے معلوم ہے لیکن یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ اسے خفیہ رکھنے کے لئے کلیر اور لارڈ ہاؤس میں نے لازماً اہتائی سخت ترین انتظامات کر رکھے ہوں گے"..... عمران نے کہا۔

"بات تو وہیں آگئی کہ جیوش چیٹل کا ہیڈ کوارٹر کیسے ٹریس ہو گا"..... صفدر نے کہا۔

"کوشش تو کی جا سکتی ہے"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے بڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ فون میرے

ٹون موجود تھی۔ عمران نے تیزی سے نمبر ریس کرنے شروع کر دیے اور پھر آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ریڈ لائن کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سردار ہاشم سے کہو کہ اس کا پرانا دوست عبدالقادر ابن عبدالرحمن ان سے بات کرنا چاہتا ہے"..... عمران نے مقامی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

تک ہو سکے مدد کرو"..... عمران نے کہا۔

"بالکل کروں گا۔ تم بے فکر رہو"..... دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ کو خطرہ تھا کہ فون کال سنی جا رہی ہو گی"..... صفر

نے کہا۔

"ہمیں بہر حال محتاط رہنا چاہئے۔ اب صدیقی آجائے تو ہم میک

اپ کر کے کلب پہنچ جائیں گے۔ سردار ہاشم ایک خفیہ فلسطینی

گروپ سے منسلک ہے اور اس کا کام اس گروپ کے لئے مخبری کرنا

ہے اس لئے وہ لامحالہ جیوش چیٹل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں

جانتا ہو گا۔ پھر اس کی مدد ہے ہم نئی رہائش گاہ، کاریں اور مطلوبہ

اسلحہ بھی آسانی سے حاصل کر سکیں گے"..... عمران نے کہا اور

سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

گھیکسی کالونی تل ایسب کی جدید کالونیوں میں سے ایک تھی اور  
 یہاں اہتمامی شاندار انداز کی کوٹھیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ اس کالونی  
 کے گرد اونچی چار دیواری بنائی گئی تھی اور کیٹس پر باقاعدہ مسلح  
 چوکیدار ہر وقت موجود رہتے تھے جو شناخت اور تسلی کے بغیر کسی کو  
 کالونی کے اندر نہ جانے دیتے تھے۔ تنویر اور خاور دونوں کار میں سوار  
 سار تھ پلازہ سے نکل کر گھیکسی کالونی کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے  
 اور پھر تقریباً پچیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ کالونی کے ایک  
 گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ گیٹ بند تھا اس لئے تنویر نے کار گیٹ کے  
 سامنے روک دی۔

"میں سر۔ آپ کو کس سے ملنا ہے"..... مسلح گارڈ نے کار میں

تھانک کر ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق جیوش چیٹل سے ہے اور ہمیں کلیئر نے ایک خفیہ

ہوئے کہا۔

میں کہا۔

میں کہا۔

بھی ابھی

اس کے

کو تھی پر

2.

”نیچے اتر کر کال بیل، بجاد اور جو باہر آئے اسے اٹھا کر اندر لے جاؤ اور خاتمہ کر دو۔ پھر پھانگ کھول دینا میں کار اندر لے آؤں گا۔“

وہ شش کرنا کہ کلیئر کو صورت حال کا پوری طرح علم ہونے سے پہلے ہم اس کے سر تک پہنچ جائیں.....“ تنویر نے کہا تو خادر سر ہلاتا اور نیچے اترا اور ستون کی طرف بڑھ گیا جس پر کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر وہ چھوٹے پھانگ کی ریتھ میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھانگ کھلا اور ایک نوجوان ہر آیا ہی تھا کہ خادر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور بجلی کی سی

ی سے اسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ

وٹان سنبھلتا اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا

آدی کنبی پر مخصوص انداز میں بھرپور ضرب کھا کر جیتا ہوا بیچے کرا  
ہی تھا کہ تنور کی لات حرکت میں آگئی۔ گو اس آدی نے اپنے آپ کو  
سنبلانے کی بے حد کوشش کی لیکن تنور تو واقعی مشین بنا ہوا تھا۔  
اس نے اس آدی کو سنبلانے کا موقع ہی نہ دیا اور پھر ایک بھرپور  
ضرب کھا کر وہ آدی فرش پر ہی ساکت ہو گیا تو تنور بیچے ہٹا اور چند  
لمحے کھڑا سانس ہموار کرتا رہا۔ البتہ اس کی نظرس اس آدی پر جمی  
ہوئی تھیں کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ آدی خاصا جاندار ہے  
اس لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ واقعی بے ہوش ہو چکا ہو۔ اسی لمحے  
خاور کمرے میں داخل ہوا اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اس  
آدی کو دیکھ کر چونک پڑا۔

۱۔ "کوئی تو خالی ہے"..... خاور نے کہا۔

"یہی کلیئر ہے۔ یہ بس اتفاقاً ہی مار کھا گیا ہے ورنہ خاصا جاندار  
آدی ہے"..... تنور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آسکر نے اس کا جو حلیہ بتایا تھا اس کے مطابق یہ کلیئر ہی  
ہے"..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب یہ خود ہی سب کچھ بتا دے گا۔ تم کوئی رسی وغیرہ ڈھونڈ  
لاؤ۔ میں اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالتا ہوں"..... تنور نے کہا اور خاور سر  
ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ تنور نے پہلے جھک کر کلیئر کے سینے پر ہاتھ  
رکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ کر ایک جھٹکے سے قریب  
موجود کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ

تھا۔ خاور نے تیزی سے اسے ایک طرف ڈالا اور پھر مڑ کر اس نے  
پھانک کھول دیا۔ دوسرے لمحے تنور کا راندر لے آیا۔ پورچ میں سیاہ  
رنگ کی کار موجود تھی۔ تنور نے اپنی کار اس سیاہ کار کے پیچھے لے جا  
کر روکی جبکہ خاور نے اس دوران پہلے بڑا اور پھر چھوٹا پھانک بند کیا  
اور پھر محتاط انداز میں دوڑتا ہوا پورچ تک پہنچ گیا۔ ابھی تک کوئی  
میں کوئی آدی نمودار نہ ہوا تھا۔ تنور کار سے اترا اور پھر وہ دونوں  
محتاط انداز میں پلٹے ہوئے برآمدے سے گزر کر ایک چھوٹی راہداری  
میں داخل ہو گئے۔ راہداری کے اختتام پر ایک کمرے میں روشنی بو  
رہی تھی اور اس کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ تنور نے اندر جھانکا تو کمرہ  
خالی تھا البتہ باہر روم کے دروازے کی نچلی درز سے روشنی باہر آ رہی  
تھی اور اندر سے پانی پینے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تم باقی کو بھی چیک کر دو میں اندر جاتا ہوں"..... تنور نے  
خاور سے سرگوشی میں کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ تنور  
محتاط قدموں سے اندر داخل ہوا۔

"کون آیا ہے جبکہ"..... باہر روم سے اونچی آواز سنائی دئی  
لیکن تنور نے کوئی جواب نہ دیا اور دروازے کی آف سائیڈ میں کھڑ  
ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پانی بہنا بند ہو گیا اور پھر دروازہ کھلا اور ایک  
لبے قد اور ورزشی جسم کا آدی تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے جسم پر تو لے  
کا بنا ہوا گاؤن تھا۔ وہ شاید غسل کرنے میں مصروف تھا۔ پھر صبح  
ہی وہ باہر آیا تنور کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور

نے کہا۔

”جہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں الحق نہیں ہوں۔“..... تنویر نے کہا تو خاور مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کلیر نے آنکھیں کھول دیں جبکہ تنویر اس دوران سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو؟“..... کلیر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن قاہرہ بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

”میرا نام تنویر ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔“..... تنویر نے بڑے سرد لہجے میں کہا تو کلیر کو بے اختیار ایک جھٹکا سا لگا۔

”تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کس نے بتایا ہے جہیں یہاں کا تپہ۔“..... کلیر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے سنا تھا کہ تم ایک ریپا کے ناپ لیجنٹ رہے ہو لیکن تم کچھ پوچھ رہے ہو اس سے زیادہ احمقانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایسی باتیں معلوم کرنا سیکرٹ لیجنٹوں کے لئے کون سی مشکل ہوتی ہیں؟“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کلیر نے بے اختیار ایک غویل سانس لیا۔

”ہو نہ ہو۔ تو تم کیا چاہتے ہو؟“..... کلیر نے کہا۔

”پہلے تو یہ سن لو کہ یہ رسی تم سے نہ کھل سکے گی اور نہ ٹوٹ سکے

میں رسی کا ایک ہنڈل موجود تھا۔

”اے اس انداز میں باندھنا ہوگا کہ یہ رسی نہ کھول سکے۔“ تنویر

نے کہا۔

”تو پھر لیجنٹوں والا انداز اختیار نہ کرو۔ یہ ان معاملات میں تربیت یافتہ ہوگا۔“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر؟“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”اے جنگلی قبائل کے انداز میں باندھنا ہوگا۔ پھر یہ رسی نہ کھول سکے گا۔ تم میری مدد کرو۔ مجھے یہ طریقہ آتا ہے۔“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کلیر رسی سے بندھ چکا تھا۔ خاور نے واقعی اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کسی صورت بھی رسی کی گانٹھ تک نہ پہنچ سکیں۔ جنگلی قبائل اس انداز میں انتہائی طاقتور ہاتھوں کو بھی بے بس کر دیا کرتے تھے۔

”اب اسے ہوش میں لانا ہوگا۔“..... تنویر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کلیر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو تنویر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔

”تم باہر جا کر رکو خاور۔ اچانک کوئی آ بھی سکتا ہے۔“..... تنویر نے کہا۔

”خیال رکھنا اسے ہلاک نہ کر دینا یہ انتہائی اہم آدمی ہے۔“ خاور

کی پول نماں لولیوں میں سے ایک لولی کو کلیئر کے ایک ٹھننے میں ٹھونس دیا جبکہ دوسری گولی اس نے اس کے دوسرے ٹھننے میں ٹھونس دی۔ گولیاں اس کے ٹھنوں میں پھنس کر رہ گئیں اور تنویر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابھی تمہیں اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کلیئر کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ناک میں گولیوں سے پیدا ہونے والی سرسراہٹ کی وجہ سے جھٹکننا چاہتا ہے لیکن گولیاں اس انداز میں ٹھنوں میں پھنس گئی تھیں کہ جھٹکنے کا باہر نہ نکل رہی تھی اور نہ گولیاں باہر نکل رہی تھیں۔ اس کا سرتیزی سے جھٹکنے لگا رہا تھا پھر اس کے جسم نے بھی جھٹکنے کھانے شروع کر دیے اور پھر تو انتہائی حد تک بگڑتا چلا جا رہا تھا۔ کلیئر کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے اب پانی بہنے لگ گیا تھا۔ منہ کھل گیا تھا اور وہ واقعی ایسے سانپ کی طرح سر کو دھڑا دھڑا کر بچ رہا تھا جس کی جان نکل رہی ہو۔ پھر اچانک دورداد جھٹکنے سے کمرہ گونج اٹھا اور دونوں گولیاں اس کے ٹھنوں سے نکل کر نیچے گر پڑیں لیکن تنویر خاموش بیٹھا رہا تھا۔ پھر تو جیسے کمرہ مسلسل جھٹکنوں سے گونج اٹھا لیکن اب کلیئر کی بدتر حالت تیزی سے نارمل ہوتی چلی جا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کی جھٹکنیں رک گئیں اور اس نے بے اختیار لیے لیے سانس لینے شروع کر دیے۔

گی کیونکہ اسے ہجمنوں کے مخصوص انداز میں نہیں باندھا گیا۔ دوسری بات یہ کہ تم نے ہمیں ایرو میڈائل لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ اس کا محل وقوع، وہاں کے حفاظتی انتظامات اور سب کچھ۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو کلیئر بے اختیار ہنس پڑا۔

"پہلے تم نے مجھے احمق کہا تھا اب تم خود احمقانہ باتیں کرنے لگے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یہ سب کچھ بتا دوں گا۔۔۔۔۔۔ کلیئر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے اکثر بے ہوشی میں جھپٹتے ہو۔ لیکن میں تمہیں یہ بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تربیت مختلف انداز میں ہوتی ہے۔ تم جیسے ہجمنوں سے بات اگھوانا ہمیں آتا ہے۔۔۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پشپل نکالا تو کلیئر کے چہرے پر طنز مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"تم اس کھلونے کی بنا پر یہ سب کچھ کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔۔ کلیئر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن تنویر نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے پشپل کا مخصوص جیمبر کھولا اور اس میں سے دو گولیاں نکال کر جیمبر بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

"اب تیار ہو جاؤ سب کچھ بتانے کے لئے۔۔۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کلیئر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اب آئے۔ تنویر نے دو گولیاں اٹھائیں اور کرسی سے اٹھ کر اس نے

کے صاف جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ نئی گولیاں اٹھائے کلیر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک کلیر کے سر کی بھرپور نگر اس کے پیٹ پر لگی اور وہ لڑکھواتے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا تو کرسی سے نکل کر کرسی سمیت پیچھے فرش پر الٹ گیا۔ اسی لمحے تجڑواہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ تنور چپ کر اٹھا لیکن دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر ایک زور وار ضرب لگی اور وہ اچھل کر واپس نیچے جا کر ا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بھلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائنچ پر جا کر ا اور پھر اٹنی قلابازی کھا کر وہ اٹھا ہی تھا کہ کلیر جس نے اس کے اٹھنے پر اسے لات مارنی چاہی تھی گھوم کر سیدھا چوچکا تھا اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

”جہارا خیال تھا کہ میں رسیاں نہ کھول سکوں گا اور نہ توڑ سکوں لیکن دیکھ لو میں نے انہیں کھول بھی لیا ہے اور توڑ بھی دیا کیونکہ تم سے انتہائی حماقت ہوئی ہے کہ تم نے گاؤں پر رسیاں باندھی ا تھیں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ جہاری جیب میں مشین پٹل بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود یقین کرو میں پلک جھپکنے سے بھی پہلے تمہیں ہلاک کر سکتا ہوں۔“ کلیر نے انتہائی ٹھنڈے سے لہجے میں کہا۔

”اوکے پھر اطمینان سے پلک جھپکا لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ تنور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کلیر نے ہلکتے ہوئے اس پر چھلانگ لگا دی۔ تنور

”یہ تو ابتدا تھی کلیر۔ میں نے جان بوجھ کر ان گولیوں کو جہارے تھنوں میں مزید آگے نہ دھکیلا تھا ورنہ یہ کسی صورت بھی باہر نہ آتیں اور نہ ہی تم جھینک سکتے۔“ الدبہ تمہیں اب احساس ہو گیا ہو گا کہ ایسا کرنے سے کیا حالت ہوتی ہے اور میرے پاس خشک گولیوں کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔“..... تنور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کلیر کی اس حالت سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔

”تم جو جی چاہے کر لو میں نہیں بتاؤں گا۔“..... کلیر نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے جہاری مرضی۔“..... تنور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جیب سے مشین پٹل نکالا اور اس تیر سے مزید دو گولیاں نکال لیں۔

”سنو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمارے ساتھ صلح کر لو۔“ کلیر نے کہا۔

”صلح۔ کیا مطلب۔“..... تنور نے جیمبر بند کر کے مشین پٹل کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”تم لیبارٹری کا مشن چھوڑ دو جبکہ میں اسرائیل کے صدر اور لارڈ بو فمیں سے تمہیں گارنٹی دلوا دوں کہ اسرائیل یا اس کی بھینسیاں آئندہ کبھی پاکیشیا کے خلاف حرکت میں نہ آئیں گی۔“..... کلیر نے جواب دیا۔

”سوری۔“ مجھے تم۔ یہودیوں پر قطعاً اعتبار نہیں ہے۔“..... تنور

خود بخود غائب کر دیا تھا۔ کلیئر کی ٹانگ ایک لمحے کے ہزاروں حصے کے لئے اس کے ہاتھ میں آئی اور دوسرے لمحے کلیئر کسی نیزے کی طرح اڑتا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے سر کے بل جا ٹکرایا۔ اسے ہاتھ آگے بڑھانے کی بھی مہلت نہ ملی تھی کیونکہ تنویر کا یہ داؤ اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ چونکہ اس نے ضرب لگانے کے لئے اپنی ٹانگ کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کو اکڑائے ہوئے تھا اس لئے تنویر کو یہ داؤ لگانے کا موقع مل گیا تھا۔ کلیئر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ نیچے گرا اور چند لمحے چرپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”ویل ڈن تنویر۔ تم نے واقعی اہتہائی شاندار داؤ لگایا ہے۔ ویل ڈن“..... دروازے پر کھڑے خاور نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”خاصا تیز آدمی ثابت ہوا ہے“..... تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ رسیوں سے کیسے آزاد ہو گیا تھا“..... خاور نے کلیئر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ہم نے واقعی حماقت کی تھی کہ تو لیے کے مونے گاڈن پر رسیاں باندھ دی تھیں جس کی وجہ سے اس نے جھٹکا دے کر رسیاں توڑ لیں اور مونے گاڈن کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی“..... تنویر نے جواب دیا۔

نے دائیں طرف جھٹکائی دینے کی کوشش کی لیکن سیر، ہاتھیں ہی دائیں طرف کو پلٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا لیکن اس کے ساتھ ہی کلیئر ہوا میں ہی اڑتا ہوا ایک دھماکے سے کمرے کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا جبکہ تنویر کی ٹانگیں اسے اچھلنے کے بعد واپس نہ مڑیں بلکہ وہ اسی انداز میں اس کے سر کی طرف اٹھتی چلی گئیں اور کلیئر ابھی دیوار سے ٹکرا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ تنویر کی دونوں جڑیں ہوئی لاتیں پوری قوت سے کلیئر کے سینے پر پڑیں اور کلیئر کے حلق سے بے اختیار ایک طویل چیخ نکل گئی جسے تنویر ضرب لگا کر تیزی سے سائیڈ پر پلٹا اور دوسرے لمحے وہ کسی چابی بھرے کھلونے کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کلیئر ضرب کھا کر دوبارہ دیوار سے ٹکرایا اور پھر رست کے خالی ہوتے ہوئے پورے کئی طرح نیچے گرتا چلا گیا اور تنویر اسے اس انداز میں گرتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے رکا ہی تھا کہ کلیئر کا جسم کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے تنویر پیٹ پر اس کے سر کی زور دار ضرب کھا کر کسی گیند کی طرح اچھل کر کوہوں کے بل سامنے والی دیوار کی جڑ میں جا بیٹھا اور اس کا سر خوفناک جھٹکے سے دیوار سے ٹکرایا اور تنویر کو پہلی بار محسوس ہوا کہ اس کے ذہن پر سیاہ دھواں سا چھا رہا ہے۔ اس نے سر کو جھٹکا لیکن اسی لمحے اس کی پسلیوں پر زور دار ضرب لگی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر پہلو کے بل سائیڈ پر جا گرا لیکن اس ضرب نے اس کے ذہن پر چھانے والے دھوئیں کو

مین اس بار اس نے رسی کے دو بل اس کی گردن کے گرد سے کر کے گردن کے پیچھے گانٹھ لگا دی تاکہ اگر پہلے کی طرح کلیئر رسی توڑے یا کھولنے کے لئے زور لگائے تو گردن میں باریک رسی کے گھس جانے کی وجہ سے ناکام رہے۔ تھوڑی دیر بعد خاور واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رسی تھی جس کے درمیان میں لوہے کا ایک ٹیوٹا تھا جس کے درمیانی سوراخ میں سے رسی گزار دی گئی تھی اور ایسے ہی دونوں رسی کے دونوں سروں پر موجود تھے۔

"یہ کیا ہے"..... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔  
"یہ شعور کو ماؤف کر کے لاشعور کو آگے لے جانے کا مقامی حربہ ہے۔ ایک بار میں نے عمران کو اس سے کام لیتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کلیئر کے پاس موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کلیئر بھی اسے استعمال کرتا رہتا ہے"..... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر اس رسی کو کلیئر کے سر کے گرد مخصوص انداز میں باندھنا شروع کر دیا۔ درمیانی ٹیوٹا اس نے اس کی دائیں کنپٹی پر رکھ کر دونوں ٹیوٹوں کو گھما کر رسی کے درمیان اکٹھا کر دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ اور پھر تماشا دیکھو"..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے ایک بار پھر کلیئر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو تنویر نے ہاتھ ہٹائے اور کلیئر سے کچھ فاصلے پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"لیکن یہ تو نائیلون کی باریک رسی ہے۔ یہ آسانی سے تو نہیں ٹوٹتی"..... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر جب اس نے کرسی پر اور نیچے پڑی ہوئی رسی کو اٹھا کر دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ رسی ایک جگہ سے واقعی ٹوٹی ہوئی تھی۔  
"اس کے جسم میں تو واقعی بھینسے جیسی طاقت ہے"..... خاور نے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ اس سے اگلیا کیسے جائے۔ میں نے کوشش تو کی ہے لیکن یہ خاصا سخت جان ثابت ہو رہا ہے"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
"اب تم باہر جا کر نگرانی کرو اور مجھے کوشش کرنے دو"۔ خاور نے کہا۔

"تم کیسے معلوم کر لو گے"..... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔  
"میں نے سنور میں ایک اور چیز دیکھی ہے جس کی مدد سے یہ یقیناً بول پڑے گا"..... خاور نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہے وہاں۔ مجھے بتاؤ"..... تنویر نے چونک کر کہا۔  
"تم اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور اسے رسی سے باندھو۔ میں نے آتا ہوں۔ ویسے تمہیں سمجھ نہ آئے گی"..... خاور نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر بے ہوش پڑے ہوئے کلیئر کو اٹھا کر دوبارہ کرسی پر ڈالا اور ایک بار پھر اسے رسی سے باندھنا شروع کر دیا۔

”یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے“..... تنویر نے کہا۔

”ابھی خود ہی ہوش میں آجائے گا لیکن اب اس کا شعور ختم ہو جائے گا“..... خاور نے لٹوؤں کو آہستہ سے گھماتے ہوئے کہا اور پھر واقعی ایک جھٹکے سے کلیئر کی آنکھیں کھلیں اور تنویر نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے شعور کی چمک غائب ہو چکی تھی۔ اس کا منہ بار بار کھل اور بند ہو رہا تھا۔

”اب پوچھو۔ اب اس کا لا شعور سامنے آ گیا ہے“..... خاور نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لٹوؤں کو مزید گھمانا بند کر دیا۔

”ایرو میڈائل لیبارٹری کہاں ہے“..... تنویر نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”لگ۔ لگ۔ گوام کی پہاڑی کے نیچے“..... کلیئر کے منہ سے نکلا اور پھر تنویر نے اس سے وہاں کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوچھنا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک کلیئر کے جسم کو زور دار جھٹکا ملا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ اس کے منہ سے نیلے رنگ کے ٹیلے چند لمحوں کے لئے نکلے اور پھر ختم ہو گئے۔

”اوہ۔ یہ تو ختم ہو گیا ہے۔ اس کے دانتوں میں زہریلا کیپسول تھا“..... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو خاور ایک طویل لماس لپیٹے ہوئے لٹوؤں کو چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔

”پوچھ گچھ تم کرو گے“..... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد کلیئر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”تم اچھے لڑاکے ہو کلیئر۔ لیکن ابھی تمہیں مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ تم نے میرے سر پر کیا باندھ رکھا ہے“..... کلیئر نے سر اوپر کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارا ہی لٹوؤں والا حربہ ہے اور چونکہ تم اسے خود استعمال کرتے رہتے ہو اس لئے تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کیسا کام کرتا ہے۔“

خاور نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا تمہیں۔ تم ایسا مت کرو۔ سنو۔ ہم سے صلح کر لو۔ اس بار کلیئر نے قدرے بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ تمہارے اور ہمارے درمیان صلح نہیں ہو سکتی۔“ تنویر نے پہلے کی طرح صاف جواب دیا جبکہ خاور نے لٹوؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ تیزی سے گھمانا شروع کر دیا اور رسی ایک دوسرے کے ساتھ گھومتی کی وجہ سے سخت ہوتی چلی جا رہی تھی اور کنبٹی پر موجود لٹو کا دباؤ تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد کلیئر کے منہ سے بے اختیار جھینس نکلنا شروع ہو گئیں۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ“..... کلیئر نے ہڈیانی انداز میں جھنجھے ہوئے کہا لیکن خاور نے اپنا کام جاری رکھا اور پھر کلیئر کی آنکھیں یقیناً بند ہو گئیں۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

”ہاں۔ ہمیں اس کا خیال ہی نہ آیا تھا“..... خاور نے کہا۔

”لیکن اس کا شعور تو سوچکا تھا۔ پھر اس نے کیسے خودکشی کر لیا

ہے“..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شاید اس کے لاشعور میں یہ بات موجود تھی کہ زیادہ دباؤ پڑنے

پر وہ خودکشی کر لے گا۔ بہر حال اب یہ بات تو کنفرم ہو گئی ہے کہ

آسکر نے جو کچھ بتایا تھا وہ درست تھا۔ باقی کام وہاں جا کر ہو جائے

گا“..... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ملادیا۔

”اس کو ٹھی کی تلاشی لے لیں۔ شاید یہاں سے کوئی مزید کیوں ملے

جائے“..... خاور نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں سے کیا ملتا ہے۔ ایسے ایجنٹ ایسی چیزیں نسبتاً

رکھا کرتے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمی ہے کہ وہ غسل کرنے اور ترمیم

کرنے کی غرض سے یہاں آیا تھا ورنہ ہمیں یہاں سے ناکام واپس لوٹنا

پڑتا“..... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے یہ

برآمدے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ریڈ لائن کلب متوسط درجے کا کلب تھا البتہ اس میں آنے جانے

فونوں کی زیادہ تعداد فلسطینیوں کی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی

کامی میک اپ میں اس برائے فروخت والی کو ٹھی سے ایک ایک

کے ٹکے اور پھر وہ علیحدہ علیحدہ بسوں میں سوار ہو کر ریڈ لائن کلب

جاتے۔ سب سے آخر میں عمران پہنچا تھا کیونکہ وہ سب سے آخر میں

کو ٹھی سے نکلا تھا۔ اس کے ساتھی اس دوران اندر ہال میں دو دو

صورت میں مختلف میزوں پر بیٹھے قہوہ پینے میں مصروف رہے تھے۔

ان ہال میں داخل ہوا۔ اس نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر وہ

بھاؤ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک فلسطینی نوجوان موجود تھا۔

”میرا نام قاسم ہے اور تجھے سردار ہاشم سے ملنا ہے۔ میرے

ساتھ عبدالقادر نے ان سے فون پر میرے لئے ملاقات کا وقت لیا

..... عمران نے اس فلسطینی نوجوان سے کہا۔

میں تھا جس کی جدید انداز کی آفس ٹیبل کے نیچے ادھیڑ عمر سردار  
قلم بیٹھا ہوا تھا۔

"میرا نام قاسم ہے"..... عمران نے اندر داخل ہو کر صم سے  
میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آئیے جتاپ۔ آئیے۔ خوش آمدید"..... ادھیڑ عمر  
دوار ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ آفس محفوظ ہے۔ میں پورا سلام کر سکتا ہوں"..... عمران  
تھ میڈی کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اس نے بات  
لے ہوئے لہجے میں ہی کی تھی۔

"پورا سلام۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ہاں آؤ اندر چلتے  
..... سردار ہاشم نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر  
نے رسیور اٹھا کر کسی سے کہا کہ وہ مہمان سے ضروری بات  
میں مصروف ہے اس لئے اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے اور پھر وہ  
کھڑا ہوا۔

"آئیے جتاپ قاسم صاحب"..... سردار ہاشم نے اس بار  
مکراتے ہوئے اور قاسم کے نام پر معنی خیز انداز میں زور دیتے  
کہا اور عمران مسکرا دیا کیونکہ سردار ہاشم کے اس انداز سے وہ

گیا تھا کہ سردار ہاشم نے اسے پہچان لیا ہے۔ ایک جھوٹی سی  
مداری سے گزر کر وہ ایک اور کمرے میں آئے تو سردار ہاشم نے  
سے کا دروازہ بند کر کے دیوار پر موجود سوچ پینل کے چند بٹن

"جی اچھا۔ میں معلوم کرتا ہوں"..... اس نوجوان نے کہا اور  
سلسلے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے کیے بعد دیگرے تین  
بٹن پر پریس کر دیئے۔

"باس۔ کاؤنٹر پر ایک صاحب آئے ہیں جو اپنا نام قاسم بتا رہے  
ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ان کے لئے آپ کے دوست عبدالقادر نے  
ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے"..... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے  
میں کہا۔

"کیس باس"..... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا  
رسیور رکھ دیا۔

"بائیں ہاتھ پر آخر میں راہداری ہے اس کے آخر میں باس کا آفس  
ہے آپ وہاں چلے جائیں۔ باس آپ کے منتظر ہیں"..... کاؤنٹر مین  
نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس راہداری کی طرف  
بڑھ گیا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ ایسے کلبوں میں اسرائیلی خفیہ  
وقت موجود رہتے ہیں اس لئے وہ کوئی مزاحیہ بات یا حرکت نہ کر  
چاہتا تھا اس لئے وہ سنجیدگی سے چلتا ہوا اس راہداری میں گیا۔  
کے آخر میں واقعی ایک دروازہ موجود تھا جس کے باہر ایک فلسطینی  
نوجوان کھڑا تھا۔

"میرا نام قاسم ہے"..... عمران نے فلسطینی سے کہا۔  
"اندر چلے جائیں"..... اس فلسطینی نے دروازے پر دباؤ ڈال کر  
اسے کھلتے ہوئے کہا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا

پریس کر دیئے۔  
 "تو آپ علی عمران ہیں"..... سردار ہاشم نے مڑتے ہی اہتائی جیسی گرجبوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلے تو ہمیں جیوش چنٹل کے ہیڈ کوارٹر کے بارے پر خلوص لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکس) ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار ہاشم تیزی سے آگے بڑھا اور اس طرح عمران سے لپٹ گیا جیسے بچھا ہوا بچہ اپنی ماما کو دیکھ کر اس سے لپٹتا ہے۔

"ارے ارے یہ ڈگریاں تو رعب ڈلنے کے لئے ہیں۔ میرے جیب میں نہیں ہیں"..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو سردار ہاشم بے اختیار ہنس کر پیچھے ہٹ گیا۔

"آج طویل عرصے بعد میری آپ سے ملاقات کی خواہش ہوئی ہے ورنہ پہلے تو ہمیشہ فون پر ہی گفتگو ہوتی تھی"..... سردار ہاشم نے بڑے گرجوشانہ انداز میں کہا تو عمران اس کے اس خلوص بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس گرجبوش استقبال کا شکریہ۔ میرے ساتھی ہال میں ہیں اور ہمیں اسرائیل کی تین سیکرٹ سہجائیاں تلاش کر رہی ہیں اس لئے آپ جلد لگے میری بات سن لیں ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے"..... عمران نے کہا تو سردار ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ جتنا آپ حکم تو کریں۔ میں کیا میری پوری تحظیم آپ کے لئے اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھی

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ جیوش چنٹل نے باقاعدہ ایک سیکشن بنا رکھا ہے جس کا نام سٹار سیکشن ہے اور اس کا کام ہی فلسطینی لڑکوں اور تحظیموں میں اپنے آدمی شامل کرانا ہے یا خریدنا ہے اور جیوش چنٹل کے مخبر ہر چھوٹی بڑی تحظیم میں شامل ہو چکے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہارے کسی ممبر کو ان باتوں کا علم ہو سکے"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہوگی۔ رہائش گاہ، اسلحہ اور گاڑیاں تینوں

چیزیں تو میں آپ کو فوری مہیا کر سکتا ہوں مگر..... سردار ہاشم نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ جیوش چیٹل ہیڈ کو ارٹر کی نشاندہی نہیں کر سکتے یا کرنا نہیں چاہتے.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ یہ ہیڈ کو ارٹر کہاں ہے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ جیوش چیٹل کا انچارج کلیر یہ بات جانتا ہے کہ پورے تل ایسب میں موجود فلسطینیوں میں سے صرف میری ذات اس کے بارے میں جانتی ہے ورنہ باقی فلسطینی تنظیمیں آج تک سرپنک کر رہ گئی ہیں لیکن وہ ہیڈ کو ارٹر کو تلاش نہیں کر سکیں اور میں نے چونکہ حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس کی نشاندہی نہیں کروں گا اور میں آج تک اس حلف پر قائم ہوں لیکن آپ کے لئے میں یہ حلف بھی توڑ سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس ہیڈ کو ارٹر کو ختم کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ ایسا نہ کر سکتے تو کلیر لامحالہ سمجھ جائے گا کہ آپ کو نشاندہی میں بی کر سکتا ہوں۔ پھر میں کیا میری پوری فیملی عبرتاک موت کا شکار ہو جائے گی.....“ سردار ہاشم نے کہا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کیا کلیر آپ کا دوست ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ آپ اسے میرا دوست بھی کہہ سکتے ہیں۔ دراصل ایک بار اکیری میا میں میری وجہ سے کلیر ایک چوٹیشن میں موت کے منہ سے

بچ نکلا تھا۔ تب سے وہ میری بڑی عزت کرتا ہے۔ پھر جب وہ مستقل طور پر تل ایسب آگیا تو اس نے مجھ سے مسلسل رابطہ رکھا اور پھر میرے اصرار پر اس نے مجھے ہیڈ کو ارٹر کی سیر بھی کرائی لیکن پہلے اس نے مجھ سے حلف لے لیا۔ اس نے اپنے ہیڈ کو ارٹر کے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ اس پر ریڈ کرنا تقریباً ناممکن ہے.....“ سردار ہاشم نے کہا۔

”سردار ہاشم میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیوں بتانے سے گریز کر رہے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ جیوش چیٹل نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف کیسے کیسے بھیانک منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ اس کے باوجود آپ اپنی جان کو زیادہ عزیز قرار دے رہے ہیں۔ لہذا آپ یہ نہیں چاہتے کہ جیوش چیٹل کا خاتمہ کر کے تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس کے شر سے بچایا جاسکے.....“ عمران نے کہا۔

”میں تو یہی چاہتا ہوں سردار عمران لیکن میں تو اس لئے ہنگامہ مچا رہا تھا کہ آپ ایسا نہ کر سکیں گے۔ بہر حال ٹھیک ہے آپ کی بات نے باقی مجھے قائل کر دیا ہے۔ میری جان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ایسے بھی مسلمانوں کو یقین ہوتا ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں۔ جیوش چیٹل کا ہیڈ کو ارٹر سینا روڈ پر سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی بڑی سی عمارت میں ہے۔ یہ عمارت خاصی وسیع و عریض ہے اور بظاہر اس میں سینا کلب بنا ہوا ہے لیکن یہ کلب صرف دکھاوا ہے۔ اس کے نیچے

”جہلے بھی یہ کلب تھا۔ اس وقت بھی اس کا نام سینا کلب تھا لیکن اس وقت پوری عمارت میں کلب قائم تھا۔ اس عمارت کا مالک ارڈو فمیں ہے اور سینا کلب کا مالک بھی وہی ہے۔ پھر اسے جیوش چٹل کا ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا اور سینا کلب کو چند کروڑ تک محدود کر دیا گیا“..... سردار ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ عمارت کب تعمیر ہوئی تھی“..... عمران نے پوچھا۔  
”زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ تقریباً دس بارہ سال پہلے تعمیر ہوئی تھی۔ کیوں“..... سردار ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔  
”اس کا نقشہ لازمہاں کے کسی ماہر نے ہی بنایا ہوگا۔ کیا آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں“..... عمران نے کہا تو سردار ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کس لائن پر سوچ رہے ہیں۔ بری گڈ۔ واقعی آپ کا ذہن بہت گہرائی میں سوچتا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ماہر وفات پا چکا ہے۔ اس کا نام ڈی سلوا تھا اور وہ فل ایسب کا مشہور ماہر تعمیرات تھا۔ اسے ایک سال ہوا ہے فوت ہوئے“..... سردار ہاشم نے کہا۔

”اس کا سامان اور اس نے جو نقشے بنائے ہوں گے ان کی نقلیں وغیرہ اب کس کے قبضے میں ہوں گی“..... عمران نے کہا۔  
”اس کے بیٹے کے قبضے میں لیکن ڈی سلوا کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یہاں اپنی تمام جائیداد فروخت کر کے اکیرمیا شفٹ ہو چکا ہے

تہہ خانے اور عقبی کمروں میں جیوش چٹل کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اوپر اور نیچے ہر طرف انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اور ان کی مرضی کے بغیر ہیڈ کوارٹر میں کوئی مکھی بھی زندہ داخل نہیں ہو سکتی۔“  
سردار ہاشم نے کہا۔

”آپ اس کے اندر گئے تھے۔ کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں۔“  
عمران نے پوچھا تو سردار ہاشم نے تفصیل بتانا شروع کر دی اور عمران یہ تفصیل سن کر واقعی بے حد حیران ہو گیا۔ اس قدر سخت انتظامات تو اس نے بڑی بڑی لیبارٹریوں میں بھی نہ دیکھے تھے۔

”ایسے ہیڈ کوارٹر کے کئی رستے ہوتے ہیں۔ کیا آپ کو اس کے کسی خفیہ رستے کا علم ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے“..... سردار ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سینا کلب کا بیخبر یا ہیڈ کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
”کلیئر کا خصوصی نائب جیکارڈ ہے۔ وہ بھی کلیئر کے ساتھ ہی اکیرمیا سے آیا ہے اور انتہائی شاطر آدمی ہے۔ جب تک کلیئر ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے تو جیکارڈ صرف کلب کا بیخبر بنا رہتا ہے لیکن کلیئر کی عدم موجودگی میں وہ پورے ہیڈ کوارٹر کا انچارج بن جاتا ہے“..... سردار ہاشم نے جواب دیا۔

”کلیئر کے آنے سے پہلے اس عمارت میں کیا ہوتا تھا“۔ عمران نے پوچھا۔

دیا اور پھر وہ واپس آئیں۔ عمران اس سے نکل کر ہال میں آیا اور اس نے سر پر ہاتھ رکھ کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر کلب سے باہر آگیا۔ چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور عمران نے انہیں کوٹھی کے بارے میں بتا کر وہاں پہنچنے کی ہدایت کی اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں عمران قریب ہی موجود ایک بس سٹاپ کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہ خود بھی اس کوٹھی تک پہنچ سکے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب تنہا کی طرح ڈائریکٹ ایکشن سے کام لیتے ہوئے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرے گا کیونکہ اب واقعی اس کے پاس وقت نہیں تھا اور وہ جانتا تھا کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا ان کے ٹریس ہونے کا اندیشہ بڑھتا جائے گا۔

اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہو گا کیونکہ میرا اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔..... سردار ہاشم نے کہا۔  
"اوکے ٹھیک ہے۔ اب آپ باقی کام کب کریں گے۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سردار ہاشم اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک چابی نکالی جس کے ساتھ باقاعدہ نوکن موجود تھا۔

"ریگل ٹائڈز کی کوٹھی نمبر پندرہ۔ اس کوٹھی میں دو کاریں بھی موجود ہیں اور خصوصی ساخت کا اسلحہ بھی۔ یہ میرا خصوصی پوائنٹ ہے جس کے بارے میں سوائے میری ذات کے اور کوئی نہیں جانتا۔..... سردار ہاشم نے چابی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔  
"کس قسم کا اسلحہ ہے وہاں؟..... عمران نے پوچھا تو سردار ہاشم نے اسلحے کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ کام چل جائے گا۔ اوکے اب مجھے اجازت۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آپ نے نہ کچھ پیانا کچھ کھانا؟..... سردار ہاشم نے چونک کر معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ پچھلے ہی کافی وقت ہمیں اندر بات کرنے میں لگا ہے۔ میں کسی کو مشکوک نہیں ہونے دیتا چاہتا۔ پھر ملاقات ہوئی تو کھا پی لیں گے۔..... عمران نے کہا اور سردار ہاشم نے اجابت میں سر ہلکا

”ایسی تو کوئی بات نہیں ہے.....“ تنویر نے کہا۔

”تم بھی لیڈر بیٹے ہی عمران کی طرح سب کچھ چھپانے لگ گئے

ہو.....“ خاور نے کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے پاس مشین پشٹل

موجود ہیں اور میک اپ کا سامان بھی۔ لیبارٹری کے اوپر پہاڑی پر

ایئر فورس کا آپریشنل سپاٹ ہے۔ ظاہر ہے وہاں لوگ ہوں گے۔

چیک پوسٹ بھی ہوگی اور وہاں لوگ آتے جاتے رہتے ہوں گے اور

اس ذیلی سڑک پر وہی لوگ آتے جاتے ہوں گے جو لیبارٹری یا

ایئر فورس کے آپریشنل سپاٹ پر کام کرتے ہوں گے اس لئے ہم اس

ذیلی سڑک پر مڑنے کے بعد کار کو کسی مناسب جگہ پر چھپا دیں گے

اور پھر وہاں جانے والی کسی بھی کار کو روکیں گے۔ ان میں موجود

افراد کو پکڑ کر ایک طرف لے جائیں گے اور ان سے پوچھ چھ کریں

گے۔ ان کے لباس پہن لیں گے اور ان کے شناختی کارڈ حاصل کر لیں

گے۔ ان کا میک اپ کریں گے اور پھر ان کی کار میں وہاں پہنچ جائیں

گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہر حال لیبارٹری ہم نے تباہ

کرتی ہے.....“ تنویر نے کہا تو خاور نے بے اختیار ایک طویل

سانس لیا۔

”اچھا تو یہ پلان ہے تمہارے ذہن میں۔ ٹھیک ہے ان حالات

میں اور کیا کیا جاسکتا ہے حالانکہ اس پلان میں سینکڑوں خامیاں نکالی

کار خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی

جا رہی تھی جہاں سے گوام پہاڑی کی طرف جانے والی ذیلی سڑک

نکلتی تھی۔ یہ مین روڈ تھا اس لئے اس سڑک پر بسوں، کاروں،

دیکھنوں اور بڑے بڑے ٹرکوں کی خاصی تعداد رواں دواں تھی۔ کار

ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر خاور موجود تھا۔

”آخر تم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا کوئی پلان تو بنایا ہو گا

جبکہ تم نے مجھے کچھ نہیں بتایا.....“ خاور نے کہا۔

”پلان بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جتنے پلان بنائیں گے

استہابی نہ صرف وقت ضائع ہو گا بلکہ ہم بھٹس جائیں گے۔“ تنویر نے

جواب دیا۔

”تو کیا ہم دونوں اس طرح کار دوڑاتے لیبارٹری پہنچ جائیں گے

اور اسے تباہ کر کے واپس آجائیں گے.....“ خاور نے منہ بند

کی رفتار آہستہ کر لی اور چند لمحوں بعد وہ اس ذیلی سڑک پر مڑ گیا۔  
سڑک کی دونوں سائیڈوں میں کافی گھنے درختوں کا ذخیرہ تھا اور پھر  
ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ انہیں دور پہاڑی نظر آنے لگ  
گئی۔ پہاڑی زیادہ بلند نہ تھی۔ اس پر ایئر فورس کے مخصوص راڈز  
وغیرہ نظر آرہے تھے۔

”جہاں تو سرے سے کوئی ٹریفک ہی نہیں ہے“..... تنویر نے  
منہ بناتے ہوئے کہا۔  
”تم کار سائیڈ پر کسی ذخیرے میں لے جا کر روک دو۔ اب ہمیں  
آگے پھیل جانا ہو گا ورنہ ہماری کار دور سے ہی مارک کر لی جائے  
گی“..... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ اب ذہن میں جو تمناہ تو ختم کھو۔ اب تو میرا خیال ہے  
کہ چیک پوسٹ سے آدمی اغوا کرنے ہوں گے“..... تنویر نے کہا  
اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو دائیں ہاتھ پر نظر آنے والے  
درختوں کے ذخیرے کی طرف موڑ دیا۔ کافی اندر لے جا کر اس نے  
کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ خاور نے عقبی سیٹوں کے  
درمیان پڑے ہوئے ایک بیگ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

”آؤ..... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں درختوں کی اوٹ لپٹے  
ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی آگے جانے کے بعد وہ ایک جگہ  
ٹھہر کر رک گئے کیونکہ کچھ فاصلے کے بعد یکھت درخت ختم ہو گئے

جا سکتی ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ ہماری حدود سے باہر آئیں۔  
جائیں۔ پھر ہم ان کی آواز اور لہجے کی نقل بھی نہیں کر سکتے اس کے  
علاوہ وہ ماہرین میں شامل ہوں گے اور ہم وہ کام بھی سرانجام نہیں  
دے سکتے۔ ایسی صورت میں ہمارا جو حشر ہو گا وہ ظاہر ہے لیکن اس  
کے باوجود بہر حال یہ پلان تو ہے“..... خاور نے کہا تو تنویر نے  
اختیار منس پڑا۔

”میرے سامنے صرف مقصد ہوتا ہے خاور۔ صرف مقصد ہوتا  
مقصد ہے لیبارٹری کو تباہ کرنا اور بس۔ باقی تفصیلات غیر ضروری  
ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہم ہلاک کر دیے جائیں گے تو پھر  
کیا ہو جائے گا۔ موت تو بہر حال آتی ہے اور اگر ہماری موت اس جگہ  
اور ان لوگوں کے ہاتھوں لکھی گئی ہے تو ہم کسی طرح بھی بچ نہیں  
سکتے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر موت ہمارے قریب ہی نہیں آ سکتی  
اور اگر موت آج ہی جائے تو بہر حال کسی عظیم مقصد کے لئے مرنا بھی  
سب سے زیادہ مرغوب ہے“..... تنویر نے جواب دیا تو خاور حیرت  
سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

”بہت خوب۔ میں تو تمہیں ایک جذباتی انسان ہی سمجھتا رہا تھا  
تم تو واقعی عظیم آدمی ہو“..... خاور نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس  
پڑا۔

”عظیم کوئی نہیں ہوتا۔ عظیم صرف مقصد ہوتا ہے“..... تنویر  
نے کہا اور پھر انہیں دور سے وہ جہاڑی سائز کا سائن بورڈ نظر آنے لگا

تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں سے باقاعدہ دروس کو یاد دیا گیا ہو۔  
 رے دن ہے ..... خاور نے سرائے ہوئے کہا۔

”اب یہی صورت ہو سکتی ہے کہ میں آگے جاؤں اور تم ہمیں رکو۔ ظاہر ہے مجھے چیک کر لیا جائے گا اور پھر وہ لوگ مجھے پکڑنے کے لئے میری طرف بڑھیں گے اور مجھے چینگنگ کے لئے اندر کمرے میں لے جائیں گے وہاں میں ایکشن میں آجاؤں گا۔ اوپر موجود لوگ مجھے نشانہ نہ بنا سکیں گے تو لحاحالہ نیچے آجائیں گے۔ پھر تم سامنے آ جانا اور وہ لازماً تمہاری طرف بڑھیں گے۔ پھر میں عقب میں انہیں نشانہ بنا لوں گا۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھ جائیں گے“ ..... تنویر نے باقاعدہ پلان بتاتے ہوئے کہا۔

”جو حالات نظر آرہے ہیں اور یہاں سے چیک پوسٹ تک جتنا فاصلہ ہے ان حالات میں تمہاری یہ پلاننگ سراسر غیر دانشمندانہ ہے۔ اس طرح ہم اتنے افراد کو کسی صورت بھی ہلاک نہ کر سکیں گے اور پھر اوپر موجود لوگ ہماری مشین گنوں سے ہمیں ایک لمحے میں بمون کر رکھ دیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مشکوک افراد کو پکڑنے کی بجائے انہیں دور سے ہی گولی مارنے کا حکم دیا گیا ہو۔“ خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر“ ..... تنویر نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”آؤ واپس چلیں۔ اس کار میں بیٹھ کر پھر آئیں۔ ظاہر ہے کار کی وجہ سے یہ لوگ قریب آنے تک ہمیں ہلاک نہ کریں گے اور پھر ہم ان کے قریب ہوتے ہی اتر کر ایکشن میں آجائیں گے۔ تم مشین گن

دور ایک چیک پوسٹ بھی نظر آرہی تھی جس پر دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح محافظ موجود تھے۔ ایک طرف دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ سڑک پر راڈ لگا ہوا تھا۔ وہ سب لوگ انتہائی چوکنا نظر رہے تھے۔ اسی لمحے انہیں ان دونوں کمروں کی چھتوں پر بھی حرکت کے آثار نظر آگئے تو وہ چونک کر غور سے دیکھنے لگے اور دوسرے لمحے ان کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ چھت پر باقاعدہ ہماری مشین گنیں نصب تھیں اور وہاں بھی لوگ موجود تھے۔ چیک پوسٹ کی دونوں سائیڈوں پر خاردار تاروں کی باڑ دوں تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس کے ہر ستون پر باقاعدہ بلب روشن تھا حالانکہ اس وقت دن تھا لیکن اس کے باوجود بلب جل رہے تھے اور تنویر اور خاور دونوں ان کے جلنے کی وجہ سمجھ گئے کہ یہ اس بات کی نشاندہی تھی کہ ان تاروں میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہے اور اگر اسے بند کیا جائے تو جلنے ہوئے بلب ظاہر ہے آف ہو جائیں گے اور سب کو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ کرنٹ آف ہو چکا ہے۔

”یہ لوگ تو واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے انتہائی حد تک خوفزدہ ہیں“ ..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ لگتا ہے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ پاکیشیائی فوج یہاں حملہ

نہیں۔ اس طرح ہم پھنس سکتے ہیں۔ وہ اوپر سے کار پر ہی فائر کھول دیں گے۔ ہمیں نیچے اتر کر بجلی کی سی تیزی سے فائرنگ کرتے ہوئے ان کردوں کے نیچے پہنچنا ہو گا تاکہ اوپر کی فائرنگ سے محفوظ رہ سکیں۔ پھر تم نیچے والوں کو روک لینا اور میں اوپر جاؤں گا۔“ خاور نے کہا اور تنویر نے ایک بار پھر اس کی تجویز کی حمایت میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار درختوں سے نکل کر سڑک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر سڑک پر پہنچ کر تنویر نے اس کا رخ چیک پوسٹ کی طرف موڑا اور دوسرے لمحے کار خاصی تیز رفتاری سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ گو ان دونوں کو معلوم تھا کہ یہ انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہونے جا رہے ہیں لیکن ان دونوں کے چہروں پر گہرا اطمینان موجود تھا۔ وہ اس طرح مطمئن بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ کسی دوستانہ دعوت پر جا رہے ہوں۔ اب چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی تھی اور انہوں نے دیکھا کہ کار کو آتے دیکھ کر چیک پوسٹ پر موجود سب لوگ چو کنا ہو گئے تھے۔ تنویر نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اس نے راڈ سے کچھ چیلے ہی بریک لگائی اور اس کے ساتھ ہی کار کے دونوں سائیڈوں کے دروازے کھلے اور تنویر اور خاور دونوں اچھل کر نیچے اترے۔ اس کے ساتھ ہی برٹ ریسٹ کی آوازوں اور انسانی بیچوں سے ماحول گونج اٹھا۔ خاور نے اپنی سائیڈ پر موجود تین مسلح محافظوں کو ایک ہی برست میں اڑا دیا تھا جبکہ تنویر فائرنگ کرتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے ان کردوں کی

سنبھال لینا جبکہ میں میزائل گن کی مدد سے یہ دونوں مرنے ہی اڑا دوں گا۔ اچانک فوری اور انتہائی تیز رفتار ایکشن ہی سے ہم اس سچو نیشن کو کور کر سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں“..... خاور نے کہا۔  
” لیکن اس طرح تو ہمیں کے دھماکوں کی آوازیں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ تک پہنچ جائیں گی اور پھر ہمیں روکنے یا ختم کرنے کے لئے وہ نجانے کون کون سے حربے اختیار کریں۔ صرف فائرنگ کی آواز وہاں تک نہیں پہنچ سکتی“..... تنویر نے کہا۔  
” تمہاری بات درست ہے۔ چلو فائرنگ ہی کریں گے لیکن اس کے لئے ان کے قریب پہنچنا ضروری ہے“..... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آکر کار میں بیٹھ گئے کار کی سائیڈ سیٹ کے نیچے باکس میں میزائل گنوں کے کھلے ہوئے پارٹس اور میزائل موجود تھے اور مشین گنوں کے پارٹس بھی تھے۔ چنانچہ خاور نے بیٹھنے سے پہلے باکس سے دو مشین گنوں کے پارٹس نکالے اور پھر انہیں جوڑ کر اس نے مشین گنیں تیار کیں اور پھر ان میں میگزین فل کر کے خاور نے ایک مشین گن تنویر کی طرف دیا دی جبکہ دوسری اپنے ہاتھ میں لے کر وہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر نے مشین گن اس انداز میں ایڈجسٹ کر لی کہ وہ باہر سے نظر بھی نہ آئے اور وہ جب چاہے آسانی سے اسے اٹھا کر نیچے بھی اتر سکے۔  
” جیسے ہی میں کار روکوں تم نے فائر کھول دینا ہے“..... تنویر نے کہا۔ وہ شاید ایکشن لینے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہا تھا۔

طرف کو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ عقبی طرف اوپر جانے کے لئے سیدھیاں موجود ہوں گی لیکن عقبی طرف سہاٹ دیوار تھی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سیدھیاں کمرے کے اندر سے ہیں۔“..... خاور نے کہا اور وہ تیزی سے واپس مڑا ہی تھا کہ اسے سامنے کے رخ پر ایک طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس کے قدم اور تیز ہو گئے اور پھر سائیڈ پر آکر وہ رک گیا۔ اس نے اوپر اوپر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ تنویر غائب تھا جبکہ دوسرے کمرے سے کوئی آدمی باہر بھاگتا رہا تھا اور پھر وہ تیزی سے باہر آیا ہی تھا کہ خاور نے فائر کھول دیا اور وہ آدمی جھجھکا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اسی لمحے تنویر بھی اچھل کر کمرے سے باہر آ گیا۔

”آ جاؤ خاور۔ اب میدان صاف ہے۔“..... تنویر نے چپچپے ہوئے کہا تو خاور دوڑتا ہوا سامنے آ گیا۔

”کیا ہوا تھا؟“..... خاور نے کہا۔

”میں نے اس کمرے میں کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنی تو میں فائرنگ کرتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ایک دیوار سے سیدھیاں نکل کر سامنے آ گئی تھیں اور ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کئی کئی سیدھیاں پھلانگتا ہوا نیچے آ رہا تھا کہ میں نے اس پر فائر کھول دیا۔ اسی لمحے باہر فائرنگ ہوئی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ دوسرے کمرے سے آدمی باہر آیا ہو گا جسے یقیناً تم نے مار گرایا ہو گا۔“..... تنویر نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اب وہاں ہر طرف ان کی لاشیں پڑی ہوئی نظر آ

طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ خاور بھی تیزی سے کار کے آگے سے مڑ کر کمروں کی طرف بھاگا لیکن اس کی نظریں کمروں کی چھت پر لگی ہوئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرتی ہوئی فائرنگ کر رہی تھی۔ اسی لمحے دونوں کمروں کی چھتوں سے فائرنگ شروع ہو گئی لیکن گولیاں ان دونوں کے سروں کے اوپر سے گزر رہی تھیں کیونکہ خاور کی فائرنگ کی وجہ سے چھت پر موجود ہیوی مشین گنیں چلانے والے آگے بڑھ کر نشانہ نہ لے رہے تھے اور پھر وہ دونوں کمروں تک پہنچ گئے۔ وہ دونوں ہی ایک لمحے کے لئے دروازے کی سائیڈ میں رکے اور پھر انہوں نے مشین گنوں کا رخ اندرونی طرف کر کے فائر کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر اندر داخل ہو گئے تو دوسرے لمحے وہ تیزی سے واپس مڑے کیونکہ کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ شاید اندر موجود افراد فائر ہوتے ہی باہر آئے تھے اور پھر تنویر کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے تھے۔ اوپر مشین گنوں کی فائرنگ اب بھی ہو رہی تھی اور اب گولیاں ان کے بالکل قریب گر رہی تھیں لیکن چھت سے باہر نکلے ہوئے شیڈ کی وجہ سے وہ ان گولیوں سے محفوظ تھے۔ البتہ ان کی کار فائرنگ سے جھلکی ہو گئی تھی۔ شاید گولیاں سیٹ کے نیچے باکس تک نہ پہنچ چکی تھیں ورنہ تو کار لازماً دھماکے سے تباہ ہو جاتی۔

”میں عقب پر جا رہا ہوں۔ تم یہاں چپک کر دو۔“..... خاور نے کہا اور تیزی سے کمرے کی سائیڈ سے دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا عقبی

یو نیفارم بھی پہن لیں اور میک اپ بھی کر لیں اس طرح ہم ہر حال اس اڈے تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔..... خاور نے کہا۔  
"ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔"..... تنویر نے کہا۔ اس دوران دونوں جیسپیں قریب پہنچ چکی تھیں سجونکہ سڑک پر راڈ موجود تھا اور سائیڈوں پر خار دار تاریں تھیں اس لئے دونوں جیسپیں اس راڈ کے پیچھے پہنچ کر رک گئیں اور ان میں سے مسلح فوجی اچھل اچھل کر نیچے اترنے لگے۔  
دونوں جیسپوں سے اترنے والے فوجیوں کی تعداد آٹھ تھی اور پھر وہ دوڑتے ہوئے اندر کی طرف بڑھنے لگے۔

"آؤ ہم عقبی طرف سے ان جیسپوں کے قریب پہنچ جائیں۔ یہ سامنے کے رخ جائیں گے اور پھر عقبی طرف کو آئیں گے۔"..... تنویر نے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں کڑوں کی عقبی دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے اس راڈ کے قریب پہنچ گئے۔ دونوں جیسپیں خالی تھیں۔

"ان جیسپوں کی اوٹ لے لو۔ یہ ہمارے لئے فائدہ مند رہے گا۔"..... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے جیسے ہی جیب کے عقب میں گئے اسی لمحے فوجی دوڑتے ہوئے عقبی طرف پہنچے۔

"اوہ۔ اوہ۔ فائرنگ کرنے والے چلے گئے ہیں۔ ہمیں انہیں آگے چیک کرنا چاہیے۔"..... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور تنویر نے دیکھا کہ عقبی طرف چار فوجی تھے جن میں سے دو کیپٹن رینک کے

رہی تھیں۔  
"اب آگے کیسے جایا جائے۔ یہاں تو کوئی جیب بھی نہیں ہے اور کار تو چھٹی ہو چکی ہے۔"..... خاور نے اوہر اوہر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا انہیں عقبی طرف سے دور سے جیسپوں کے آنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔  
"اوہ۔ عقبی طرف سے جیسپیں آرہی ہیں شاید۔ آؤ۔"..... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے کڑوں کی سائیڈ سے ہو کر عقبی طرف پہنچ گئے اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ دو فوجی جیسپیں تیز رفتاری سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

"اوہ۔ یہ فائرنگ کی آوازیں سن کر آرہی ہیں۔ ہمیں ان پر فائر کھول دینا چاہیے۔"..... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔  
"نہیں تنویر۔ ہماری فائرنگ سے یہ سب ہلاک نہیں ہوں گے اور پھر انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیتا ہے۔ یہ بہر حال یہاں آ کر رکیں گے اور پھر سامنے کے رخ پر جائیں گے۔ اس دوران ہم ایک جیب اڑا لیں گے اور دوسری کے ٹائروں پر فائر کر کے اسے بے کار کر دیں گے۔"..... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ میں اپنے عقب میں اپنے دشمن زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا اس لئے ان کا خاتمہ بہر حال کرنا ہو گا۔"..... تنویر نے کہا۔  
"تو پھر ان میں سے دو اپنے قدمقامت کے آدمی چن کر ان کی

صورت حال کسی بھی لمحے غراب ہو سکتی تھی۔ خاور دوڑتا ہوا سامنے کے رخ پر گیا اور پھر اس نے باری باری دونوں کمرے چیک کئے۔ اسے یقین تھا کہ قانون کے مطابق کسی ایک کمرے میں میڈیکل باکس بھی موجود ہو گا اور پھر اسے ایک کمرے کے کونے میں موجود بڑا سا میڈیکل باکس نظر آگیا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا وہ عقبی طرف زمین پر پڑے ہوئے تصویر تک پہنچ گیا۔ تصویر کی حالت پہلے سے بھی زیادہ غراب ہو چکی تھی۔ اس نے جلدی سے میڈیکل باکس وہاں رکھا اور اسے کھول کر اس نے اس میں موجود پانی کی بوتلیں اور دوسرا سامان نکالنا شروع کر دیا۔ وہ یہاں آپریشن ٹونہ کر سکتا تھا لیکن بہر حال وہ چاہتا تھا کہ فوری طور پر اس کا خون نکلنا بند ہو جائے۔ پھر اس نے زخم دھوئے اور ان پر پینٹینگ کرنا شروع کر دی۔ اسے یہ معلوم تھا کہ اندر گولیاں موجود ہیں جنہیں نکالنا ضروری تھا لیکن یہاں وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس نے خون روک کر سامان دوبارہ میڈیکل باکس میں رکھا اور پھر باکس اٹھا کر وہ جیب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب میں باکس رکھا اور پھر واپس مڑ کر اس نے تصویر کو اٹھا کر کاندھے پر اس طرح لاوا کہ اس کے پیٹ پر دباؤ نہ پڑے۔ پھر اسے لا کر اس نے جیب کی عقبی سینوں کے درمیان کھلی جگہ پر لٹا دیا۔ اس نے بھاگ کر راڈ ہٹا دیا اور خود وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے جیب سنارت ہو کر تیزی سے آگے بڑھی اور پھر اچھائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی

تھی۔ وہ عقبی طرف کھڑے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے واپس راڈ کی طرف بڑھ رہے تھے اور تصویر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال جیب کی سائیڈ سے نکالی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں اسے مار کر کرتے تھوڑا ہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ماحول گونج اٹھا اور چاروں جھپٹتے ہوئے نیچے گر کر گر چھپنے لگے۔ اسی لمحے جیب کی دوسری سائیڈ سے جس طرف خاور تھا تھوڑا ہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور ایک بار پھر انسانی جھنجھٹ گونج اٹھیں لیکن پھر اس پر فائرنگ شروع ہو گئی مگر ایک مشین گن سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک فوجی بچ جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

”میں عقبی طرف سے ہو کر جا رہا ہوں۔ تم ادھر کا خیال رکھنا۔“

تصویر نے کہا اور پھر جیب کی اوٹ سے نکلا اور جھٹکے جھٹکے انداز میں دوڑتا ہوا عقبی طرف پہنچ گیا لیکن ابھی وہ سائیڈ کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک کمرے کی سائیڈ سے تھوڑا ہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور تصویر جھنجھٹا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اسی لمحے سائیڈ سے ایک فوجی آگے بڑھا جی تھا کہ تصویر نے وہیں پڑے پڑے اس پر فائر کھول دیا اور وہ فوجی جھنجھٹا ہوا نیچے گر گیا جبکہ خاور سائیڈ سے نکل کر بے تحاشا دوڑتا ہوا تصویر کی طرف بڑھا۔ تصویر کے جسم میں خون نکل رہا تھا اور اس کا جسم اب بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ خاور قریب پہنچا تو اس کا چہرہ پریشانی سے بگڑا گیا تھا کیونکہ تصویر کو پانچ چھ گولیاں لگی تھیں اور سب اس کے پیٹ پر لگی تھیں اور جس انداز میں خون نکل رہا تھا اس سے

وجہ سے اس کو اس حالت میں بھی یاد تھا کہ وہ یورپی میک اپ میں ہے اور یہ یہودیوں کا ہسپتال ہے۔ اس کے سجدے میں گرتے ہی سب کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مسلمان ہے اور پھر ظاہر ہے وہ پکڑا جائے گا۔ اسی لمحے اسے ایک خالی کمرہ نظر آگیا تو وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دوڑ کر دروازہ بند کیا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح فرش پر ہی سجدے میں گر گیا جیسے صدیوں کے بعد اسے سجدہ کرنے کا موقع ملا ہو اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ وہ گنگو اکر تنور کی زندگی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ نجانے وہ کتنی دیر تک اسی حالت میں سجدے میں پڑا گزرتا رہا کہ اچانک اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس کے سر پر ٹیٹھتھکا سا ہوا اور وہ وہیں سجدے کی ہی حالت میں پہلو کے بل گر پڑا۔ اسی لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی پھیلی چلی گئی۔ پھر جس طرح تاریکی اس کے ذہن پر پھیلی تھی اس طرح تیزی سے سمٹتی چلی گئی اور خاور کو جیسے ہی ہوش آیا وہ بے اختیار یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ہسپتال کے اس کمرے کی بجائے جہاں وہ تنور کی صحت کے لئے سجدے میں گرا اللہ تعالیٰ کے سامنے گزرتا رہا تھا ایک اور ہال بنا کمرے میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے فولادی باکس کے اندر جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس کی صرف گردن اور سر اس فولادی باکس سے باہر تھا۔ باقی پورا جسم اس فولادی باکس کے اندر کسی ایسے انداز میں

چلی گئی۔ خاور کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ تنور کو فوری طور پر کسی ہسپتال تک نہ پہنچا سکا تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور اس نے آتے ہوئے راستے میں دوسری طرف جانے والی سڑک کے کنارے پر ایک پرائیویٹ ہسپتال کا بورڈ دیکھا تھا اس لئے اب وہ جیب کو اسی ہسپتال کی طرف لے جانا چاہتا تھا۔ جیب اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی اور خاور ہونٹ پیچھنے خاموش بیٹھا ہوا تھا اور پھر مین روڈ پر پہنچ کر اس نے جیب کو واپس شہر کی طرف موڑ دیا لیکن اس نے اس کی رفتار کم نہ کی تھی اور پھر کچھ دیر بعد اسے وہ بورڈ نظر آگیا تو اس نے جیب اس ذیلی سڑک پر دوڑا دی۔ تھوڑا سا آگے جاتے ہی اسے ہسپتال کی عمارت نظر آگئی۔ اس نے جیب ہسپتال کے اندر لے جا کر روک دی۔

"سٹریچر لاؤ۔ سٹریچر لاؤ۔ جلدی....." خاور نے نیچے اتر کر چیخے ہوئے کہا تو وہاں موجود امیر جنسی کے ملازم بھاگ بڑے اور چند لمحوں بعد تنور کو عقبی بنگلے سے اٹھا کر سٹریچر پر ڈال دیا گیا لیکن خاور کا بچہ تنور کی حالت دیکھ کر بچہ سا گیا کیونکہ تنور آخری سانس لے رہا تھا۔ تنور کو ہسپتال کے اندر لے جایا گیا لیکن خاور کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی اپنی روح اس کے جسم سے نکل گئی ہو۔ اس کے کندھے لٹک سے گئے اور چہرہ بچہ سا گیا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھاتا گیا لیکن بہر حال وہ آگے بڑھتا رہا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ برآمدے میں ہی سجدے میں گر پڑے لیکن اس کی مخصوص تربیت نہ

اچارج اور لارڈ بوٹمین کا نمبر ٹو ہوں اور تم اس وقت جیوش چمنل کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو..... اس آدمی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”کلیئر کے بعد کا کیا مطلب ہوا۔ کیا کلیئر کو عہدے سے ہٹا دیا گیا ہے.....“ خاور نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا حالانکہ اس نے خود تنویر کے ساتھ مل کر کلیئر کو اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کیا تھا۔

”بٹنا نہیں دیا گیا۔ اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ بہر حال اب یہ انٹرویو ختم۔ تم بتاؤ کہ تم اور جہار ساتھی کیا اکیلے ہی گوام پہاڑی پر واقع ایئر فورس سپاٹ کو تباہ کرنے گئے تھے یا جہارے ساتھ اور لوگ بھی شامل تھے..... جیکارڈ نے کہا۔

”میرے ساتھی کی کیا پوزیشن ہے.....“ خاور نے پوچھا۔  
 ”وہ بدترین نازک حالت میں ہسپتال لایا گیا تھا اور ڈاکٹروں کو اس کے بچ جانے کی ایک فیصد بھی امید نہ تھی لیکن پھر چانک اس کی حالت سنبھلنے لگ گئی اور اب وہ خطرے سے باہر ہے۔“ جیکارڈ نے جواب دیا تو خاور نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی اور تنویر کو نئی زندگی مل گئی۔  
 ”تم ہسپتال کیسے پہنچ گئے تھے.....“ خاور نے کہا۔

”یہ ہسپتال جیوش چمنل کے تحت بھی ہے اور ایئر فورس سپاٹ پر ہونے والی کسی ایمرجنسی کے لئے بھی بنایا گیا ہے۔ تم اپنے ساتھی

بکڑا ہوا تھا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت تک نہ دے سکتا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اس ہال کمرے میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ میں کہاں آگیا ہوں۔ یہ کس قسم کا باکس ہے.....“ خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باکس کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا جو اس کے جسم کے چاروں طرف موجود تھا اور یہ اس انداز کا تھا جیسے اس میں کسی قسم کا کوئی جوڑ ٹیک نہ ہو۔ البتہ وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنے پیروں کے زور پر کھڑا ہے۔ اس کے ذہن میں فوراً تنویر کا خیال آیا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔ اسی لمحے ہال کا اگلیا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کے بال چھوٹے اور سپرنگ جیسے تھے لیکن وہ تمام قیامی آدمی جبکہ اس کے پیچھے ایک دوسرا آدمی تھا جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریویو کنٹرول جیسا آلہ تھا۔

”ہو نہہ۔ تو تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہو۔ کیا نام ہے جہار.....“ سپرنگ جیسے بالوں والے نے باکس کے سامنے کھڑے ہو کر خاور کو غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی سرو لہجے میں کہا۔  
 ”پہلے تم اپنا تعارف کرواؤ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں کس سے بات کر رہا ہوں اور جہاری اہمیت کیا ہے.....“ خاور نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔  
 ”میرا نام جیکارڈ ہے اور میں باس کلیئر کے بعد جیوش چمنل کا

”میں باس“..... اس آدمی کے ہونٹ کر جواب دیا۔

”اس کی زبان کھلواد لیکن اسے مرنا نہیں چاہئے“..... جیکارڈ نے

کہا۔

”میں باس“..... اس آدمی کا پر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا رخ خاور کے جسم کے گرد فولا دی باکس کی طرف کیا اور کوئی بن دیا یا تو خاور کو لکھت زور دار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہو اور کرنٹ کی طاقت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی ہو۔ اس کے ہونٹ جھپٹے ہوئے تھے۔ وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پھر جسم میں دوڑنے والے کرنٹ کی وجہ سے ہونے والی تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہوتی چلی گئی اور اس کے منہ سے پھلے کر اہیں نکلیں اور پھر چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا چہرہ اور گردن پسینے میں شرابور ہو چکی تھی۔ تکلیف کی شدت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اور جس قدر اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا اتنی ہی تکلیف بڑھ جاتی جبکہ چیخنے سے اسے قدرے ریلیف محسوس ہو رہا تھا اس لئے اب وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔ پھر اچانک جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا۔ اس کے جسم سے گزرنے والا کرنٹ اچانک غائب ہو گیا اور خاور کو لکھت یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے بھڑکتے ہوئے الاؤ سے نکال کر تیغ پانی کے حوض میں ڈال دیا ہو۔ وہ بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

کو زخمی حالت میں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ کی جیب میں لے گئے تھے۔ یہ جیب دہاں پہچان لی گئی اور پھر سپاٹ پر اطلاع دی گئی۔ دہاں تم لوگوں نے چیک پوسٹ پر واقعی انتہائی بھیانک قتل عام کیا تھا۔ بہر حال ہیڈ کو آرٹر اطلاع دی گئی تو پھر میں نے چیف لارڈ بو فمین سے بات کی۔ میری خواہش تھی کہ تم دونوں کو سپاٹ پر لے جا کر سب کے سامنے گولیوں سے اڑا دیا جائے لیکن لارڈ صاحب کا خیال تھا کہ دو آدمی اس قدر آدمیوں کو ہلاک نہیں کر سکتے اور انہوں نے مجھے حد دیا کہ زخمی کی دہاں نگرانی کی جائے اور ہمیں ہیڈ کو آرٹر لاکر پوچھ گچھ کی جائے اور تم سے ساری تفصیلات معلوم کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی باقی ٹیم کو ٹریس کر کے سب کو ہلاک کر دیا جائے اس نے ان کے حکم پر ہمیں دہاں سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا۔ جیکارڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہم دو آدمی ہی دہاں گئے تھے اور اگر میرا ساتھی زخمی نہ ہو جاتا تو ہم اس سپاٹ کا خاتمہ کر کے ہی واپس آتے“..... خاور نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز کہاں ہیں“..... جیکارڈ نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ ہم دو ساتھی علیحدہ کام کر رہے ہیں۔ ہمارا دوسروں سے کوئی رابطہ یا تعلق نہیں ہے“..... خاور نے جواب دیا۔

”کارپر“..... جیکارڈ نے اپنے پیچھے کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

کہ اچانک کرٹ چھلے کی طرح ٹکھٹ ختم ہو گیا اور ایک بار پھر اسے ایسے ہی محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کو اہتائی بھڑکتے ہوئے الاؤ سے نکال کر کسی نے اہتائی تار پانی میں ڈال دیا ہو لیکن اس بار اس تبدیلی نے اس کے ذہن کو ماؤف کر دیا تھا اور اس کے حواس جیسے گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے تھے۔

”یہ صرف ٹریڈ تھا مسٹر۔ اصل فلم تو ابھی چلائی ہی نہیں گئی اور تمہیں محسوس ہو گیا ہو گا کہ اگر اصل فلم چلا دی جائے تو تمہارا کیا حشر ہو گا اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ سب کچھ بچ بچا بتا دو“..... جیکارڈ نے کہا۔

”میرا ساقھی، ہسپتال میں زخمی پڑا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی ہمارا ساقھی نہ تھا“..... خاور نے جواب دیا۔

”تم وہاں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ پر کیوں جا رہے تھے۔ کیا مقصد تھا تمہارا“..... جیکارڈ نے کہا۔

”ہم کوئی نہ کوئی دھماکہ کرنا چاہتے تھے تاکہ ہم اپنی کارگزاری کا ثبوت دے سکیں“..... خاور نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ کار پر اب بڑی ڈوز دو اسے۔ اس کے اعصاب واقعی خامے مضبوط ہیں“..... جیکارڈ نے بات کرتے کرتے کار پر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں باس“..... کار پر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاور کے جسم میں ایک بار پھر کرٹ دوڑنے لگا۔ خاور سمجھ گیا کہ اس بار تکلیف چھلے سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہو گی اس لئے اس نے اپنے ذہن کو بلیٹک کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن اسے دیر ہو گئی تھی۔ تکلیف اس قدر تیزی سے بڑھی تھی کہ اس بار وہ کراہ تک نہ سکا تھا اور اس کے حلق سے اہتائی خوفناک چیخیں جیسے خود بخود نکلنے لگ گئی تھیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے آگ پر زندہ بھونا جا رہا ہو

تپہ نہیں کون کون خواہ خواہ اس لگائے پھر مار رہا ہے۔ تم اکیلے  
نور کی بات کر رہے ہو۔..... جویا نے کہا تو عقبی سیٹ پر موجود  
صدیقی اور چوہان دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”جب آدمی ساتھ بیٹھا ہوا ہو تو خواہ خواہ کا لفظ استعمال نہیں  
ہوتا۔ جیسے صفدر کے ساتھ اس کی آس بیٹھی ہوئی ہے۔..... عمران  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور تمہارے ساتھ..... جویا نے ہنستے ہوئے کہا۔  
”میرے حصے میں تو چلو بھریانی اور پانی بھی فٹنر شدہ آیا ہے۔“

ان نے جویا کے پورے نام کو اس انداز میں استعمال کرتے  
کے کہا اور جویا کا چہرہ بگڑنا شروع ہو گیا۔  
”عمران صاحب اگر آپ ہیڈ کو اٹر کال کر کے اس کلب سے بات  
لیجئے تو زیادہ بہتر تھا۔..... اچانک عقبی سیٹ پر موجود صدیقی نے

کہ وہ شاید فوری طور پر موضوع بدلنا چاہتا تھا۔  
”کیا بات کرتا۔ کیا اسے سینا کلب شادی کے لئے بک کرانے کی  
ت کرتا لیکن پہلے صفدر اور صالحہ سے تو پوچھ لو۔..... عمران نے

ب دیتے ہوئے کہا۔  
”وہ ظاہر ہے آپ کے اس انداز میں بات کرنے سے بوکھلا جاتا  
آپ خود ہی تو کہا کرتے ہیں کہ بوکھلایا ہوا آدمی تمام حفاظتی

امات بھول جاتا ہے۔..... صدیقی نے کہا۔  
”وہ ایسا آدمی نہیں ہے۔ وہ انتہائی تربیت یافتہ انجینئر ہے۔“

دو کاریں انتہائی تیز رفتاری سے سینا کلب کی طرف بڑھی چلی جا  
رہی تھیں۔ دونوں کارڈن میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔  
آگے جانے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ  
سیٹ پر جویا موجود تھی اور دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر  
تھا اور اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عمران  
کی کار کی عقبی سیٹ پر صدیقی اور چوہان موجود تھے جبکہ صفدر والی  
کار کی عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور نعمانی موجود تھے۔

”تنویر اور خاور دونوں سے ہمارا رابطہ ہی نہیں ہے۔ رابطہ تو ہوتا  
چاہئے تھا۔..... جویا نے کہا۔

”دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ رابطہ نہیں  
ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بے چارہ تنویر خواہ خواہ آس لگائے پھر رہا  
ہے۔..... عمران نے جواب دیا تو جویا بے اختیار ہنس پڑی۔

”کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف اف جی پی فائیو۔ کلیر سے بات کراؤ“..... عمران نے کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ سر۔ باس کلیر کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رہائش گاہ پر ان کی لاش ملی ہے۔ اب باس جیکارڈ ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھرا آئے تھے۔

”جیکارڈ سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”وہ سپیشل ہال میں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ وہ اس سے پوچھ گچھ کرنے میں مصروف ہیں۔ اگر کوئی عام سا پیغام ہو تو مجھے بتا دیں ورنہ پھر مجھے جا کر انہیں بلانا پڑے گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ شاید بولنے والی سب کچھ اس اعتماد سے بتائے چلی جا رہی تھی کہ دوسری طرف بات کرنے والا کرنل ڈیوڈ ہے۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی۔ وہ کیسے پکڑا گیا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”سر۔ میں آپ کے ماتحت کام کر چکی ہوں اس لئے میں آپ کو سب کچھ بتا دیتی ہوں ورنہ مجھے حکم نہیں ہے کسی کو کچھ بتانے کا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

”تم فکر نہ کرو۔ کیا نام ہے جہارا“..... عمران نے کہا۔

عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے کہ صدیقی درست کہہ رہا ہے۔ تمہیں اس کے خصوصی فون نمبر کا علم ہے تو کسی پبلک فون بوٹھ سے اسے فون کر دو۔ کم از کم اس کی موجودگی یا عدم موجودگی کے بارے میں تو علم ہو جائے گا“..... جو یانے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑ جائے گا“..... اس بار جوہان نے کہا۔

”بڑا فرق پڑے گا۔ کلیر اگر وہاں موجود نہ ہو تو پھر ہمیں زیادہ آسانی ہو جائے گی“..... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ واقعی جہاری بات درست ہے“..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے ایک پبلک فون بوٹھ کی طرف کار موڑ دی اور پھر فون بوٹھ کے سامنے کار روک دی۔ اس کے عقب میں آنے والی کار بھی اس کے پیچھے آکر رک گئی۔ عمران کا کار دروازہ کھول کر نیچے اترا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“..... صفدر نے اپنی کار کی کھڑکی سے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔

”سہی پوچھنے جا رہا ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ لڑکا یا لڑکی“..... عمران نے جواب دیا اور پھر فون بوٹھ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ۱۱۱۱ کرنے شروع کر دیئے کیونکہ یہاں لوکل کال فری تھی۔

”ہیں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

ہیں..... لوسیائے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے تمہارا شکریہ۔ میں پھر جیکارڈ سے بات کر لوں گا"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور تیزی سے فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

"خاور اور تنویر دونوں نے کسی ایئر فورس آپریشنل سپاٹ پر حملہ کیا۔ ان میں سے ایک شدید زخمی ہو کر اس آپریشنل سپاٹ کے قریب کسی ہسپتال میں ہے جبکہ دوسرا ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا ہے اور اس سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ کلیر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کام تنویر اور خاور نے کیا ہو گا اور یہ آپریشنل سپاٹ دراصل لیبارٹری ہو گا ورنہ تنویر وہاں حملہ کبھی نہ کرتا"..... عمران نے صفدر کی کار کے قریب جا کر تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو پھر"..... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"زخمی کو بعد میں چیک کریں گے فی الحال جو ہیڈ کوارٹر میں ہے اسے ان سے رہائی دلائی ہے ورنہ یہ لوگ یقیناً اسے ہلاک کر دیں گے اس لئے اب ڈائریکٹ ایکشن ہو گا۔ اب کسی پلاننگ کا وقت نہیں رہا"..... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا"..... جولیا نے حیرت مبرے لہجے میں کہا تو عمران نے نگار سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی اور پھر ساری تفصیل انہیں بتادی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ نجائے کون زخمی ہوا ہے"..... جولیا اور دوسرے ساتھیوں نے پریشان ہو کر کہا۔

میرا نام لوسیائے جناب۔ میں پہلے بھی جی پی فایو میں فون آپریٹر تھی۔ پھر مجھے یہاں بھجوا دیا گیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں واپس نہ صرف جی پی فایو میں لے جاؤں گا بلکہ تمہیں وہاں اعلیٰ عہدہ بھی ملے گا"..... عمران نے کرئل ڈیوڈ کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب۔ کلیر کی موت کے بعد جیکارڈ باس بن گیا تو اسے ایئر فورس آپریشنل سپاٹ سے اطلاع ملی کہ دیورپی آپریشنل سپاٹ کی پہلی چیک پوسٹ پر ایک کار میں پہنچے اور وہاں انہوں نے قتل عام کر دیا۔ وہاں چلنے والی گولیوں کی آوازیں سن کر سپاٹ سے دو بھیس بھجوائی گئیں تو ان بیچوں پر سوار فوجیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا البتہ دونوں آدمیوں میں سے ایک انتہائی زخمی ہو گیا تھا۔ دوسرا اس زخمی کو فوجی جیب میں ڈال کر اسے سپاٹ کے لئے مخصوص ایئر فورس ہسپتال جو کہ مین روڈ کی دوسری طرف ہے لے گیا۔ چونکہ جیب سپاٹ کی تھی اس لئے وہاں کے انچارج ڈاکٹر نے اس کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو دی جس پر باس جیکارڈ نے چیف باس سے بات کی تو انہوں نے انہیں زندہ پکڑ کر ان سے پوچھ گچھ کرنے کا حکم دیا جس پر باس جیکارڈ نے اپنے آدمی ہسپتال بھیجے۔ زخمی کی حالت ایسی نہ تھی کہ اسے لایا جاتا البتہ دوسرے آدمی کو بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا اور اب باس جیکارڈ ہسپتال ہال میں اس سے پوچھ گچھ کر رہے

اثبات میں سر ہلا دیا بلکہ کار سے اتر کر اس کے قریب موجود باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھنے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سینا کلب پہنچ گئے۔ یہ خاصی وسیع عمارت تھی اور پوری عمارت سرخ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ وہ سب اندر داخل ہوئے۔ وہاں پارکنگ میں خاصی کاریں موجود تھیں اور لوگ اندر آ جا رہے تھے جن میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اطمینان سے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ہال میں خاصے افراد موجود تھے۔ ویئرز کے علاوہ چار پانچ مسلح محافظ بھی موجود تھے اور ایک طرف کاؤنٹر کے قریب بھی دو مسلح افراد موجود تھے۔

”ان ویئرز اور مسلح افراد کا پہلے خاتمہ ہو گا“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکالا اور دوسرے لمحے ہال مشین پستل سے نکلنے والی گولیوں کی تڑتھاہٹ اور انسانی جیٹوں سے گونج اٹھا۔ پہلے ہی راونڈ میں نہ صرف تمام ویئرز بلکہ مسلح محافظ بھی سب فرش پر بڑے عجب ہے تھے۔

”سب لوگ باہر نکل جائیں“..... عمران نے پچھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا جو عقبی طرف دیوار میں موجود تھا اور پھر اس دروازے سے نکل کر وہ سیدھیاں اترتا ہوا نیچے ایک بڑے سے دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ عمران نے لات مار کر دروازہ

”زخمی کو بعد میں دیکھا جائے گا فی الحال جو ان کی قید میں ہے اسے ہم نے چھڑانا ہے اس لئے اب ڈائریکٹ ایکشن ہو گا۔ سب حیار ہو جائیں“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جو لیا اور عقبی سیٹ پر موجود صلیبی اور چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان سب کے چہروں پر یکثرت انتہائی جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ دونوں کاریں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آخر کار اس سڑک پر پہنچ گئیں جہاں سینا کلب تھا اور پھر عمران نے کار سینا کلب سے کافی پہلے ایک پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔ چونکہ یہاں پارکنگ سے ہٹ کر کار روکنا جرم تھا اور فوراً پولیس پہنچ جاتی تھی اس لئے عمران نے کار پارکنگ میں روکی تھی اور چونکہ یہ پارکنگ خالی بڑی ہوئی تھی اس لئے صفدر نے بھی اپنی کار اسی پارکنگ میں ہی لے جا کر روک دی۔

”مخصوص اسلحے لو۔ ہم نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دینا ہے“..... عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب وہ سائنسی حفاظتی انتظامات“..... صفدر نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”وہ کلب کے بعد شروع ہوتے ہیں اس لئے ہمیں وہاں ہال میں اس کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کلب میں قتل عام ہوتے ہی لازماً اندر سے لوگ باہر آئیں گے اس طرح وہ خود ان انتظامات کو آف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے“..... عمران نے کہا تو نہ صرف صفدر نے

گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حواس بھی اس کا ساتھ چھوڑتے  
چلے گئے البتہ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ وہ اور  
اس کے ساتھی ہٹ ہو گئے ہیں۔

کھولا اور دوسرے لمحے اس کے مشین پستل نے گولیاں اگلا شروع کر  
دیں۔ نیچے جوئے کی میزوں موجود تھیں اور زور شور سے جوا ہو رہا تھا۔  
ارد گرد خامسے مسلح محافظ موجود تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے بھی  
اندر داخل ہو کر پوزیشنیں سنبھال لیں تھیں اور چونکہ یہ سب کچھ  
اجانک ہوا تھا اس لئے محافظ سنبھلنے سے پہلے ہی ختم ہو گئے۔

"سب لوگ باہر چلے جائیں"..... عمران نے جیج کر کہا تو وہاں  
جوا کھیلنے والے میزوں پر بڑے رنگ برنگے نوکنوں کو جن کے بدلے  
انہیں کاؤنٹر سے کرنسی ملتی تھی چھوڑ چھاڑ کر اپنی جانیں بچانے کے  
لئے سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑے جبکہ عمران دوڑتا ہوا اس ہال کے  
عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ اس عقبی  
دروازے سے آگے یقیناً جیوش چنٹل کے ہیڈ کوارٹر کا راستہ ہو گا۔  
اس نے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس کے مشین پستل نے  
گولیاں اگلا شروع کر دیں لیکن اس بار گولیوں کا رخ چھت کی طرف  
تھا جہاں لگے ہوئے رنگ برنگے بلب یکے بعد دیگرے گولیاں لگنے  
سے ٹوٹنے چلے جا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے پیچھے  
اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک دیواروں  
اور چھت کے درمیان جوڑے تیز سرخ رنگ کی روشنی کے دھارے  
سے نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر بڑے اور عمران کو یوں  
عموس ہوا جیسے اس کا ذہن ایک لمحے کے لئے سرخ رنگ کے  
دھوئیں میں چھپ گیا ہو لیکن پھر یہ سرخی سیاہی میں تبدیل ہوتی چلی

یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دروازے کے دھاری سورت میں آدمی اندر داخل ہو رہے تھے اور ہر ایک نے اپنے کاندھے پر کسی بے ہوش آدمی کو لاوا ہوا تھا۔ ان کی تعداد سات تھی۔ آخر میں کاپر اندر داخل ہوا۔

”اوہ۔ اچھا ہوا ہے کہ یہ آدمی ابھی تک بے ہوش ہے۔ انہیں فرش پر لٹا دو۔ جلدی کرو۔ چیف باس لارڈ فوٹین آنے والا ہے۔ اس کی آمد سے پہلے انہیں آرن باکس میں بند کرنا ہے۔ یہ اہتہائی خطرناک لوگ ہیں۔“ کاپر نے کہا اور پھر ان آدمیوں نے کاندھوں پر لڑے ہوئے بے ہوش افراد کو فرش پر لٹانا شروع کر دیا اور خاور کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ وہ انہیں دیکھتے ہی ہتھان گیا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ گو وہ سب میک اپ میں تھے لیکن ظاہر ہے خاور کی نظروں سے وہ چھپ نہ سکتے تھے۔

”کاپر آگے بڑھا اور خاور کے قریب آکر اس نے دیوار پر کسی جگہ ہاتھ رکھا تو سرور کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھل گئی اور ایک فولادی باکس باہر آگیا۔ کاپر اسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر سات فولادی باکس جب دیوار سے باہر آگئے تو وہ واپس مڑ کر اس ہال کے درمیان میں اکھڑا ہو گیا۔

”اب انہیں کھولو اور انہیں اندر ڈال کر بند کر دو۔“ کاپر نے کہا تو دو آدمیوں نے صفدر کو اٹھایا اور خاور کے قریب والے

خاور کے ذہن پر چھائی ہوئی سیاہی جس تیزی سے پھیلی تھی اسی تیزی سے غائب ہوتی چلی گئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن آنکھیں کھولتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ ہال خالی تھا۔ نہ وہاں جیکارڈ تھا اور نہ کاپر۔

”یہ کہاں چلے گئے اور کیوں۔“ خاور نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس فولادی باکس سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ وہ اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ کس طرح کھلے گا۔ ابھی وہ اس کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہال کا دروازہ کھلا۔ خاور نے فوراً ہی اپنی گردن سائیڈ پر اس انداز میں کر دی جیسے وہ ابھی تک بے ہوش ہو۔ اس نے سوچا تھا کہ اس طرح شاید اسے کچھ مزید وقت مل سکے البتہ اس کی آنکھوں میں جھری موجود تھی اور پھر وہ

ہونے کی سرے سے کنجاش ہی نہ تھی اس لئے وہ بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی لمحے اسے صفدر کے کرہنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک ایک کر کے سب لوگ ہوش میں آتے چلے گئے۔

”یہ ہم کہاں ہیں؟“..... صفدر نے کہا تو خاور بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ صفدر نے بے ہوشی سے ہوش میں آنے کے باوجود یو پی لہجے میں ہی بات کی تھی۔

”جیوش چنل کے ہیڈ کوارٹر میں؟“..... خاور نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ سب کی گردنیں خاور کی طرف مڑ گئیں۔

”خاور تم۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر زخمی ہوا ہے۔“ عمران کی انتہائی پریشان سی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ لیکن اس کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔“..... خاور نے کہا۔

”یہ ہمیں اس انداز میں کیوں جکڑا گیا ہے حالانکہ یہ لوگ تو ہمیں فوراً گولیوں سے اڑا دیتے۔“..... عمران نے کہا۔

”کیونکہ لارڈ بوفمن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی زیارت کرنے آرہا ہے۔“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو ہمیں فوراً ان باکسرز سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔“..... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”باکس کو کھولنے کا طریقہ تو مجھے آتا ہے لیکن میرا قدمبہا ہے اس

باکس کی طرف آئے اور اسے وہیں فرش پر لٹایا جبکہ ایک آدمی نے باکس کے سامنے والے کنارے پر ہاتھ رکھا تو باکس سائیڈ سے کھل کر اس طرح آدھا دوسری طرف گھوم گیا جیسے دروازہ کھلتا ہے۔ پھر ان دونوں نے صفدر کو اٹھا کر اس باکس میں کھڑا کر دیا اور پھر دروازہ بند کیا تو ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی باکس دوبارہ بند ہو گیا۔ اب صفدر کی گردن سائیڈ پر ڈھکی ہوئی تھی اور اس کا پورا جسم باکس میں بند ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سب بے ہوش افراد کو اسی طرح باکسز میں بند کر دیا گیا تو کارپرنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریڈیو کٹرول بنا آلہ صفدر کے باکس کی طرف کیا اور اس کے دوسرے لہجے اس کا رخ اس کے ساتھ والے باکس کی طرف کر دیا۔ اس طرح باری باری اس نے باقی سب باکس کی طرف آلے کا رخ کیا اور پھر آلہ جیب میں ڈال لیا۔

”اب یہ لارڈ صاحب کے آنے سے پہلے خود بخود ہوش میں آجائیں گے۔ آؤ چلیں۔“..... کارپرنے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب مڑے اور ایک ایک کر کے ہال سے باہر چلے گئے۔ جب ہال کا دروازہ بند ہوا تو خاور نے سر اٹھایا اور پھر اس نے اپنے سر کو آگے کی طرف جھکایا تاکہ اپنی پیشانی اس کنارے پر رکھ کر اس باکس کو کھول سکے لیکن کنارہ کافی نیچے تھا اور باوجود کوشش کے اس کی گردن اس قدر نہ جھک سکتی تھی کہ اس کی پیشانی یا پھرے کا کوئی حصہ کنارے تک پہنچ سکے اور باکس کی بندش کی وجہ سے اس کے جسم کے آگے جھکے

نے کہا جگہ اس کے پیچھے آئے اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر فرش پر بے حس و حرکت اور بے ہوش پڑی ہوئیں صالحہ اور جولیا کو اٹھا کر دوبارہ انہی باکسوں میں ڈالا اور پھر باکس بند کر دیئے۔

"انہیں بے ہوش ہی رہنا چاہئے جب تک چیف باس نہیں آ جاتا..... کارپرنے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے مسلح ساتھی بھی اس کے پیچھے واپس چلے گئے۔

"کیا کلیئر جہازے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے خاور..... اچانک عمران نے فرانسیسی زبان میں خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"ہاں۔ اسے ہم نے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا تھا۔" خاور نے بھی اسی زبان میں جواب دیا۔

"وہ کس طرح۔ وہ تو انتہائی لڑاکا اور انتہائی تربیت یافتہ تھا۔ کیا اچانک مارا گیا ہے..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تتور سے اس کی باقاعدہ لڑائی ہوئی اور تتور نے اسے لڑائی میں شکست دینے کے بعد ہلاک کیا..... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویل ڈن تتور۔ ویل ڈن۔ یہ واقعی کارنامہ ہے۔ گڈ شو۔" عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں تتور کی عدم موجودگی میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کلیئر کی موت کی وجہ سے ہی لارڈ بو فین یہاں خود آ رہا ہے۔ اسے شاید جیکارڈ پر اعتماد نہیں ہے اس لئے وہ خود

لئے یہ جگہ سے نہیں کھل پا رہا۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری لٹ۔ اوہ۔ جولیا اور صالحہ انہیں کھول سکتی ہیں..... خاور نے بات کرتے کرتے اچانک ایک خیال کے تحت کہا۔

"کیسے۔ ہمیں بتاؤ جلدی..... جولیا اور صالحہ دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا تو خاور نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔

"تم دونوں کے قدم سے چھوٹے ہیں اس لئے تم اپنی پیٹھیاں آسانی سے سامنے کے کنارے پر رکھ سکتی ہو..... خاور نے آخر میں کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں نے ٹھٹکت اپنے سر جھکائے اور دوسرے لمحے ان دونوں کی پیٹھیاں کناروں تک پہنچ گئیں اور پھر کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے باکس کھل کر سائیڈوں میں چلے گئے تو وہ دونوں تیزی سے باکسوں سے باہر آ گئیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کے باکس کی طرف بڑھیں اچانک چھت سے سرخ روشنی کا دھارا سا نکل کر ان بڑبا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے باکسوں کی طرف بڑھتی ہوئیں وہ دونوں ریت سے خالی ہوتے ہوئے بورڈ کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتی چلی گئیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے منہ سے بے اختیار طویل سانس نکل گئے۔ اب وہ واقعی بے بس ہو چکے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کارپرائنڈر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح افراد تھے۔  
"تم واقعی انتہائی ذہین اور خطرناک لوگ ہو۔ اگر ہم تمہیں سکرین پر چیک نہ کر رہے ہوتے تو تم آزاد ہو چکے ہوتے..... کارپرائنڈر

لیکن عمران صاحب ہو سکتا ہے کہ اس وقت آپ کو مہلت نہ

ملے۔ پھر وہ کافی لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور آپ اکیلے ہوں گے۔  
اچانک کمپنیشن تشکیل نے فرانسیسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا تو  
سب بے اختیار چونک پڑے جبکہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔“..... صفدر نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا۔ اس بار وہ پاکیشیائی زبان میں بولا تھا۔

”کمپنیشن تشکیل تم خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو یا پھر تمہیں  
کوئی ایسا پراسرار علم آگیا ہے کہ تم لاشعور میں موجود خیالات کو بھی  
مکمل کتاب کی طرح پڑھ لیتے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے  
کہا۔

”لیکن ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی۔ مہلت ملنے اور  
اکیلے ہونے کا کیا مطلب۔ ہم یہاں اکیلے تو نہیں ہیں۔“..... خاور نے  
کہا۔

”میں نے پلان بنایا تھا کہ لارڈ بو فمین جب یہاں آئے گا تو اس  
وقت میں باکس کھول لوں گا کیونکہ مجھے یقین ہے لارڈ بو فمین کے  
ساتھ جیکارڈ اور باقی سب لوگ ہوں گے اور اپنی جہاں موجودگی کی  
جگہ سے انہیں جیکنگ کی ضرورت نہ ہو گی اور یہ پلان کمپنیشن تشکیل  
نے جان لیا ہے اس لئے اس نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ باکس  
کھول کر اور باہر نکل کر ان سے لڑنے کی مہلت نہ ملے اور وہ ہم پر  
مکمل کھول دیں۔ پھر دوسری بات یہ کہ ظاہر ہے میں اکیلا باکس سے

ہمیں چمک کر نہ چاہتا ہو گا۔“..... صفدر نے کہا۔

”اب جیکنگ کی ضرورت نہیں رہے گی اسے کیونکہ ہماری  
آوازیں ٹیپ ہو گئی ہوں گی اور ہماری بات چیت بھی اس بات کا  
ثبوت ہو گا کہ ہم کون ہیں۔ بہر حال اب ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوئی  
ترکیب سوچنی ہو گی ورنہ لارڈ بو فمین ہمیں دوسرا سانس ہی نہ لینے  
دے گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ کو شش کیجئے۔ شاید آپ کی گردن ریز کی بنی ہوئی  
ہو۔“..... خاور نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”میری گردن تو اللہ تعالیٰ نے واقعی ریز کی بنائی ہے کیونکہ میں  
نے کئی بار کوشش کی کہ میری گردن اکڑی رہے اور میں بھی بڑا  
آدمی سمجھا جاؤں لیکن کیا کروں جب بھی میں نے اسے اکڑانے کی  
کوشش کی وہ اتنی ہی لچک گئی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے  
کہا۔

”تو پھر کوشش کر دیکھئے۔“..... صفدر نے پھر فرانسیسی زبان  
میں کہا۔ چونکہ وہ یورپین زبانیں روانی سے بول سکتے تھے اس لئے وہ  
سب اس زبان میں ہی بات کر رہے تھے۔

”کوشش کا فائدہ۔ جیسے ہی میں نے گردن جھکائی سرخ روشنی کا  
دھارا مجھے مزید جھکنے پر مجبور کر دے گا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ واقعی اب وہ پہلے سے بھی زیادہ الٹ ہوں گے۔“..... خاور  
نے کہا۔

لے بڑے قافرانہ لہجے میں کہا۔

”ہم مسلمان ہیں جیکارڈ اور مسلمان کی گردنیں صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹھکتی ہیں انسانوں کے سامنے نہیں۔ باقی رہی موت اور زندگی تو موت اور زندگی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے ہمارے سامنے ہماری گردنیں نہیں جھک سکتیں“..... عمران نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا۔

”جہاری مرضی۔ میں نے تو اس لئے کہا تھا کہ جہاری غلط فہمی دور ہو جاتی۔ بہر حال لارڈ صاحب ابھی پہنچنے ہی والے ہیں اس کے بعد جہاری موت یقینی ہو جائے گی اور اگر ہمارے خیال میں جہاری موت نہیں آتی تو ابھی تمہوڑی دیر بعد ہی یہ تجربہ ہو جائے گا۔“ جیکارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے پیچھے کارپر بھی مڑ گیا اور سب سے آخر میں دونوں مسلح آدمی بھی ہال سے باہر چلے گئے اور ہال کا دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

”اب کچھ کرنا پڑے گا“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کیا ابھی کچھ کرنا ہے یا لارڈ بو فمین کی آمد کا انتظار کرنا ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے پاکیشیانی زبان میں کہا تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا ہمارے ذہن میں کوئی ترکیب آگئی ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ خود اسے ابھی تک سمجھ نہ آئی تھی کہ وہ ان باکسوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔

رہا ہوں گا۔ آپ لوگ تو اسی طرح قید ہوں گے۔ ایسی صورت میں تو ظاہر ہے کہ مجھے اکیلا ہی سب کے ساتھ لڑنا پڑے گا“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور خاور سمیت سب کے چہروں پر بے اختیار حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”یہ تو واقعی ذہن پڑھنے والی بات ہے اور پھر ذہن بھی عمران صاحب کا۔ ویری گلد“..... صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور سپرنگ منا بالوں والا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کارپر اور اس کے پیچھے وہ مشین گنوں سے مسلح افراد اندر آگئے۔

”میرا نام جیکارڈ ہے اور میں یہ بتا دوں کہ مجھے فرانسیسی زبان آتی ہے اس لئے تم نے آپس میں جو باتیں کی ہیں وہ مجھے معلوم ہو گئی ہیں اور یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ باس کلیر کو ہلاک کرنے کا ایک یہ آدمی ہے اور دوسرا وہ جو ہسپتال میں پڑا ہے۔ ان دونوں کی موت اب انتہائی عبرتناک ہوگی“..... جیکارڈ نے کہا۔

اور جہاری موت کے بارے میں جہارا کیا جبرہ ہوگا۔ شاندم ہوگی یہ شرمناک“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہارا نام عمران ہے اس لئے جہاری موت واقعی شرمناک ہوگی اور یہ بھی بتا دوں کہ اب تمہیں گردنیں جھکانے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ باکس کے سسٹم کو ہم نے جام کر دیا ہے اس لئے سسٹم طرف سے اجازت ہے بے شک گردن جھکا کر چیک کر لو“۔ جیکارڈ

ریڈ کی مدد سے جام کیا جاسکتا ہے تو پھر اسے ریڈ کی مدد سے آپرٹ بھی کیا جاسکتا ہے۔..... کیپٹن شکیل نے مقامی زبان میں کہا۔  
" لیکن وہ ریڈ کہاں سے آن ہوں گی جو انہیں آپرٹ کریں گی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
" آپ کو تو معلوم ہے کہ ذہن کی قوت سے کاغذ کی پھر کی گھمایا جاسکتا ہے اور آپ تو بہر حال اس فن میں ماہر ہیں۔..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ میں چہاری بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ اوہ۔ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ میں کوشش کرتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی نظریں باکس کے سامنے والے حصے پر لٹکا دیں۔ چند لمحوں تک ہال میں گہرا سکوت طاری رہا۔ پھر اچانک ہلکے سے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے باکس کی سائیڈ میں موجود درزی نمودار ہو گئی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا باکس کھل چکا تھا۔ اب اسے صرف معمولی سی حرکت سے کھولا جاسکتا تھا۔

" وری گڈ کیپٹن شکیل۔ تم واقعی حیرت انگیز حد تک ذہین ہو۔ " صفر نے کہا۔

" یہ سامنے کی بات تھی۔ نجانے عمران صاحب کے ذہن میں کیوں نہیں آتی تھی۔..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر سائیڈ پر موجود صفر کے

" ہاں۔ بڑی آسان سی ترکیب ہے لیکن میں بتا نہیں سکتا کیونکہ لازماً ہماری آواز چٹیک ہو رہی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ وہ پاکیشیائی زبان بھی جانتے ہوں۔..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔  
" لیکن اگر تم نے یہ باکس کھولا تو ریڈ ریز سے جہیں بھی جاملے اور جولیا کی طرح بے ہوش کر دیں گے اس لئے فی الحال خاموش رہو۔..... عمران نے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ لارڈیو فمین جب آئے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس بار مسلح آدمی بھی یہاں اس کے ساتھ آجائیں۔ ایسی صورت میں اکیلا کیپٹن شکیل کچھ نہ کر سکے گا اس لئے ہمیں بہر حال رسک لینا پڑے گا۔..... اس بار صدیقی نے کہا۔  
" لیکن ان ریڈ ریز کا دھار اسب کئے کرانے پر پانی پھیر دے گا۔

پھر..... عمران نے اٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
" اگر آسان ترکیب ہے تو پاکیشیا کی کسی علاقائی زبان میں بتاؤ کیپٹن شکیل۔ لازماً یہ لوگ اس زبان کو نہ جانتے ہوں گے اس طرح ہم سب آزاد ہو سکیں گے۔..... خادو نے کہا۔

" ہاں۔ یہ درست ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم ابھی آزاد ہوں۔ ہم اس وقت بھی آزاد ہو سکتے ہیں جب لارڈیو فمین یہاں موجود ہو اور سب مل کر بہر حال یہاں موجود افراد پر آسانی سے قابو پا سکتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اگر یہ سسٹم غیر برقی

کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"بشرطیکہ جو پس چپلے فٹ ہوں"..... صدیقی نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے چپلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور جیکارڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کار پر تھا اور اس کے پیچھے چپلے کی طرح دو مسلح محافظ تھے۔

"جہادی موت کا وقت آ گیا ہے"..... جیکارڈ نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے فاغرا نہ لچے میں کہا۔

"لیکن عزرائیل جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ تو جہارے ساتھ نہیں آیا۔ میرا مطلب ہے لارڈ بوفمیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے جہادی باتوں کی ٹیپ سن لی ہے اور انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ تم ہی اصل آدمی ہو اس لئے انہوں نے تمہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا ہے اور پھر جہادی لاشیں پریذیڈنٹ ہاؤس بھجوا دی جائیں گی جہاں سے صدر صاحب اور چیف باس دونوں جہادی لاشوں پر قحویں گے"..... جیکارڈ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا اسرائیل کا صدر اور جہارہ چیف باس یہودی نہیں ہیں"..... عمران نے ایسے لچے میں کہا جیسے اسے اچانک یہ خیال آیا ہو۔

"کیا مطلب"..... جیکارڈ نے چونک کر حیرت بھرے لچے میں کہا۔

باکس کے سامنے والے حصے پر نظریں جمادیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اب صفدر کا باکس بھی کھل چکا تھا لیکن صفدر چونکا نہیں تھا کیونکہ ظاہر ہے سکرین پر انہیں چمک کیا جا رہا تھا اس لئے اس نے باکس کھولنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

"تم لوگ آپس میں باتیں کرتے رہو تاکہ سکرین پر ہمیں چمک کرنے والے کھٹاک کی آواز بھی نہ سن سکیں اور انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ہم کیا کر رہے ہیں"..... عمران نے کہا تو سب نے آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیں جبکہ عمران نے باری باری ان کے باکس نظروں کی طاقت سے کھولنے شروع کر دیئے۔ صالحہ اور جولیا کے باکس سب سے آخر میں تھے لیکن عمران نے انہیں نہ کھولا تھا کیونکہ صالحہ اور جولیا دونوں بے ہوش تھیں اس لئے باکس کھلتے ہی ان کے جسموں کے وزن کی وجہ سے ان کے دروازے کھل جاتے اور اس طرح سارا راز سکرین پر منکشف ہو جاتا اور انہیں ریڈ ریز کی مدد سے بے ہوش کر کے باکس دوبارہ جام کر دیئے جاتے اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیتے۔

"آپ کو خصوصی محنت کرنا پڑی ہے عمران صاحب"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے دماغ کی جو پس ہل کر رہ گئی ہیں"..... عمران نے جو آنکھیں بند کئے ہوئے تھا آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں

کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا صرف جسم مفلوج ہو گیا ہو  
لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن تیزی سے تاریک دلدل میں دھنستا چلا  
گیا۔

”بہودی لینا جلتے ہیں دھنا نہیں جلتے اور تھوک بہر حال ان کے  
منہ سے نکلے گی۔ یہ بھی دینے میں ہی شامل ہے۔“..... عمران نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت..... جیکارڈ نے  
لیکھت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی  
سے مڑ کر اپنے مسلح ساتھی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس سے مشین  
گن لینا چاہتا تھا کہ اچانک عمران نے باکس کا دروازہ کھولا۔

”باس یہ“..... کاہر نے جھپٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس  
نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ عمران کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا  
ان سے جا نکل آیا اور وہ سب ایک دوسرے سے نکل کر نیچے گرے ہی  
تھے کہ عمران ان سے نکل کر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور دوسرے  
لمحہ کمرہ صٹ صٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہاتھ میں  
جیکارڈ کے ایک ساتھی کی مشین گن پکڑی ہوئی تھی اور جیکارڈ اور  
اس کے ساتھی جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے گولیوں کی باڑ  
میں دوبارہ نیچے گرے اور چند لمحے بچنے کے بعد ساکت ہو گئے تو  
عمران بجلی کی سی تیزی سے ہال کے دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ اس  
کے ساتھیوں نے تیزی سے اپنے اپنے باکس کھولے اور باہر نکل آئے  
لیکن ابھی عمران دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ لیکھت چھت سے  
سرخ روشنی کے دھارے نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑے  
اور اس کے ساتھ ہی عمران دروازے سے نکل کر نیچے گرا۔ ایک لمحے

یہ مجھے جواب دیا۔

”جیف باس لارڈ بو فمین اب نہیں آ رہے اس لئے باس جیکارڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے ان کو ہلاک کر دے گا۔ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ اندرونی صورت حال تجھے معلوم ہو سکے۔“ کارپرنے کہا۔

”آپ خود سکرین دیکھ رہے ہیں باس۔ وہ سب باکسز میں بند ہیں اور اب تو باکسز اوپننگ سسٹم بھی جام کر دیا گیا ہے۔ اب تو وہ کسی صورت بھی باکسز نہیں کھول سکتے۔“..... کراؤن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”اوکے“..... کارپرنے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر کارپر، جیکارڈ اور دو مسلح آدمی سپیشل ہال میں داخل ہوتے دکھائی دیے تو کراؤن سیدھا ہوا کر بیٹھ گیا کیونکہ اب وہ ان کی موت کا تماشہ دیکھنا چاہتا تھا۔ باس جیکارڈ ان لوگوں سے باتوں میں مصروف تھا کہ اچانک کراؤن کو ہاتھ روم کی حاجت محسوس ہوئی۔ وہ فوراً اٹھا اور طعہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ ایک بیماری کی وجہ سے وہ ہاتھ روم کی حاجت کو روکنے پر قادر نہ تھا۔ ویسے بھی اب سپیشل ہال کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا البتہ اسے یہ افسوس تھا کہ عین وقت پر ہاتھ روم کی حاجت کی وجہ سے وہ ان کی موت کا تماشہ نہ دیکھ سکے گا لیکن وہ چونکہ مجبور تھا اس لئے تیز قدم اٹھاتا ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ہاتھ روم سے فارغ ہو کر وہ باہر آیا اور پھر ابھی وہ

کراؤن جیوش چنسل کے ہیڈ کوارٹر میں سپیشل روم کی مشینری کا آپریٹر تھا۔ اس وقت وہ سپیشل روم سے طعہ آپریٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر مستطیل شکل کی ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس پر ایک بڑی سی سکرین بھی روشن تھی اور اس سکرین پر سپیشل ہال کا منظر واضح تھا۔ سپیشل ہال میں فولادی باکسوں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ قید تھے اور چونکہ اس ٹیم کی دو عورتوں نے انتہائی حیرت انگیز طور پر اپنے باکس کھول لئے تھے اس لئے اب وہ پوری طرح محتاط تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کارپر جو کہ باس جیکارڈ کا نمبر ٹو تھا اندر داخل ہوا۔

”سب اوکے ہے ناں کراؤن“..... کارپرنے کراؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس باس۔ میں پوری طرح محتاط ہوں۔“..... کراؤن نے بیٹھے

لوگوں پر ہڑے اور وہ سب اس طرح فرش پر گر گئے جیسے جراثیم کس  
دوا کے چھڑکاؤ سے حشرات الارض گرتے ہیں۔ کراؤن نے بٹن سے  
ہاتھ ہٹالیا۔ اب جیکارڈ، کارپر اور دونوں مسلح محافظ بھی ساکت ہڑے  
ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ قیدی بھی جو باکسر سے باہر نکل  
آئے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ باکسر تو جام تھے۔ یہ کیسے کھل گئے۔  
اوہ۔ اسے تو میری کوتاہی اور نااہلی سمجھا جائے گا۔ اب کیا کیا جائے۔  
میرا تو کورٹ مارشل ہو جائے گا“..... کراؤن نے بری طرح  
بوکھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مجھے مارٹن سے مشورہ کرنا چاہیے۔ وہ میرا دوست ہے اور وہ  
سیکورٹی چیف بھی ہے“..... کراؤن نے ایک بار بھر بڑبڑاتے ہوئے  
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی سائینس پر ہڑے ہوئے فون  
کارسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو  
کراؤن نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

”کراؤن بول رہا ہوں“..... کراؤن نے اپنے آپ کو سنبھالتے  
ہوئے کہا۔

”مارٹن بول رہا ہوں کراؤن۔ چیف باس کا فون آیا ہے۔ وہ  
معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان قیدیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے یا  
نہیں۔ تم بتاؤ تاکہ میں چیف باس کو اطلاع کر دوں“..... دوسری  
طرف سے مارٹن نے کہا۔

کرسی پر بیٹھنے ہی نہ پایا تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے  
ایک قیدی کو باکس کو کھول کر کسی پرندے کی طرح اڑ کر باس  
جیکارڈ پر اور ان کے پیچھے موجود مسلح افراد سے ٹکراتے دیکھا اور وہ  
سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر گئے۔

”اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو“..... کراؤن نے تیزی سے کرسی پر  
بیٹھنے کی کوشش کی لیکن جلدی اور بوکھلاہٹ کی وجہ سے وہ کرسی  
سے لٹک کر کرسی سمیت دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کے ساتھ ہی اسے  
مشین گن کی فائرنگ اور انسانی میتھوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ  
پہلے سے زیادہ بوکھلاہٹ کے عالم میں اٹھا اور اس نے جب سکرین پر  
دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے کرسی اٹھانے اور سیڈھی کرنے کا  
ہوش ہی نہ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جیکارڈ، کارپر اور مسلح محافظ  
سپیشل ہال کے فرش پر ہڑے چرپ رہے تھے جبکہ وہ آدمی جو باکس  
سے نکلا تھا اندر والی دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں  
مشین گن تھی جبکہ اس کے باقی ساتھی سوائے ان دو عورتوں کے  
اپنے اپنے باکس کھول کر باہر نکل رہے تھے اور کراؤن کے ذہن میں  
دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ اسی لمحے اس نے اس مشین گن بردار  
کو تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا تو جیسے اسے  
ہوش آگیا ہو۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین کے مختلف بٹن  
پریس کرنے شروع کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی ہال کی چھت سے  
سرخ روشنی کے دھارے نکل کر پورے ہال میں پھیلے ہوئے ان

سائیں لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے لرسی سیدھی کی اور اس پر بیٹھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن روم کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لمبا سڑنگا مارٹن اندر داخل ہوا تو کراؤن بے اختیار اچھل پڑا۔

”آؤ دیکھو۔ مارٹن دیکھو۔ یہ کیا ہو گیا ہے“..... کراؤن نے کہا تو مارٹن تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سکرین کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”یہ باکسر کھل کیسے گئے تھے۔ دو تو ابھی تک جام ہیں جن میں دو عورتیں موجود ہیں“..... مارٹن نے کہا۔

”تپہ نہیں۔ پہلے ان دونوں عورتوں نے باکسر کھول لئے تھے۔ میں نے انہیں بے ہوش کیا تو کاربر نے انہیں دوبارہ باکسر میں ڈال دیا اور مجھے حکم دیا کہ سارے باکسر جام کر دیئے جائیں۔ میں نے جام کر دیئے لیکن پھر اچانک باکسر کھل گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے باس جیٹ روڈ، کارپر اور دو مسلح افراد کو ہلاک کر دیا۔ بڑی مشکل سے میں نے انہیں بے ہوش کیا ہے“..... کراؤن نے کہا۔

”لیکن باکسر کھل گئے۔ یہ لوگ باہر آئے اور پھر چار افراد کو ہلاک کرنے تک تمہیں کافی وقت ملا ہوگا۔ تم انہیں ایک بین دبا کر بے ہوش کر سکتے تھے۔ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا“..... مارٹن نے کہا۔

”مارٹن تم میرے دوست ہو۔ تم جانتے ہو کہ جب مجھے ہاتھ روم

”اوہ نہیں مارٹن سہاں تو سارا معاملہ ہی الٹ ہو گیا ہے۔ باس جیٹ روڈ، کارپر اور دو مسلح محافظ ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے ان قیدیوں کو جو آئرن باکسر سے نکل آئے تھے ریڈ ریز کی مدد سے بے ہوش کیا ہے۔ میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ جہاری کال آگئی۔ میں نے آئرن باکسر کا سسٹم جام کر دیا تھا لیکن نجانے انہوں نے انہیں کیسے کھول لیا۔ فارگاڈ سیک میری مدد کرو۔ ایسا نہ ہو کہ آئرن باکسر کے اس طرح کھلنے پر میرا ہی کورٹ مارشل کر دیا جائے اور ویسے بھی باس جیٹ روڈ کے بعد اب تم باس بن گئے ہو“..... کراؤن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ دہری سیڈ۔ یہ نو بہت غلط ہو گیا۔ اب اگر میں نے چیف باس کو بتا دیا تو چیف باس نے ہم سب کے خلاف ایکشن لے لینا ہے“..... مارٹن بھی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔

”کچھ کرو مارٹن۔ فارگاڈ سیک کچھ کر دو۔ یہ تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں انہیں تو ہلاک کر دیا جائے گا لیکن باس جیٹ روڈ اور کارپر کی موت کو کس طرح ایڈجسٹ کیا جائے۔ یہی اصل مسئلہ ہے۔“

کراؤن نے کہا۔

”اوکے میں چیف باس کو کہہ دیتا ہوں کہ ابھی باس جیٹ روڈ ان سے معلومات حاصل کر رہا ہے۔ پھر میں وہاں آجاتا ہوں پھر کچھ سوچ کر دوبارہ فون کر کے کہہ دیں گے“..... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کراؤن نے بھی بے اختیار ایک طویل

فکر رہو تمہاری کوئی مخالفت نہیں کرے گا..... کراؤن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ پھر انہیں ہلاک کر دیں۔ پھر جا کر میں چیف باس کو ساری صورت حال اس انداز میں بتاؤں گا کہ تمہاری غلطی سامنے نہیں آئے گی..... مارٹن نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ چیف باس خود یہاں آکر حالات کا جائزہ لیں گیونکہ باس جیکارڈ کی موت ان کے لئے خاصا بڑا دھچکا ہو گی اس لئے میرا خیال ہے کہ انہیں دوبارہ باکسر میں بند کر دیتے ہیں اور پھر تم چیف باس کو ساری صورت حال بتا دو۔ پھر چیف باس جیسے کچے لپسے کر لینا..... کراؤن نے کہا۔

"لیکن تمہاری یہ باتھ روم جانے والی بات سامنے لانی پڑے گی۔ پھر کیا کرو گے..... مارٹن نے کہا۔

"یہ بات تم نے بتانا۔ میں خود ہی کوئی آپریشنل خرابی کی بات کروں گا..... کراؤن نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس طرح بات واقعی بن جائے گی۔ اس تکنیکی خرابی وجہ سے باکسر بھی کھل گئے..... مارٹن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ورنہ تو مجھے فوراً موت کی سزا سنائی جائے گی۔ میں آف سکرین آف ہونے کی بات کروں گا..... کراؤن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہو گا کہ تم خود چیف باس کو مطمئن کرو۔ بہر حال اچھی بات یہ ہے کہ یہ لوگ فرار نہیں ہو سکے۔

کی حاجت ہوتی ہے تو میں رک نہیں سکتا۔ اس لئے میں باتھ روم میں چلا گیا تھا۔ چونکہ باکسر جام تھے اور باس جیکارڈ کا پر اور دو مسلہ افراد اندر موجود تھے اس لئے میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں جب واپس آیا تو یہ لوگ باس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر چکے تھے..... کراؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"دوبری بیڈ۔ تمہاری ذرا سی غفلت سے باس جیکارڈ کا پر اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے۔ اب تمہیں کورٹ مارشل سے کوئی نہیں بچا سکے گا..... مارٹن نے کہا تو کراؤن کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"میرے دوست۔ فار گاڈ سیک مجھے بچا لو۔ پلیز..... کراؤن نے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

"میری ایک شرط ہے..... مارٹن نے کہا۔  
"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے..... کراؤن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں مجھے ہیڈ کوارٹر کا چیف بنانے میں میری مدد کرنا ہو گی۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا جہاں کافی بڑا گروپ ہے اگر یہ گروپ مخالفت نہ کرے تو میں آسانی سے جہاں کا چیف بن جاؤں گا۔ میرا بھی وعدہ کہ میں جہاں کا باس بنتے ہی تمہیں اپنا نمبر نو بنا دوں گا۔ مارٹن نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ تم بے

آؤ پہلے انہیں باکسر میں بند کر دیں۔..... مارٹن نے کہا اور کراؤن  
نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلے  
ہوئے آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھر  
ہال میں داخل ہو کر ان دونوں نے مل کر عمران اور اس کے  
ساتھیوں کو ایک ایک کر کے واپس باکسر میں ایڈجسٹ کیا اور پھر  
باکسر بند کر دیئے۔

”آؤ اب میرے ساتھ چلو تاکہ چیف باس اگر تم سے تفصیل  
مطلوب کرنا چاہے تو تم انہیں بتا سکو۔..... مارٹن نے کہا اور کراؤن  
نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں ہال کے  
دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

جولیا کی آنکھیں یکثرت کھلیں تو وہ بے اختیار چونک کر سیدھی ہو  
گئی۔

”اوہ اوہ۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ یہ لوگ کیسے ہلاک ہو گئے ہیں۔“  
جولیا نے حیرت بھرے انداز میں سامنے پڑی ہوئی بیکارڈ کارپر اور دو  
مسلح محافظوں کی لاشیں دیکھتے ہوئے کہا جبکہ اس کے ساتھی اسی  
طرح باکسر میں بند بے ہوش تھے۔ اسی لمحے صالطہ کے کراہنے کی آواز  
سنائی دی تو جولیا نے چونک کر صالطہ کی طرف دیکھا۔ صالطہ بھی ہوش  
میں آ رہی تھی جبکہ عمران اور اس کے ساتھی بدستور بے ہوش تھے۔  
”یہ سب کیا ہے۔..... صالطہ نے بھی ہوش میں آتے ہی حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔

”میں خود بھی تم سے چند لمحے پہلے ہوش میں آئی ہوں۔ مجھے نہیں  
معلوم کہ یہ سب کیا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ ہمارے ساتھی تو باکسر

"اگر ہماری آوازیں ان تک پہنچ رہی ہیں تو کیوں نہ ہم انہیں

کسی طرح جہاں بلالیں"..... صالحہ نے کہا۔

"کس طرح"..... جویا نے چونک کر کہا۔

"کوئی بھی جہاں کیا جاسکتا ہے"..... صالحہ نے جواب دیا۔

"اوه نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ہم ان کے دشمن ہیں دوست

نہیں کہ وہ ہماری مدد کے لئے آجائیں گے۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہو

گا"..... جویا نے کہا اور صالحہ خاموش رہی۔

"اوه۔ اوه۔ ویری گڈ۔ اوه۔ ویری گڈ"..... اچانک صالحہ نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کا باکس کھل

گیا تو جویا بے اختیار ذہنی طور پھر اچھل پڑی کیونکہ جسمانی طور پر تو

اچھلنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔

"یہ یہ تم نے کیسے کھول لیا۔ کیا ہوا"..... جویا نے اہتائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جویا تمہارے بازو حرکت کر سکتے ہیں کیونکہ باکس ہمارے

جسموں سے بہر حال زیادہ کھلے ہیں۔ سامنے کے رخ ایک تار کنارے

کے ساتھ ساتھ جاری ہے میری انگلی اچانک اس سے ٹکرا گئی تھی۔

میں نے اس تار کو کھینچا تو یہ کھل گیا۔ تم بھی کوشش کرو۔ یہ اب

شاید اندر سے ہی کھل سکتا ہو۔ باہر سے نہیں"..... صالحہ نے باہر آ

کر کہا تو جویا نے اشبات میں سر ہلا یا۔

"اوه ہاں۔ واقعی تار ہے"..... جویا نے اچانک کہا اور پھر چند

میں بند ہیں اور بے ہوش ہیں۔ پھر انہیں کس نے ہلاک کیا ہے۔"

جویا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جہاں کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ شاید

جہاں بغاوت ہو گئی ہے اس لئے اب ہمیں پہلے باکسز سے باہر نکلنا

چاہئے"..... صالحہ نے کہا۔

"لیکن یہ چھت سے نکلنے والی سرخ روشنی کا کیا کریں گے"۔ جویا

نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ آخر کوشش تو ضروری ہے"۔ صالحہ نے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باکس کے سامنے والے حصے پر اپنی

ٹھوڑی رکھ کر اسے دبایا لیکن باکس نہ کھلا۔ اور جویا نے بھی یہی

کوشش کی۔ چونکہ وہ پہلے اس انداز میں باکسز کھول چکی تھیں اس

لئے جب اسی انداز میں دوبارہ کوشش کے باوجود باکسز نہ کھلے تو ان

کے چہروں پر اہتائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ اس بار باکسز کیوں نہیں کھل رہے"..... صالحہ

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ سسٹم کو جام کر دیا گیا ہے ورنہ یہ لازماً کھل

جاتے"..... جویا نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے"..... صالحہ نے کہا۔

"اس بار ان باکسز سے تو ساری ٹیم ہی بری طرح بے بس کر دی

ہے"..... جویا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کیا ہوا۔ یہ عورتیں کہاں گئیں"..... ایک حیرت

بحری آواز سنائی دی۔

"ہم یہاں ہیں..... اچانک جویا نے دروازے کو دھکیل کر بند کرتے ہوئے کہا تو چاروں بھلی کی سی تیزی سے مزے ہی تھے کہ جویا کے ہاتھ میں موجود مشین گن نے گولیاں اگلا شروع کر دیں اور ہال کمرہ انسانی میچوں سے گونج اٹھا۔ وہ چاروں ہی اچھل کر نیچے گرے تھے۔ ان میں سے دو کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ دو خالی ہاتھ تھے۔ صالحہ کو مشین گن چلانے کی مہلت ہی نہ ملی تھی اس لئے وہ خاموش کھڑی رہی تھی۔ وہ چاروں جلد لپٹے تھپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ جویا نے گولیاں ان کے سینوں پر فائر کی تھیں اس لئے وہ زیادہ دیر تک تڑپ بھی نہ سکے تھے۔

"ان میں سے ایک کو زندہ رہنا چاہئے تھا تاکہ اس سے معلومات حاصل کر لی جاتیں"..... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپریشننگ روم میں ہمیں چیک کیا جا رہا ہو۔ آؤ چلیں۔ ہمیں چیلے اس آپریشننگ روم پر قبضہ کرنا ہو گا۔ جویا نے کہا اور مڑ کر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گئی۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ جویا نے اسے دھکیل کر چیک کیا۔

"اوہ۔ یہی آپریشننگ روم ہے۔ لیکن یہ تو خالی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو میں چیک کرتی ہوں"..... جویا نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ

لمحوں بعد اس کا باکس بھی کھٹاک سے کھل گیا اور جویا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے اور وہ باکس کھول کر باہر آ گئی۔

"اب انہیں کیسے کھولیں۔ یہ تو بے ہوش ہیں۔ یہ کیسے اندر سے کھولیں گے"..... جویا نے عمران اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مردوں کے جسموں کے لحاظ سے یہ باکس خالصے تنگ ہیں جویا اس لئے اگر یہ ہوش میں بھی ہوں تب بھی یہ اندر سے انہیں نہیں کھول سکتے۔ ہمیں ان کے آپریشننگ روم میں جانا ہو گا"..... صالحہ نے کہا۔

"اوہ۔ ابھی تک تو وہ ریڈیٹ فائر نہیں ہوتیں۔ آؤ جلدی کر دو۔ یہ مشین گن اٹھا لو میں دوسری مشین گن لے لیتی ہوں"۔ جویا نے کہا اور صالحہ بھی ریڈیٹ کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی اور پھر ان دونوں نے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اور مشین پشٹل اٹھالئے لیکن ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھیں کہ انہیں دروازے کی دوسری طرف سے تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ آنے والے کئی افراد تھے۔ وہ دونوں بھلی کی سی تیزی سے دروازے کی دونوں سائیڈوں میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑی ہو گئیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور یکے بعد دیگرے چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ چونکہ وہ دونوں دروازے کے دونوں بٹنوں کے پیچھے آ گئی تھیں اس لئے اندر آنے والے انہیں نہ دیکھ سکے تھے۔

عمران کو باہر نکال کر فرش پر لٹا دیا۔ اس کے ساتھ ہی جویا نے عمران کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ لیکن جب کچھ در تک ایسا کرنے کے باوجود عمران کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار نہ ہوئے تو جویا نے ہاتھ ہٹائے لیکن اس کے پھرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کوئی نوکدار چیز ڈھونڈو۔ اب اس کی گردن کے عقب میں کٹ لگانا ہو گا تاکہ خون نکلنے سے اعصاب کو تحریک مل سکے۔“ جویا نے کہا۔

”نوکدار چیز تو نہیں ہے یہاں۔“..... صالحہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر ایک لاش کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کسی کی جیب میں کوئی خنجر وغیرہ موجود ہو۔

”ارے ارے عمران کو ہوش آرہا ہے۔ وری گڈ۔“..... اچانک جویا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صالحہ تیزی سے سیدھی ہو گئی اور پھر اس کے پھرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”واہ۔ ایک نہیں دو دو۔ واہ۔“..... عمران نے آنکھیں کھولتے ہی کہا۔

”جلدی کرو ہم انتہائی نازک حالات میں ہیں۔ جلدی کرو۔ جلدی اٹھو۔“..... جویا نے جھک کر عمران کو باقاعدہ چھوڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم۔ جویا اور صالحہ۔ میں سمجھا تھا کہ میں جنت میں پہنچ گیا

تیزی سے اندر داخل ہو گئی۔ میز پر موجود مشین کی سکرین پر اس ہال کا منظر ابھی تک نظر آرہا تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ جویا نے طعنے باندھ دیا کہ وہ بھی چپک کیا لیکن وہاں بھی کوئی آدمی نہ تھا تو وہ تیزی سے مشین کی طرف لپکی اور پھر اس نے مشین کا پلگ ہی ساکٹ سے نکال دیا کیونکہ مشین خاصی پیچیدہ تھی اور ویسے بھی اس کے پاس ایسا وقت نہیں تھا کہ وہ مشین کو سمجھنے کی کوشش کرتی اس لئے اس نے بجلی کی سپلائی بند کر کے اسے مکمل طور پر آف کر دیا تھا اور پھر دھڑکے سے باہر آ گئی۔

”مشین تو میں نے آف کر دی ہے اس لئے چلو پہلے ساتھیوں کو ہوش میں لے آئیں کیونکہ یہ خاصا وسیع و عریض ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر ہم اچھ گئیں تو شاید ہماری واپسی نہ ہو سکے۔“..... جویا نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں دوڑتی ہوئیں واپس اس ہال میں آ گئیں۔

”تم باہر رو۔ میں باکس کھولنے کی کوشش کرتی ہوں۔“ جویا نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے سب سے پہلے عمران کے باکس کے آگے والے حصے کو پریشان کیا تو کھٹاک کی آواز سے باکس کھل گیا اور جویا خوشی سے اچھل پڑی۔

”لیکن انہیں ہوش کیسے آئے گا۔“..... صالحہ نے کہا۔ وہ باکس کھلنے پر تیزی سے قریب آ گئی تھی تاکہ بے ہوش عمران کو جویا کے ساتھ مل کر سنبھال کر باکس سے باہر نکال سکے اور پھر انہوں نے

وجہ سے یہ فوراً ہوش میں نہیں آرہے لیکن لامحالہ ان کے ذہن پر سانس بند ہونے کی وجہ سے دباؤ بڑ گیا ہو گا اور رد عمل کا آغاز ہو چکا ہو گا۔..... عمران نے کہا تو جو یا نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ عمران کی بات وہ سمجھ گئی تھی کہ پہلے ہوش میں نہ آنے کی باوجود عمران کو از خود ہوش کیسے آ گیا تھا۔ بعد لمحے انتظار کرنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر تھک کر صغیر کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور اس بار اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو جو یا اور صالحہ بھی آگے بڑھیں اور پھر انہوں نے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی کارروائی دوبارہ کرنی شروع کر دی۔ عمران بھی آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سب ہوش میں آ گئے۔

”آؤ اب اس ہیڈ کو اوپر پر ہم نے قبضہ بھی کرنا ہے اور اس کے اسی اسلحہ خانے میں کوئی بم بھی نصب کرنا ہے۔ آؤ..... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔“

ہوں..... عمران نے تیزی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔  
”عمران صاحب صورت حال بڑی دھماکہ خیز ہے۔..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”ظاہر ہے۔ دو دھماکے اگلے ہو جائیں تو ایسا ہی ہو گا۔ لیکن یہ سب کیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اوپر اوپر دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ یہ چار نئی لاشیں وجود میں آ چکی ہیں۔..... عمران نے ان لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جنہیں جو یا نے فائرنگ کر کے ختم کیا تھا اور جو یا نے جلدی سے اسے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب تک کے سارے واقعات بتا دیئے۔

”اوہ۔ مشین آف ہونے کی وجہ سے جام کرنے والا سسٹم بھی آف ہو گیا۔ چلو ساتھیوں کو نکالیں۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے۔..... عمران نے کہا اور پھر ان تینوں نے مل کر بعد ہی لمحوں بعد باقی باکسر کھول کر اپنے ساتھیوں کو باہر نکالا اور پھر انہوں نے ان کے ناک اور منہ بند کر کے انہیں ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن ان میں سے کوئی بھی اس طرح ہوش میں نہ آیا۔

”تم تو ہوش میں آ گئے لیکن یہ ہوش میں نہیں آرہے۔..... جو یا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ بھی آجائیں گے۔ ریڈر کی وجہ سے بے ہوش ہیں جس کی

میں تم یہاں لانے گئے تھے تو مجھے تمہارے بچ جانے کی ایک فیصد  
بھی امید نہ تھی لیکن پھر شاید تمہاری قوت مدافعت نے کام دکھایا  
اور تم حیرت انگیز طور پر خطرے سے باہر آ گئے اور اب بھی میرا خیال  
تھا کہ تمہیں ہوش کافی در بعد آنے کا لیکن تمہیں ہوش آ گیا۔ ڈاکٹر  
نے جھک کر اسے چیک کرنے کے ساتھ ساتھ بولے ہوئے کہا۔

”مجھے یہاں کون لایا تھا“..... تمور نے پوچھا۔

”تمہارا ساتھی۔ وہ تمہیں فوجی جیپ میں لے آیا تھا“..... ڈاکٹر

نے جواب دیا۔

”اب وہ کہاں ہے اور یہ ہسپتال کس کا ہے“..... تمور نے کہا  
تو ڈاکٹر نے ایک طول سانس لیا۔

”تمہارے ساتھی کو جیوش چیسل والے گرفتار کر کے لے گئے  
ہیں اور تم بھی حراست میں ہو۔ باہر جیوش چیسل کے دو آدمی موجود  
ہیں اور اس ہسپتال کا تعلق بھی جیوش چیسل سے ہے“..... ڈاکٹر  
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ہسپتال کہاں ہے۔ کیا گوام پہاڑی کے قریب ہے۔“ تمور  
نے کہا۔

”ہاں۔ گوام پہاڑی کو یہی سڑک جاتی ہے۔ اس کے مخالف  
سمت میں اس ہسپتال کو سڑک نکلتی ہے۔ یہ ہسپتال ایئر فورس  
پریشپل سپاٹ کی ایمرجنسی کے لئے یہاں بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ  
ساتھ علاقے کے دوسرے مریضوں کی بھی ٹرینٹمنٹ کی جاتی ہے۔

تمور ہسپتال میں بیڈ پر سیدھا لیٹا ہوا تھا۔ اس کے جسم کو بیڈ  
کے ساتھ کلپ کر دیا گیا تھا اس لئے تمور صرف سر اور گردن کو  
حرکت دے سکتا تھا۔ اس نے ہوش میں آنے کے بعد وہاں موجود  
نرس سے اپنے اور خاد کے بارے میں پوچھنا چاہا لیکن نرس کوئی  
جواب دینے بغیر خاموشی سے باہر چلی گئی تھی اس لئے تمور بڑا اب  
سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا اور اس ہسپتال کا تعلق کس سے  
ہے۔ اسے یاد تھا کہ وہ کس طرح ہٹ ہو گیا تھا اور اسے ہوش اس  
ہسپتال میں آیا تھا۔ تھوڑی در بعد دروازہ کھلا اور تمور نے گردن  
موڑی تو ایک ادھیر عمر ڈاکٹر اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے وہی  
نرس تھی جو اسے بغیر کوئی جواب دینے باہر چلی گئی تھی۔

”تمہیں ہوش آ گیا۔ درمی گڈ۔ تمہارے اندر واقعی بے پناہ قوت  
مدافعت ہے ورنہ جس طرح تمہیں گولیاں لگی تھیں اور جس حالت

لیا تھا۔ گو اسے اٹھنے میں تکلیف تو کافی ہوئی لیکن بہر حال وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ اپنی تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے لمبے لمبے سانس لے رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

”اوہ۔ تم اٹھ کر بیٹھ سکتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب تمہیں لے جایا جاسکتا ہے۔“..... ان میں سے ایک نے کہا۔  
”کہاں؟“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔  
”ہیڈ کوارٹر اور کہاں۔“ ولسن جا کر کار کا انتظام کرو اور کلب ہتھکڑی بھی لے آؤ۔“..... اس آدمی نے کہا تو دوسرا آدمی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”میرا ساتھی کہاں ہے؟“..... تنویر نے پوچھا۔  
”اسے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تھا اور یقیناً اب تک وہ ہلاک ہو چکا ہوگا۔“..... اس آدمی نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھیج لے۔  
”کیا تم صرف اندازے سے بات کر رہے ہو یا تمہیں حتمی طور پر معلوم ہے؟“..... تنویر نے کہا۔

”میں تو اس وقت سے یہاں ہوں۔ دیکھ اندازہ ہی ہے کیونکہ باس کسی کو زیادہ دیر زندہ رکھنے کا قائل ہی نہیں ہے۔“..... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”ایسی بات تھی تو پھر تجھے بھی یہاں گولی ماری جاسکتی تھی۔“

چونکہ تم دونوں فوجی جیپ میں آئے تھے اور غیر ملکی تھے اس لئے جیوش چیٹل کے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی اور پھر وہاں سے لوگ آئے اور تمہارے ساتھی کو لے گئے۔“..... ڈاکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”ایک منٹ ڈاکٹر۔“..... تنویر نے کہا تو ڈاکٹر مڑ آیا۔  
”کیا ہے۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟“..... ڈاکٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔  
”یہ بتا دیں کہ میرے جسم کو آپ نے بیڈ کے ساتھ کیوں کھپ کیا ہوا ہے۔ کیا ایسا زخموں کی وجہ سے ہے یا آپ کا خیال ہے کہ میں اس حالت میں بھی فرار ہو سکتا ہوں؟“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ میں کھول دیتا ہوں۔ چونکہ تم بے ہوش تھے اس لئے ایسا کیا گیا تھا تاکہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ یہاں سے فرار ہونے کی بات تو سوچنا ہی غلط ہے کیونکہ اس حالت میں تم فرار کیسے ہو سکتے ہو؟“..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے اس کے کھپ کھول دیئے۔

”شکریہ ڈاکٹر۔“..... تنویر نے کہا اور ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ نرس خاموشی سے اس کے پیچھے باہر چلی گئی تھی۔ دروازہ جیسے ہی بند ہوا تنویر نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ بہر حال اس نے یہاں سے فرار ہونے کا فیصلہ کر

تھے۔ جہاں تک کلپ ہتھکڑی کا تعلق تھا ظاہر ہے اسے اس کی پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ آسانی سے اسے کھول سکتا تھا۔ باہر لے آکر اسے کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا۔ پھر اس کی دائیں طرف راجر بیٹھ گیا تھا جبکہ ولسن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی اور کار حرکت میں آ گئی۔

”ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟“..... تنویر نے پوچھا۔  
 ”خاموش بیٹھو.....“ راجر نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار ہسپتال سے نکل کر پچھلے مین روڈ پر پہنچی اور پھر تیزی سے مڑ کر شہر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تنویر اب خاموش بیٹھا دل ہی دل میں ان کے خاتمے اور کار پر قبضہ کرنے کا پلان بنا رہا تھا لیکن پھر اسے اچانک خاور کا خیال آ گیا۔ اگر وہ جیوش پیٹل کے ہیڈ کوارٹر میں تھا تو پھر اسے بھی ہیڈ کوارٹر جانا چاہیے تاکہ وہ خاور کو وہاں سے نکال سکے لیکن پھر اسے خیال آیا کہ خاور اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ زخمی ہونے کی وجہ سے اس قدر جدوجہد نہ کر سکے کہ ہیڈ کوارٹر سے خود بھی باہر آ سکے اور خاور کو بھی لاسکے اس لئے اس نے آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ کار پر قبضہ کر لے۔ اس نے کلپ ہتھکڑی کا بٹن پریس کر کے اسے کھول لیا تھا لیکن اس کے دونوں بازو دیسے ہی اس کے عقب میں تھے۔  
 ”آخر بتانے میں کیا حرج ہے کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟“..... تنویر نے کہا۔

تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
 ”باس نے تم سے پوچھ گچھ کرنا ہوگی“..... اس آدمی نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ولسن اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی سسٹرچر اٹھائے ہوئے تھے۔ ولسن نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کلپ ہتھکڑی بھی اس آدمی کی طرف بڑھا دی۔  
 ”سسٹرچر کی ضرورت نہیں ہے میں چل سکتا ہوں“..... تنویر نے نیچے اترنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔  
 ”جسٹس کے لئے وہ لاکھڑا یا پھر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا۔“ حیرت انگیز۔ تم واقعی حیرت انگیز ہو“..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”ایسی کوئی بات نہیں مسٹر.....“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام راجر ہے“..... اس آدمی نے کہا تو تنویر نے قدم بڑھائے اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔  
 ”ولسن قانون کے مطابق اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنا دو۔“ راجر نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر رک گیا۔ اس نے خود ہی اپنے دونوں ہاتھ اپنی پشت کی طرف کر دیئے اور ولسن نے اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی پہنا دی۔ تنویر یہ سب کچھ جان بوجھ کر کر رہا تھا کیونکہ اس نے بہر حال جہاں سے فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس کے نقطہ نظر سے یہ لوگ اس کام میں اس کی مدد کر رہے

تور نے پہلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور دوسرے نے اس کا بازو  
کی طرف لپکا اور راجر کا اوپر والا جسم اچھل کر کار کے اندر آیا ہی  
تھا کہ تور کا دوسرا بازو ایک بار پھر گھوما اور ہتھکڑی پوری قوت سے  
راجر کے سر پہنچی اور اس کا جسم ہلکتا ڈھیلا پڑ گیا تو تور تیزی سے  
کھسکا اور دوسری طرف سے دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ سڑک سنسان  
پہنچی ہوئی تھی۔ تور نے سب سے پہلے دروازہ کھول کر ولسن کو باہر  
گھسیٹنا اور پھر وہ اسے گھسیٹتا ہوا سڑک کی سائیڈ پر موجود جھاڑیوں  
میں لے گیا۔ اسے وہاں چھوڑ کر وہ واپس آیا اور پھر اس نے راجر کو  
بھی اسی طرح گھسیٹ کر جھاڑیوں میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد تور ان  
پر ہلک گیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں  
تواوچکے تھے۔ تور نے ان کی نکالی تو اسے ان کی جیبوں سے دو  
مشنیں پھل مل گئے۔ اس نے مشین پھل اٹھائے اور واپس کار کی  
طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور  
ظاہر ہے اس بار اسے تور ڈرائیو کر رہا تھا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ  
اسے خاور کے لئے کیا کرنا چاہئے لیکن اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ  
تیز حرکت نہ کر سکتا تھا۔ اتنی سی جدوجہد کرنے سے ہی اس کے  
ذخموں میں شدید تکلیف شروع ہو گئی تھی۔

”کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا“..... تور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور  
پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس سینا کلب کو ایک نظر دیکھ لے اور  
پھر وہ مطمئن ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ شہر میں داخل ہو کر وہ سینا روڈ

”سینا روڈ پر ہے۔ سینا کلب کے نام سے“..... اس بار راجر۔

بتا دیا۔

”شکریہ۔ اب ذرا کار سائیڈ پر کر کے روک دو“..... تور نے

کہا۔

”کیوں“..... راجر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ولسن بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا تھا۔

”میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس سیٹ پر بیٹھنے

کی وجہ سے میری ٹانگیں بہت سکڑ گئی ہیں اور میرے پیٹ پر سخت

دباؤ رہا ہے اور ہوسکتا ہے کہ اگر میں اسی انداز میں بیٹھا رہا تو شاید

میں ہیڈ کو آرٹرز زندہ ہی نہ پہنچ سکوں“..... تور نے کہا۔

”اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے“..... راجر نے کہا اور اس نے ولسن کو کار

ایک سائیڈ پر کر کے روکنے کے لئے کہا اور ولسن نے کار ایک سائیڈ پر

کر کے روک دی۔

”یہ میری طرف کا دروازہ کھول دو راجر۔ میرے ہاتھ تو بندھے

ہوئے ہیں“..... تور نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلادیا اور اپنی

طرف کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا تا کہ گھوم کر کار کی دوسری سائیڈ کا

دروازہ کھول سکے کہ تور کا بازو پہلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا

اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہتھکڑی پوری قوت سے سلنے بیٹھے

ہوئے ولسن کے سر پہنچی اور ولسن کے حلق سے جھج نکلی اور وہ وہیں  
سٹیرنگ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اسی لمحے راجر دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔

بات پر حیران تھا کہ وہ اس پسرے کو باہر اسے لئے نہ بھیجے خاور اندر  
کلب میں بیٹھا ہوا انہیں مل گیا تھا اور پھر جب کاریں ایک کالونی  
میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رکیں تو تنویر نے بھی  
کاران کے پیچھے روک دی۔ کار سے صدیقی اترا اور اس نے گیٹ پر  
موجود خصوص تالا کھولا اور پھر اندر جا کر اس نے چھانک کھول دیا تو  
دونوں کاریں اندر داخل ہوئیں اور تنویر نے بھی کار سٹارٹ کی اور  
اندر پہنچ کر اس نے اس کے پیچھے کار روک دی۔ سب ساتھی کاروں  
سے اتر کر تیزی سے تنویر کی طرف لپکے۔

”تم تو ہسپتال میں تھے“..... خاور نے قریب آ کر کہا تو تنویر  
مسکراتا ہوا نیچے اتر آیا۔

”ارے تم تو زخمی ہو۔ زیادہ حرکت مت کرو“..... عمران نے  
آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے ہوئے کہا۔

”میں تو خاور کو چھووانے کے لئے ہیڈ کو آرٹر پر ریڈ کرنا چاہتا تھا  
لیکن آپ لوگ پہلے ہی اسے لے آئے“..... تنویر نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

”ہم تو سوچ رہے تھے کہ یہاں پہنچ کر میک اپ وغیرہ کر کے  
ہسپتال جا کر تمہیں لے آئیں گے لیکن تم خود ہی پہنچ گئے۔“ خاور نے  
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب کو ٹھہرے اندر بڑے کمرے میں  
پہنچ گئے۔

”تم کیسے آئے“..... عمران نے پوچھا تو تنویر نے ہوش میں

کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے چونکہ تل ایسب کا تمام نقشہ یاد تھا اس  
سینا روڈ پر پہنچنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد  
سینا کلب کی عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ سرخ پتھروں کی بنی ہوئی  
عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس نے کار سامنے سڑک کے  
کنارے روکی اور خور سے اس عمارت کو دیکھنے ہی لگا تھا کہ اچانک  
ایک کار باہر نکلتی نظر آئی اور تنویر اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود  
عمران کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ساتھ جو یا یہ بیٹھی ہوئی  
تھی جبکہ عقبی سیٹوں پر دوسرے ساتھی موجود تھے اور پھر اس کے  
پیچھے دوسری کار بھی باہر آگئی اور دوسری کار میں اسے خاور بیٹھا نظر آ  
گیا۔ دونوں کاریں تیزی سے سڑک کے آگے چلی گئیں تو اس نے کار  
سٹارٹ کی اور اسے پوری تیزی سے دوڑاتا ہوا ان کاروں کے پیچھے چل  
پڑا۔ پھر ایک موٹر پرنٹنگ سٹینڈ بند ہونے کی وجہ سے دونوں  
کاریں رک گئیں تو تنویر نے اپنی کار عمران کی کار کی سائیڈ میں لے  
جا کر روک دی۔

”ارے تنویر تم“..... عمران نے چونک کر کہا اور پھر باقی ساتھی  
بھی چونک کر حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ اسی لئے  
اشارہ کھل گیا اور دونوں کاریں آگے بڑھیں لیکن اب تنویر اطمینان  
سے ان کے پیچھے کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا ہوا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ  
کسی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو خاور کے ہیڈ کو آرٹر پہنچنے کا  
علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ اسے ٹکال کر لے آ رہے تھے لیکن وہ اس

مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں بات کرنے لگے ہوا تھا۔

"تم۔ تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ یہ تم ہیڈ کوارٹر سے کیسے بول رہے ہو..... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں ہیڈ کوارٹر سے نہیں بول رہا۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ تمہارا جیوش چینل ہیڈ کوارٹر تباہ کیا جا رہا ہے۔ وہاں تمہارے سب افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور میرے ہاتھ میں ایک انتہائی طاقتور بم کا ڈی چارجر موجود ہے اور یہ بم ہیڈ کوارٹر کے اسلحے کے ذخیرے میں موجود ہے۔ اب میں صرف بیٹن پریس کروں گا اور تمہارا ہیڈ کوارٹر سکوں کی طرح کھرجائے گا۔ اس کے بعد تمہارے لارڈ ہاؤس کا نمبر آئے گا اور سب سے آخر میں ایرو میزائل لیبارٹری کا۔ اگر میں چاہتا تو پہلے تمہارے لارڈ ہاؤس کو اڑا دیتا لیکن میں نے ایسا اس لئے نہیں کیا تاکہ تم خود صدر صاحب کو بتا سکو کہ تمہارے جیوش چینل ہیڈ کوارٹر کا کیا حشر ہوا ہے۔ اس جیوش چینل کا جسے تم نے ناقابل تخییر کچھ لانا تھا اور جس کے تحت تم نے پوری دنیا میں سازشوں کے جال پھیلانے کی کوششیں کی ہیں۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے ڈی چارجر نکال کر اس نے پہلے اس کا ایک بیٹن پریس کیا تو ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ پھر عمران نے مسکراتے ہوئے دوسرا بیٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی زرد رنگ کا بلب بجھ گیا اور ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا اور پھر بجھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس

آنے سے لے کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی ساری تحصیل بادی

"گڈ شو۔ اس حالت میں بھی تم نے کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دیری گڈ..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ لیکن تم ہیڈ کوارٹر میں کیسے داخل ہوئے اور تمہارا تعاقب بھی نہیں ہوا۔ یہ سارا کیا پکڑ ہے....." تنویر نے کہا۔

"ابھی تفصیل سے بتاتے ہیں۔ ایک منٹ....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بیٹن بھی پریس کر دیا۔

"لارڈ ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سے بات کراؤ۔ میں ہیڈ کوارٹر سے بول رہا ہوں۔"

عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون بول رہا ہے..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تم بات کراؤ جلدی ورنہ ہیڈ کوارٹر کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے....." عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں....." دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو....." چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا لارڈ بو فمین ہے۔

"لارڈ بو فمین میں علی عمران بول رہا ہوں....." عمران نے

عمران میز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مکمل ناول

# بلیک ہاک

مصنف  
مظہر کلیم  
لکھا

اسرائیل کی تنظیم جیوش چینل کا سربراہ جس نے ایریز میزائل لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری بلیک ہاک کے سپرد کر دی۔

بلیک ہاک یورپ کا انتہائی معروف لیجنٹ کرنل کاڑھ جس کا دعویٰ تھا کہ اس کے مقابلے پر کوئی لیجنٹ ایک لمحو بھی نہیں ٹھہر سکتا۔

بلیک ہاک جس سے مقابلے پر آکر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی بے بسی کا شدت سے احساس ہونا شروع ہو گیا۔ کیسے اور کیوں؟

بلیک ہاک جس نے انتہائی مہارت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف گرفتار کر لیا بلکہ انہیں اس انداز میں بے بس کر دیا کہ شاید وہ اس سے پہلے کبھی اس طرح بے بس نہ ہوئے تھے۔

بلیک ہاک جس کے نیچے ایریز میزائل لیبارٹری تھی جسے تباہ کرنے کا ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس لے کر اسرائیل گئی تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس بار اپنے دشمن میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

بلیک ہاک اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک اور جان لیوا

جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز انجام؟

بے پناہ اور تیز رفتار ایکشن۔ خوفناک اور اعصاب کو چنچا دینے والا سٹپس

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

بتے ہوئے ڈی چارجر میز پر رکھ دیا۔ پھر نہ صرف اس کا بلکہ اس کے بارے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے تھے کیونکہ جیوش بینٹل ہیڈ کوارٹر کی تباہی اسرائیل کے لئے واقعی ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور انہیں یقین تھا کہ جیوش چینل کے اس ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر کی تباہی لارڈ بو فینین کی کارکردگی پر ایک کاری ضرب ثابت ہو سکتی تھی اس لئے ان سب کے چہرے واقعی اس کامیابی پر کھل اٹھے تھے۔

ختم شد  
کچھ نہ رہا

پیر و کار تھا اور وہ مسلمان جنابی قبیلے کو فنا کرنا۔ یا۔ غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران — زندگی میں پہلی بار جس کا جناتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔  
• شیطان کے پیر و کار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز۔ خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد — ایک ایسی جدوجہد — جس کا ہر لمحہ پراسرار — خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔ قطعی مختلف انداز کی نبی اور پراسرار کہانی۔

عمران میرز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

## جناتی دنیا

یوسف — مصنف — منظر ہر کلیم ایم اے

جناتی دنیا — کرہ ارض پر موجود جنات کی دنیا — جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جناتی دنیا — ایک ایسی دنیا — جو انسانوں کی دنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے — پراسرار — لیکن حقیقی دنیا۔

جناتی دنیا — ایک ایسی دنیا — جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دنیا میں داخل ہوا تو — ؟  
انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات۔

جناتی دنیا — جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔

سردار اختاش — پاکتیا میں رہنے والے مسلمان جناتی قبیلے کا سربراہ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات

ماہل کیں — کیوں اور کیسے — ؟

سردار کنیٹلا — ایسے جناتی قبیلے کا سربراہ — جو شیطان کا

• انوکھا۔ دلچسپ اور تھیر خیر ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں قارئین پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دنیا سے روشناس ہوں گے۔

ایک ایسی حقیقی دنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف منظر ہر کلیم کا قلم ہی صفحہ قرطاس پر ابھار سکتا ہے۔

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ کہانی

# سنیک کلرز

مصنف — منظرہ کلیم ایم اے

سنیک کلرز

— ایک نئی تنظیم — جس کا چیف جوانا تھا اور اس کے ممبروں میں جوزف اور ٹائیگر شامل تھے۔ انتہائی دلچسپ سچوٹن۔

سنیک کلرز

— جس نے ایک مقامی کلب میں قتل عام کر دیا اور پاکیشیا کی پوری سرکاری مشینری اس قتل عام پر بوکھلا اٹھی۔

سنیک کلرز

— جنہیں پولیس اور حکومت نے دہشت گرد قرار دے دیا اور پھر جوزف، جوانا اور ٹائیگر کی فوری گرفتاری کے احکامات صادر کر دیئے گئے۔

عمران

— جس نے جوانا، ٹائیگر اور جوزف کو پھانسی سے بچانے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں — لیکن — ؟

۔ وہ لمحہ — جب سیکرٹ سروس کے چیف کو مجبوراً سنیک کلرز کو

سرکاری تنظیم قرار دینے کا نوٹیفکیشن جاری کرنا پڑا — انتہائی سوچسپ اور حیرت انگیز سچوٹن۔

۔ وہ لمحہ — جب عمران بھی جوانا کی سربراہی میں سنیک کلرز کیلئے کام کرنے پر مجبور ہو گیا — کیوں اور کیسے — ؟

جوانا

— جس نے ایک بار پھر ماسٹر کلرز کے جوانا کا ڈپ دھار لیا اور پھر ہر طرف موت کے بھیاک سائے پھیلتے چلے گئے۔

۔ وہ لمحہ — جب جوانا اور ٹائیگر کو دن دہارے سڑک پر گولیوں سے اڑا دیا گیا — کیا یہ دونوں ہلاک ہو گئے — یا — ؟

سنیک کلرز

— جنہوں نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں بے تحاشا قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا — ان کا اصل مقصد کیا تھا — ؟

قدم قدم پر خوفناک جسمانی لڑائیاں، ہر طرف موت کی چیخ و پکار — بے پناہ تیز اور انتہائی خونریز مسلسل آتش، انتہائی دلچسپ حیرت انگیز اور سیکرٹ منظرہ انداز کی کہانی

یوسف براؤنڈ - پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی انوکھی کہانی

## نورث ڈیم

مکمل ناول

پندرہ حصہ



پاکیشیا کا آئران کی سرحد کے قریب بننے والا ایک ایسا ڈیم جسے پاکیشیا کا روٹن مستقبل کہا جا رہا تھا۔

جس کی تباہی کے لئے کافرستان کے اعلیٰ حکام نے انتہائی پراسرار سازش کی ایسی سازش جو مکمل بھی ہو گئی لیکن عمران اور بلیک زیرو دونوں اس سازش کے بارے میں ایک لفظ بھی معلوم نہ کر سکے۔

جس کے خلاف ہونے والی سازش نے عمران کی نیٹیں اڑا دیں اور دماغ ماؤف کر دیا۔ لیکن وہ بھی سازش اور مجرموں تک نہ پہنچ سکا اور پھر نورث ڈیم کی تباہی مقدر ہو گئی۔

جب وہ خوفناک دھماکہ ہوا جس کی زد میں آکر نہ صرف نورث ڈیم کی اراضی تباہ و برباد ہو گئی بلکہ عمران بھی قیمتی موت کے منہ میں پھنس گیا۔

جس کے بارے میں عمران آخری لمحے تک معلوم نہ کر سکا تھا۔ کیوں؟

تفصیلی انداز میں لکھی گئی انوکھی کہانی جس کا ہر حصہ کشش میں ڈھلکا ہوا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی منفرد اور دلچسپ ناول

## پینگ ڈیم

مکمل ناول

مضامین

پینگ ڈیم ایک ایسی سرکاری تنظیم جس نے پاکیشیا آکر اپنا مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کر لیا۔ کیسے؟

پینگ ڈیم جس نے پاکیشیا کی نہ صرف لیبارٹری تباہ کر دی بلکہ تمام سائنس دانوں کو بھی گولیوں سے اڑا کر فارمولہ حاصل کر لیا۔ لیکن کسی کو آخری لمحے تک یہ علم نہ چل سکا کہ یہ سب کس نے کیا ہے اور کیسے کیا ہے؟

جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت کا سرکاری سطح پر اعلان کر دیا گیا۔ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی طیارے کی تباہی کے ساتھ ہی جہنم ہو گئے تھے؟ جس کی لیبارٹری میں پاکیشیا سے حاصل کیا گیا فارمولہ موجود تھا اور پھر یہ لیبارٹری خوفناک دھماکوں کی زد میں آ گئی۔ کیوں اور کیسے؟

جب ایک سونے خور اور جو لیا کو موت کی قسمی سزا دے دی اور سب پر غصہ شدہ یقینی ہو گیا۔ کیا واقعی ایسا ہوا؟

انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات سے پر منفرد انداز کا ناول

پندرہ حصہ

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران یوزیش ایک دلچسپ اور جدوجہد سے بھرپور ناول

## فیوگی ٹاسک مکمل ناول

ایک ایسی تنظیم جو ملک بھان کو توڑ کر ٹکڑوں میں تبدیل کرنا چاہتی تھی۔ جس کا اسلحہ کے حصول کے لئے پاکیشیا کے ایک گروپ سے خفیہ رابطہ تھا اور پھر یہ رابطہ ظاہر ہو گیا۔ جب عمران نے اسلحہ سپلائی کرنے والے پاکیشیائی گروپ اور خفیہ رابطہ کو بے نقاب کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟

جب عمران کو مجبوراً فیوگی ٹاسک کے خلاف حرکت میں آنا پڑا۔ کیوں؟ عمران کا دوست اور بھان کا تہائی فعال ایجنٹ جس کی طرح بھی عمران سے صلاحیتوں میں کم نہ تھا۔ لیکن وہ فوگی ٹاسک کا ایجنٹ تھا۔ جب بانٹوش فیوگی ٹاسک کے تحفظ کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آ گیا اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک ایک لمحہ بھاری ثابت ہوا۔

جب کیپٹن فکیل اور بانٹوش کے درمیان جسمانی فائنٹ ہوئی۔ ایسی فائنٹ کہ جس کا تصور شاید عمران بھی نہ کر سکتا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ کامیابی کس کے حصے میں آئی۔

ایک دلچسپ ناول جو آپ کو حیرت و شگفتگی سے بھرپور کرے گا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

## تھرڈ بل مشن مصنف مظہر کلیم ایم اے مکمل ناول

تھرڈ بل ٹاسکس ولس کی سپلائی کیلئے بین الاقوامی ٹینڈر ایک ملک نے کال کئے تھے پھر؟ قائم دی گریٹ جو پاکیشیا میں برٹس ٹورپ آیا اور اس نے ہوٹل میں خوفناک ہنگامہ برپا کر دیا۔ کیوں؟

جب سنبھالنے کے لئے عمران کو بذات خود اس ہوٹل میں جانا پڑا۔ کیا عمران قائم کو سنبھالنے میں کامیاب ہو سکا یا نہیں۔ انتہائی دلچسپ اور تہقہ آمیز پوئیش قائم جس سے تھرڈ بل کے رش حاصل کرنے کے لئے پالینڈی سیکرٹ سروس پاکیشیا پہنچ گئی۔ پھر؟

تھرڈ بل جس کے بین الاقوامی ٹینڈر پالینڈی سیکرٹ سروس اپنے ملک کے حق میں کرانا چاہتی تھی اور پالینڈی سیکرٹ سروس اس میں کامیاب بھی ہو گئی۔ کیسے؟

جب عمران تھرڈ بل کا بین الاقوامی ٹینڈر پاکیشیا کے حق میں کرانے کے لئے میدان میں کود پڑا۔ پھر کیا ہوا؟

جب عمران اور ٹائیگر اپنے مشن میں ناکام ہو کر پالینڈی سیکرٹ سروس کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ کیا عمران واقعی اس انوکھے مشن میں ناکام ہو گیا۔ یا؟

ایک دلچسپ ناول جو آپ کو حیرت و شگفتگی سے بھرپور کرے گا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سے زیر س قطعی منفرد انتہائی دلچسپ اور محرک نگینہ یادگار ناول

# بلیک ورلڈ

مصنف: منظر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک الیا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — منصوبہ کیا تھا — ؟

عمریس — ایک ایسا بادوئی زورور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ

اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا — ؟

جبوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرانی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنت سے کسی صورت بھی نچر سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی۔

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران مجتہد جوان اور نایکگر سمیت جب میلان میں اترے تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر

## یوسف برادر — پاک گیٹ ملتان

بلیک ورلڈ — ایک ایسی پراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا — جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ — جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی — انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں

پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ بچنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی — کیا عمران

اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخر کار ناکامی ہی عمران

کا مقدر بنی — کیوں اور کیسے — کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا — یا — ؟

بلیک ورلڈ — اس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیا کی سلحشی کی بجائے

قطعی مختلف زندگی طاقات کا سہارا لینا پڑا — وہ طاقت کیا تھی — ؟

• قطعی تھک انداز کی کہانی — انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد

• تجزیہ اور حیرت انگیز فصول کاریلوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی

• ایک یادگار ناول جو اس سے قبل صفحہ ترطاس پر نہیں اُبھرا۔